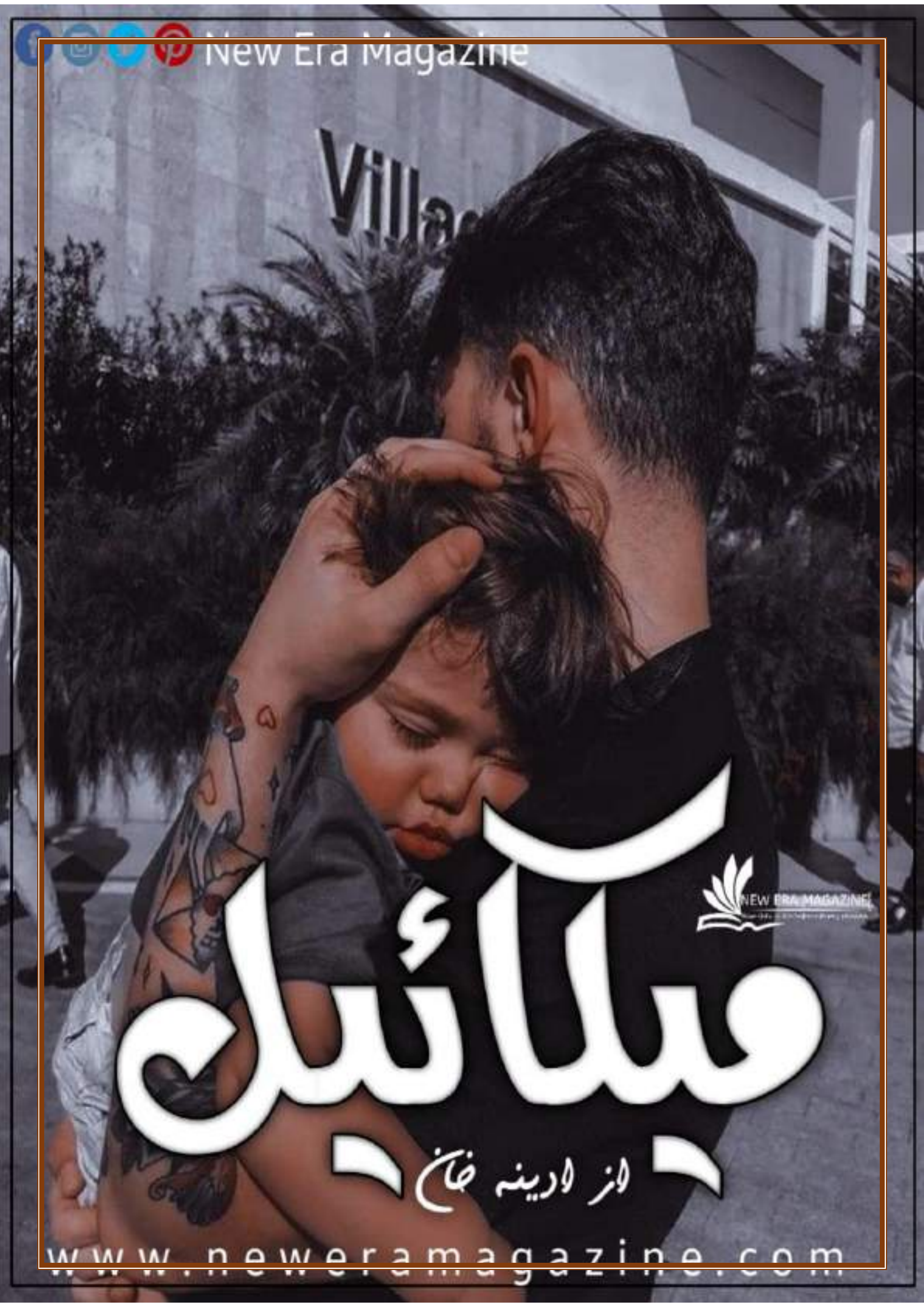
New Era Magazine
مکائیل
از ادینہ خان
NEW ERA MAGAZINE
www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(مکمل ناول)

میکائیل

ازادینہ خان

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

"بندہ درخت پر فالتو بیٹھا کائیں کائیں کرتا کوا ہو مگر کسی کی اکلوتی اولاد نہ ہو، اللہ تعالیٰ مجھے کوئی بھائی نہ سہی ایک عدد بہن ہی دے دیتا جس سے میرے والد محترم کی تھوڑی سی توجہ تو اس پر بھی ہوتی دو گھڑی مجھ غریب کو سکون مل جاتا۔"

وہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑتا سد پارہ جھیل کے کنارے پتھر سے ٹیک لگائے پانی میں کنکریاں پھینک رہا تھا جبکہ مچھلیاں پکڑتے حسن کی اس کی دہائیوں پر ہنسی نہیں رک رہی تھی۔ وہ بمشکل خود پر قابو پائے ہوئے تھا ورنہ اس کا کوئی بھروسہ نہیں تھا حسن کا سر کھول دیتا۔

"یارا! تو ہر وقت رونا روتا رہتا ہے مگر اثر تو ہوتا نہیں ہے تجھ پر ان کی کسی بات کا۔"

کب سے خاموش بیٹھے ولید کی زبان میں کھجلی ہوئی۔

"تو اب اپنا لیکچر شروع کر دے، میری بجائے تجھے ان کا بیٹا ہونا چاہیے تھا کرتے رہتے جی حضوری جیسے اب بچھے بچھے جاتے ہو۔ انھیں ویسے بھی بہت پسند ہے تو، ہونہہ۔"

اس نے ولید کو جھڑکا جس پر وہ کھسیا کر رہ گیا۔

"آخر ان کی بات ماننے میں حرج ہی کیا ہے؟ سنبھالنا تو تمہیں ہی ہے بزنس تو ابھی سنبھال لو۔ بھول کیوں نہیں جاتے تم سب کچھ؟"

ولید نے پھر کوشش کی لیکن وہ ہتھے سے اکھڑ گیا۔

آج تو سدپارہ جھیل کی خوبصورتی بھی اس کے رویہ پر مثبت اثر نہ ڈال پائی۔

"تم لوگوں کے سامنا اگر دل ہلکا کر لیتا ہوں تو تکلیف ہو جاتی ہے تمہیں، دفع ہو جاؤ دونوں کے دونوں اب نہیں آؤں گا تمہیں سنانے۔"

وہ کپڑے جھاڑتا ہمیشہ کی طرح روٹھی محبوبہ بنا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میکائیل! یار ا بات تو سن" ______

دونوں آوازیں دیتے رہ گئے مگر وہ ان سنی کرتا زن سے جیپ لے اڑا۔

"کیا ضرورت تھی تجھے بکواس کرنے کی جب جانتا ہے اسے نہیں پسند انکل کی طرف داری لیکن ہر بار تجھے جانے کونسا کیڑا کاٹتا ہے؟ اب تو ہی منائے گا۔"

حسن نے ولید کو گھورا۔

"میں اسے وقت پر عقل دینا چاہتا ہوں دوست ہوں دشمن نہیں۔ اسے سب بھلا دینا چاہیے اب تو انکل بھی تھکتے جا رہے ہیں۔"

ولید نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"ہمممم! دیکھتے ہیں۔۔۔ لیکن ابھی تو پیدل جانے کی تیاری پکڑ۔ تیری زبان مجھے بھی مروا دیتی ہے۔"

حسن نے اسے مکا جڑا۔

ان دونوں کے گھر بھی "کاردار ولا" کے ساتھ ہی تھے تبھی میکائیل کاردار کی ناراضی ان کو مہنگی پڑتی تھی وہ ایسے ہی منہ پھٹ تھا جی میں آتا تو انھیں اپنی جیب سے نکال باہر کرتا اور کبھی کبھی ان کے خوب لاڈ اٹھاتا۔

وہ دونوں متوسط طبقے سے تعلق رکھتے تھے اور آپس میں خالہ زاد بھائی تھے جبکہ میکائیل کاردار ان کے بچپن کا دوست تھا۔وہ آٹھ سال کا تھا جب اپنے والدین کے ساتھ سکردو شفٹ ہوا تب سے ان کی یاری شروع ہوئی جو سکول سے لے کر اب 'اقرا قرم انٹر نیشنل یونیورسٹی' میں بھی قائم ودائم تھی۔

وہ دونوں محنت پر یقین رکھتے تھے لیکن میکائیل کاردار کے پاس باپ کا پیسا تھا جو وہ بے دریغ لوٹاتا۔وہ پڑھنے کا خاص شوقین نہیں تھا تبھی بس پاس ہی ہوتا لیکن وہ دونوں اچھا رزلٹ لانے کے لیے سر توڑ کوششیں کرتے۔ولید ہمیشہ سے ٹاپ پر رہتا تھا۔

میکائیل کاردار کی اپنے باپ سے نہیں بنتی تھی،اس کی پیچھے بھی کوئی خاص وجہ تھی۔۔۔۔۔۔۔

ADEENA KHAN

"اللہ ہو______اللہ ھو"______

دعا مانگتی عنوہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولتے اپنی دائیں طرف دیکھا جہاں ننھا سا جہانگیر اپنی گود میں ہنی بنی رکھے اپنی ماں کا سکارف بچھا کر اس پر بیٹھا آنکھیں بند کیے زور و شور سے دعا مانگنے میں مصروف تھا۔

عنوہ بے ساختہ نم آنکھوں سے مسکرا دی وہ جانتی تھی اس کا بیٹا ہر چیز میں اسے کاپی کرنے کی کوشش کرتا تھا اب بھی اسی لیے کھیل چھوڑ کر اس کے ساتھ آ بیٹھا تھا۔

"مومی! دے نے بی دعا مانگ لی۔"

وہ توتلی زبان میں بولتا جلدی سے اس کا سکارف جھاڑ کر اٹھا گیا۔

عنوہ اس کی پھرتی پر مسکراہٹ دبا گئی وہ اس کا سکارف سے دھیان ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"اچھا کیا کیا مانگا مومی کی جان نے؟"

اس نے جائے نماز رکھ کر اسے گود میں اٹھا لیا۔

"دے نے بوت کچھ مانگا اے وہ مومی کو بتانی ستا یہ اللہ تعالیٰ اور دے کا سیکرٹ اے۔"

اس کی سیانی بات پر عنوہ اس کا گال چوم گئی۔

"اوکے جے دی گریٹ! چلو جلدی سے انابی کے ساتھ ناشتہ کر کے ہم پھر بابا سے ملنے چلیں گے۔"

Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسے نیچے اتارتی خود چادر اٹھانے لگی، دونوں نیچے آئے تو انابی ٹیبل سیٹ کیے ان کا انتظار کر رہیں تھیں۔

"انابی! دے کو چوری کانی اے میاں مٹھو والی۔"

جے نے ٹیبل پر پڑے اٹھے اور آملیٹ دیکھتے منہ پھلایا۔

"ارے میرا بچہ میں تو بھول ہی گئی تھی ابھی لائی بلکہ تم آؤ ہم ساتھ بناتے ہیں۔"

انابی اس کی انگلی پکڑے کچن میں چلیں گئیں کیونکہ اس کے صحت مند وجود کی وجہ سے وہ گود میں نہیں اٹھا سکتیں تھیں۔

عنوہ ان کی دوستی پر مسکراتی ہوئی ناشتہ کرنے لگی تبھی اس کا فون بج اٹھا۔ سکرین پر نظر پڑتے ہی اس نے سرد آہ بھری۔

اس کی امی اب پھر سے اسے دوسری شادی پر لیکچر دینے والی تھیں جو سننے کا اس کا قطعی موڈ نہیں تھا۔ کبھی ابو جان کال کرتے ان کی ضد ہوتی وہ واپس آجائے۔

آج بھی اسے شام کو انٹرویو کے لیے جانا تھا سو وہ نہیں چاہتی تھی دل ابھی سے اچاٹ ہو جائے۔

فون بجتا رہا اور وہ اطمینان سے ناشتہ کرتی رہی پھر وہ جہانگیر کو لیے قبرستان آگئی۔

ایک تختی پر "کیپٹن حارث زید شہید" لکھا تھا۔

جہانگیر نے اپنے بابا کو سلام کیا اور قبر پر پھول ڈالنے لگا۔ عنوہ خود اس سے سب کرواتی تھی کیونکہ وہ چاہتی تھی اس کا بیٹا ہمیشہ اپنے باپ کو ایک ہیرو کے طور پر یاد رکھے۔ ان کے ساتھ ساتھ اور لوگ بھی اس عظیم شہید کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے موجود تھے۔ لوگ ان ماں بیٹے کو اچھی طرح جانتے تھے اسی لیے ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی یہی چیز اسے وہاں سے جانے سے روکتی تھی۔ وہ اپنے بیٹے کو اپنے بابا پر فخر کرتے دیکھنا چاہتی تھی۔

ADEENA KHAN

گھر کے آگے جیپ جھٹکے سے روکتے وہ چابی گارڈ کی طرف اچھالتے اندر بڑھ گیا۔ اسے اپنے کمرے کی طرف جاتے لاؤنج سے اپنے والدین کی آوازیں سنائی دیں لیکن وہ اگنور کرتے آگے بڑھ گیا۔

"دیکھ رہی ہو تم نالائق انسان ہونے کے ساتھ ساتھ تمہارا بیٹا بدتمیز بھی بلا کا ہے ذرا سا رک کر سلام کرنا گوارا نہیں کیا۔"

حیات کاردار نے دانت پیسے جس پر شرمین نے تاسف سے چائے کا گھونٹ بھرا۔ وہ زیادہ تر ان دونوں باپ بیٹے کی سرد جنگ میں ایسے ہی خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتیں تھیں۔

"پتا نہیں یہ ناہنجار کب سدھرے گا میرے تو دماغ کی چولیں ہلا دی ہیں اس نے۔"

وہ خالی کپ ٹیبل پر پٹختے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"آپ اب کہاں چل دیے؟

آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

شرمین ان کے ساتھ ہی اٹھیں۔

"نہیں مر رہا میں، سنبھالنا تو مجھے ہی ہے نا سب کچھ ویسے بھی بہت سے کام ہیں آج۔ کوئی زمہ دار سیکرٹری مل جائے بس پھر کچھ بوجھ کم ہو مجھ پر سے۔آج انٹرویو بھی ہیں۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے نکل گئے۔

شرمین لب بھینچے دیکھتی رہ گئیں۔ان کا رخ اب میکائیل کے کمرے کی جانب تھا۔

انھوں نے کمرے میں جھانکا تو گھپ اندھیرے نے ان کا استقبال کیا۔وہ گھبراتے دل کے ساتھ کھڑکیوں سے پردے ہٹا گئیں۔

"میکائیل! میرے بچے سر شام ہی کیوں منہ سر لپیٹے پڑے ہو۔"

انھوں نے اس کی پیشانی چھو کر دیکھی جو بیڈ پر اوندھے منہ پڑا اتھا۔

"بخار تو نہیں ہے۔

میری جان! اٹھو نا کیا ہوا ہے؟"

وہ اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولیں جوان کی گود میں سر رکھ گیا۔

"یہ روز کا معمول ہے پھر بھی آپ روزانہ پوچھتی ہیں۔"

وہ کسلمندی سے بولا۔

"میرے بیٹے! مان کیوں نہیں لیتے تم ان کی بات؟"

انھوں نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے پیار سے کہا۔

"انھوں نے مانی تھی میری بات_______؟"

اس نے سختی سے لب بھینچ لیے۔

"اب تو بھول جاؤ وقت گزر گیا ہے زندگی میں آگے بڑھو انھیں تمھاری ضرورت ہے۔

وہ اب تھکنے لگے ہیں۔آج بھی ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔"

ان کی آواز بھرا گئی۔

میکائیل نے ضبط سے مٹھیاں بھینچے سر دوبارہ تکیے پر ٹکا لیا۔

وہ کچھ دیر اسے تکتے رہنے کے بعد کمرے سے چلی گئیں۔

دروازہ بند ہونے کی آواز پر میکائیل کی آنکھ سے آنسو نکل کر تکیے میں جذب ہو گیا۔

دونوں باپ بیٹا اپنی انا کے پکے تھے۔

ADEENA KHAN

عنوہ جے کو انابی کے حوالے کرتی خود جلدی جلدی انٹرویو دینے پہنچی تھی۔رکشہ راستے میں بہت سی سواریوں کو لیتا آیا تھا جس کی وجہ سے وہ تھوڑی لیٹ ہو گئی تھی۔

"کاردار ٹرانسپورٹ" کی شاندار بلڈنگ کو دیکھتے اس کے حوصلے پست ہوئے تھے رہی سہی کسر وہاں موجود نوکری کے لیے آئے امیدواروں کے رش نے پوری کر دی۔وہ اپنا دوپٹہ درست کرتی ایک طرف بیٹھ گئی اسے نوکری ملنے کے آثار تو نظر نہیں آرہے تھے مگر پھر بھی قسمت آزمائی کا سوچا۔اس کے پاس بی اے کی معمولی سی ڈگری تھی آگے پڑھنے کا وقت ہی نہیں مل پایا تھا۔

وہ انگلیاں چٹخاتی سب لڑکوں اور لڑکیوں کو دیکھنے میں مصروف تھی جو انتہائی پر اعتماد نظر آرہے تھے۔

دو گھنٹے بعد اس کا نام پکارا گیا تو لمبا سانس لیتے وہ اندر داخل ہوئی جہاں میز کے دوسری طرف ایک ادھیڑ عمر اور دو نوجوان بیٹھے تھے۔

وہ سلام کرتی بیٹھ گئی۔

"آپ کا تجربہ ہے کہیں جاب کا۔"

وہاں موجود عمر رسیدہ شخص نے اس کی فائل اٹھاتے ہوئے پوچھا۔

"سر! میرا کوئی تجربہ نہیں ہے کام کرنے کا۔

اگر کوئی موقع دے گا تو ہی میں جاب کر پاؤں گی، پہلے کبھی زندگی میں ضرورت ہی نہیں پڑی۔"

خود پر قابو پانے کے باوجود اس کے چہرے سے افسردگی جھلکی تھی۔

"ہمم! تو آپ میرڈ ہیں۔ کیپٹن حارث زید نام ہے آپ کے شوہر کا۔ کیا آپ بتا سکتی ہیں اب آپ کو کیوں ضرورت پڑی جاب کی، کوئی خاص وجہ؟"

اس کی فائل جانچتے انھوں نے استفسار کیا۔

ایک آرمی کیپٹن کی بیوی ہو کر وہ نوکری کے لیے دھکے کھا رہی تھی یہ بات انھیں تھوڑی عجیب لگی۔

ابھی وہ کچھ بولتی تبھی تھری پیس سوٹ میں ملبوس ایک بارعب سی شخصیت اندر داخل ہوئی۔

انھیں دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے۔

ان کے سربراہی کرسی پر براجمان ہوتے ہی عمر رسیدہ شخص جھک کر انھیں تفصیلات سے آگاہ کرنے لگا۔

وہ انگلیاں مسلتی ہوئی ان کا جائزہ لینے لگی جن کے سر پر کہیں کہیں سفید بال تھے بڑھتی ہوئی عمر میں بھی کافی غضب کی پرسنلٹی تھی۔

"جی تو مسز حارث زید آپ کیا کہہ رہیں تھیں؟"

اب وہ بارعب شخص اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ پراعتماد سی لڑکی تھوڑی گڑبڑائی لیکن ان کے سوال پر ہمت مجتمع کرتی بول اٹھی۔

"سر____! وہ تین سال پہلے سوات آپریشن کے دوران شہید ہو گئے تھے۔"

وہ لوگ جو پہلے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے اب وہاں سناٹا چھا گیا۔

"اوہ ویری سوری!

آپ سیکرٹری کی جاب کی جو جو ڈیوٹیز ہیں وہ کر پائیں گی؟"

کچھ توقف کے بعد بارعب سی آواز گونجی جس پر اس نے حیرت سے انھیں دیکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"سر_____آپ_____مجھے____؟"

اس کی بوکھلاہٹ پر وہ مسکرا دیے۔

"جی بالکل آپ کا انتخاب کیا گیا ہے۔

سیلری اور باقی تفصیلات آپ کو جاوید صاحب بتا دیں گے۔"

وہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ حیات کاردار ہیں اس کمپنی کے مالک ان کی ہی سیکٹری منتخب کیا گیا ہے آپ کو۔"

جاوید صاحب نے اسے بتایا۔

سب تفصیلات لیتے وہ خوشی خوشی وہاں سے نکل آئی۔اس نے راستے سے جہانگیر کا پسندیدہ پتیسہ بھی لے لیا تھا۔

تانگہ نظر آتے ہی وہ اس میں سوار ہو گئی۔اسے یاد آیا حارث کو اس کے سنگ تانگے کا سفر کرنا بہت پسند تھا۔

وہ آس پاس کے سفر کے لیے تانگے کو ہی ترجیح دیتے تھے۔

حارث کے پاس اپنے والد کی پرانی گاڑی بھی تھی جو وہ کبھی کبھار ہی استعمال کرتے تھے۔

اس کی آنکھوں میں نمی گھلی تو وہ یک دم ہوش میں آتے خود کو سنبھال گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|

ADEENA KHAN

وہ گجرات کے رہنے والے تھے۔

ان کے خاندان میں امی،ابو،بھائی،بھابھی،وہ اور اس سے چھوٹی تین بہنیں تھیں۔بھائی کی شادی سے پہلے تک وہ بہت سکون سے رہتے تھے لیکن بھابھی کے آتے ہی ان کے گھر میں ہلچل ہونے لگی۔

اکلوتے بھائی کی بیوی ہونے کی وجہ سے وہ بہت رعب جماتیں جس پر امی بدمزگی پیدا ہونے کے ڈر سے چپ سادھے رہتیں۔اپنی دوسری بہنوں کے مقابلے میں وہ تھوڑی دبو قسم کی تھی تبھی بھابھی کے عتاب کا نشانہ بنتی۔

ابو کا تعلق اسلامی جماعت سے تھا تو زیادہ تر وہ ان ہی کاموں میں مشغول رہتے۔

حارث زید سے اس کی شادی حارث اور ابو کی پسند سے ہوئی تھی۔ وہ بی اے کے پیپروں میں مصروف تھی جب حارث زید کی ان کے گھر آمد ہوئی وہ ابو کے جگری دوست کا بیٹا تھا جن کا تعلق سکردو، گلگت بلتستان سے تھا۔

حارث نے آرمی جوائن کی تھی اسی سلسلے میں کسی کام کی وجہ سے وہ ایک ماہ کے لیے ان کے گھر کے بیٹھک والے کمرے میں ٹھہرا تھا۔

عنوہ کی خاموش طبیعت اور اپنے کام سے کام رکھنے والی عادت حارث کو اس کا اسیر کر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ کا ایک دو بار ہی اس سے سرسری سا سامنا ہوا تھا۔

اس کے جانے کے ہفتے بعد ہی رشتہ آگیا۔

امی اسے اتنی دور بھیجنے پر رضامند نہیں تھیں مگر ابو نے ان کی ایک نہ چلنے دی۔

اس کی شادی میں بھابھی دبے دبے لہجے میں لوگوں سے اس کی اور حارث کی محبت کے من گھڑت قصے سناتی نظر آئیں جس پر وہ ضبط کر کے رہ گئی۔

حارث زید کا پر سکون گھر اس کے لیے کسی جنت سے کم نہیں تھا۔ وہ اس سے نہایت محبت اور عزت سے پیش آتا تھا جو عنوہ کو اس کا گرویدہ بنانے لگا۔

وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا۔اس کی انابی اور بابا انتہائی محبت کرنے والے لوگ تھے۔
وہ آپریشن میں شرکت کے لیے گیا تھا یہ بات اس نے عنوہ سے مخفی رکھی تھی کیونکہ وہ امید سے تھی۔وہ اسے ذہنی دباؤ سے بچانا چاہتا تھا۔

کچھ دن بعد ہی انھیں اس کی شہادت کی خبر ملی وہ بے یقین سی بیٹھی رہی۔ان کی شادی کو ہفتے بعد سال ہونے والا تھا۔

آرمی کی طرف سے پورے وقار کے ساتھ کیپٹن حارث زید کو دفن کیا گیا۔

وہ ساکت تھی اس کی آنکھ سے ایک آنسو نہ بہا۔اسے اعلیٰ رتبہ ملا تھا وہ شہید کی بیوہ تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اب اسے سمجھ آئی تھی حارث ہمیشہ اسے شہیدوں کی ماؤں اور بیوؤں کے قصے کیوں سناتا تھا۔وہ اسے ذہنی طور پر تیار کرنا چاہتا تھا۔

"ہم فوجی اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر پھرتے ہیں۔قوم کی حفاظت کے لیے ہر دم تیار۔"

اس کے دماغ میں حارث زید کا خوبصورت لہجہ گونجا۔

اس کے گھر والے بھی آئے تھے وہ اسے ساتھ لے جانا چاہتے تھے مگر وہ نہ مانی۔

اس کی گود میں جب جہانگیر آیا تو وہ کتنی دیر اسے سینے سے لگائے روتی رہی۔جہانگیر کا نام بھی حارث زید کی خواہش پر رکھا گیا۔

حارث زید کی شہادت کے ایک سال بعد بابا بھی انتقال کر گئے پیچھے وہ تینوں رہ گئے۔

گھر والوں نے اور آنابی نے بھی زور لگایا وہ دوسری شادی کر لے مگر وہ نہ مانی۔

وہ جہانگیر کو پر اعتماد زندگی دینا چاہتی تھی جو اسے اپنی بھابھی یا سوتیلے لوگوں کی موجودگی میں ممکن نظر نہیں آتی تھی۔

وہ خود نوکری ڈھونڈ رہی تھی اور بالآخر آج اس کی محنت رنگ لائی تھی۔

ADEENA KHAN

رات وہ ڈنر کے بغیر سویا تھا تبھی اب اس کے پیٹ میں چوہے بریک ڈانس کر رہے تھے وہ جلدی سے اٹھتا فریش ہو کر نیچے آیا مگر اپنے باپ کو ڈائننگ ٹیبل پر براجمان اخبار کھنگالتے دیکھ کر اس کا موڈ خراب ہوا اپنی ماں کی گھوریوں پر وہ ناچار کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"کیا لو گے بیٹا؟"

شرمین کی آواز پر حیات کاردار نے نگاہیں اخبار سے ہٹا کر اسے دیکھا۔

"ہاں بیٹا بتاؤ نا کیا لو گے؟

ارے ہاں میرا شہزادہ کیا شوق سے کھاتا ہے یہ مجھ سے بہتر کون جانے گا؟

نصیر جاں"________

انھوں نے شہد آگیں لہجے میں کہتے باورچی کو آواز دی۔

شرمین کے ساتھ ساتھ میکائیل نے بھی آنکھیں پھیلائے باپ کو دیکھا۔

پہلی بار اس نے اپنے باپ کے منہ سے اپنے لیے محبت بھرے الفاظ سنے تھے، ہضم کرنا مشکل تھا۔

"جی صااااب" _____

نصیر جاں مؤدب کھڑا بولا۔

"اپنے میکائیل صاحب کے لیے چیز پر اٹھا اور مخصوص آملیٹ لے آؤ ساتھ میں دودھ پتی کا کپ۔"

ان کے حکم نامے پر نصیر جاں بھی بوکھلا گیا کیونکہ ایسی محبت اس نے بھی پہلے بار سنی تھی میکائیل کے لیے۔

"جی ی ی صااااب" _____

وہ جلدی سے بھاگا۔

میکائیل نے آنکھیں چھوٹی کیے انھیں بغور دیکھا۔

"جنابِ عالی! آپ کو اگر کچھ دیر انتظار کی زحمت گوارہ نہ ہو تو سرسری سا اخبار کا جائزہ لے لیں۔"

انھوں نے استہزائیہ ابرو اٹھائی۔

میکائیل نے سر کھجاتے ان کے ہاتھ سے اخبار لے لیا۔

یہ جو بھی ہو رہا تھا اس کی سمجھ سے باہر تھا۔

"برخوردار! یہ اخبار آپ نے الٹا پکڑا ہے۔

ایسے نہیں ایسے" _____

انھوں نے اس کے ہاتھ سے اخبار درست کیا۔

اسی دوران نصیر جاں دوسرے ملازم کے ساتھ مل کر اس کا ناشتہ لگانے لگا۔

"اور کچھ تو نہیں چاہیے بیٹا جی آپ کو؟ اپنا مال ہے جتنا مرضی اڑاؤ۔"

ان کی آواز میکائیل کو اپنا مذاق اڑاتی محسوس ہوئی۔

اب اس کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو، کیوں ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں؟"

اس نے بمشکل نارمل لہجہ اپنایا۔

وہ بھی کہاں باپ کا لحاظ کرتا تھا؟

"ارے اب بھی تمہیں مسئلہ ہے۔ تمہاری ماں نے میرا دماغ کھا لیا تھا رات کو 'میرا بیٹا

اپ سیٹ رہتا ہے آپ اس سے اچھے سے بات کیا کریں وغیرہ وغیرہ'

میں بیٹے کا خیال کروں لیکن بیٹا میرے سر میں خاک ڈلوا تارہے۔میں اکیلا سر کھپاؤں لیکن یہ بیٹھ کر آرام سے اڑائے یا پھر مجنوں بنا پھرتا رہے۔

مر جاؤں جس دن اس دن ڈھول بجانا تم دونوں ماں بیٹا۔"

میکائیل کا چھیڑ نا انھیں غضب ناک کر گیا تھا۔

ان کی بات پر شرمین نے دہل کر دل پر ہاتھ رکھ لیا۔سب نوکر ہونق پن سے دیکھنے لگے تماشا تو روز ہوتا تھا لیکن حیات کاردار اتنے جذباتی نہیں ہوتے تھے۔

"آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں؟

ناشتہ تو کرتے جائیں"

شرمین نے انھیں اٹھتے دیکھ کر التجا کی۔

"پہلے ہی ان چکروں میں لیٹ ہو چکا ہوں، تم اپنے صاحبزادے کو ناشتہ کرواؤ میرا کیا ہے، ہونہہ۔"

وہ شرمین کی پکار کو ان سنا کرتے چلے گئے۔

اب وہ میکائیل کی طرف پلٹیں جو ساکت بیٹھا تھا انھوں نے کچھ بولنا چاہا مگر وہ کرسی کو دھکا دیتا گھر سے نکل گیا۔وہ اس کے پیچھے بھاگیں مگر اس نے مڑ کر نہ دیکھا۔

وہ لاؤنج میں سر پکڑ کر بیٹھ گئیں، جانے کب "کاردار ولا" میں پر سکون دن آنا تھا؟

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حیات کاردار لاہور کے رہنے والے تھے مگر گلگت بلتستان کی خوبصورتی انھیں سکردو کھینچ لائی۔آئے تو وہ اپنے کاروبار کے سلسلے میں تھے مگر پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

ان کا اپنا ٹرانسپورٹ کا وسیع کاروبار تھا"کاردار ٹرانسپورٹ" کے نام سے جوان کو وراثت میں ملا تھا۔وہ اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھے اور آگے ان کا خود کا بھی اکلوتا بیٹا تھا جو ان کی نظر میں سارے جہان کا نکما اور نکھٹو پیس تھا جس کو آوارہ گردیوں سے ہی فرصت نہیں ملتی تھی وہ اسے "پرفیکٹ انسان" بنانا چاہتے تھے اور اسی کوشش میں اس کی شخصیت مسخ کرتے چلے گئے۔وہ اب بھی خود کو حق بجانب سمجھتے تھے۔ان کی شادی اپنی تایازاد شرمین سے ہوئی تھی جو ایک خاموش طبع خاتون تھیں وہ دونوں باپ بیٹے کے جھگڑے میں ہی الجھی رہتیں۔

ان کا بیٹا اپنے باپ سے بیزار رہنے لگا تھا۔اسے اپنی خواہش پوری نہ ہونے کا رنج تھا۔

ADEENA KHAN

"مومی تاں دالئی او؟"

جے جو ابھی اٹھا تھا اپنی ماں کو آئینے کے سامنے تیار ہوتا دیکھ کر آنکھیں مسلتا اٹھ بیٹھا۔

"اوئے ہوئے مومی کی جان اٹھ گیا۔"

وہ بال بنانے چھوڑ کر جلدی سے اس کے پاس آئی۔

"مومی ام تاں دالئے ایں؟"

اس کی تان وہی اٹکی تھی۔ عنوہ اس کی چالاکی پر ہنس دی جو خود کو بھی اس کے ساتھ شامل کر گیا تھا۔

"ہم نہیں صرف میں جا رہی ہوں میری جان۔

آپ انابی کے ساتھ رکو گے۔"

اس نے کے کا منہ دھلواتے ٹاول سے صاف کیا۔

"لیکن دے کو مومی کے شات لہنا اے۔"

اس نے منہ بسورتے رونے کی تیاری پکڑی۔

"مومی کا بے بی تو بہت اچھا بچہ ہے وہ مومی کی بات مانتا ہے نا؟"

اس نے جے کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"آں مانتا تو اے لیتن وہ مومی کے دول دانے سے دلتا اے۔"

اس کی بات پر عنوہ نے سہم کر اسے دیکھا اور یک دم اسے خود میں بھینچ لیا۔

"میری جان مومی اپنے جے کو کبھی بھی چھوڑ کر نہیں جائیں گیں وہ ہمیشہ ساتھ رہیں گیں۔

وہ کام کرنے جا رہیں ہیں تا کہ بہت سارے پیسے کما کر لائیں اور جے کے ساتھ خوب مزے کریں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جے کو تھپکتے ہوئے بولی جو اس کے ساتھ لپٹا ہوا تھا۔

نہ جانے کس کی باتیں اس کے کان میں پڑ گئیں تھیں۔وہ جانتی تھی اس کا بیٹا اپنے ہم عمر بچوں سے زیادہ سمجھ دار تھا۔

"اگر جے چاہتا ہے مومی سپر وومن بنیں تو اسے چاہیے وہ مومی کا ساتھ دے۔"

اس نے جے کا سر چومتے ہوئے کہا تو وہ جھٹ سے سر اٹھاتا اس کے گال پر اپنا چھوٹا سا ہاتھ رکھے اس کی نم آنکھیں دیکھنے لگا۔

"شولی! دے نے مومی کو رلا دیا۔

دے تاہتا اے مومی شپر بومن بنیں او وول تبھی نہ لوئیں۔"

اس نے دھیرے سے ماں کا گال چوم لیا۔

"ماں بیٹے کے لاڈ ختم ہو گئے ہوں تو آ کر ناشتہ کر لیں۔"

دروازے پر کھڑی انابی ان دونوں کو دیکھ کر مسکرا دیں۔

وہ خوش تھیں اپنے پوتے کی اچھی پرورش پر اور چاہتیں تھیں جہانگیر اپنی ماں کے ساتھ ہی رہے۔ کبھی کبھی انھیں اپنی خود غرضی پر افسوس بھی ہوتا مگر وہ بھی مجبور تھیں اپنے پوتے کو رلتا نہیں دیکھ سکتیں تھیں۔ان کا بڑھاپا انھیں اس بات کی اجازت نہیں دیتا تھا کہ وہ در در کی ٹھوکریں کھائیں۔

جے کو اس نے نیچے اتارا اور اپنے بجتے فون کی طرف لپکی جہاں "زویا کالنگ" جگمگا رہا تھا۔

زویا اس کی دوسرے نمبر والی بہن تھی وہ جانتی تھی امی ہوں گیں۔

فون اٹینڈ کر کے کان سے لگا کر اس نے ادھر اُدھر نگاہیں دوڑائیں تو جے کمرے سے غائب تھا۔

"السلام علیکم امی! کیسی ہیں آپ؟"

اس نے بات کا آغاز کیا۔

"وعلیکم السلام! میں تو ٹھیک ہوں تم بتاؤ ذرا کیا کرتی پھر رہی ہو؟ آخر تم کیوں ان نوکریوں کے چکر میں پڑ رہی ہو تم تین لوگ ہو دو دکانوں کے کرائے اور حارث کی پینشن سے اچھا گزارا ہو تو رہا ہے۔"

وہ تو شروع ہی ہو گئیں تھیں۔

"امی مجھے گزارا نہیں کرنا اپنے بچے کو بہترین زندگی دینی ہے آپ جانتی ہیں مہنگائی بہت ہو گئی ہے ایسے میں بجلی، گیس، انٹرنیٹ، فون کے بل بھرنے کے بعد سارا پیسا راشن، دوائیں اور کپڑے جوتوں میں چلا جاتا ہے۔ اب جہانگیر سکول جانے لگے گا تو اس کے لیے مجھے پیسوں کی ضرورت پڑے گی۔"

اس کی لمبی چوڑی دلیل پر کچھ لمحے کے لیے وہ خاموش ہو گئیں۔

"تو تم یہاں آجاؤ۔"

ان کی دھیمی آواز سن کر وہ تلخی سے مسکرادی۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی وہاں جا کر اسے گھیر کر دوسری شادی کروادیتے جہاں اس کے بیٹے کی گنجائش نہ نکلتی اور اس کا جے رل جاتا۔

"امی جیسی زندگی میری بہنیں جیتی ہیں میں ہر گز نہیں چاہوں گی میرا بیٹا ویسی زندگی جیے۔میں اسے بے خوف اور نڈر بنانا چاہتی ہوں جہاں وہ کسی طعن و تشنیع کے تیر جھیلے بغیر یہ کہنے کے قابل ہو اس کی پرورش اس کی ماں کی محنت سے کمائے گئے پیسے سے ہوئی ہے۔"

وہ مضبوط لہجے میں انھیں بہت کچھ باور کروا گئی۔

"امی ایپا کو کھلی فضا میں سانس لینے دیں پلیززز_____ہم بھی نہیں چاہتے جے کی شخصیت پر یہاں کا منفی اثر پڑے۔"

یہ اس کی تیسرے نمبر والی بہن مایا تھی۔اس نے ٹھنڈی سانس لی چلو کچھ لوگ تو اسے سمجھتے تھے۔

"ایپا جے کو بہت سا پیار دیجیے گا اور ہمت مت ہاریے گا ہم آپ کے ساتھ ہیں۔"

اس کی سب سے چھوٹی بہن عنایہ بولی تو وہ مسکرا دی۔

"ضرور میری جان_____وہ غائب ہو گیا یہاں سے میں شام کو تمہاری بات بھی کروا دوں گی۔"

"بیسٹ آف لک اپیا فار یور نیو جاب۔"

اس کی بہنوں نے اسے وش کیا۔

وہ اب اپنی بہنوں سے ادھر اُدھر کی گفتگو کرنے لگی۔

ADEENA KHAN

آفس کا ماحول اور کمرہ دونوں ہی اس کے لیے پر سکون اور آرام دہ ثابت ہوئے تھے شاید وہاں کے ورکرز کو خاص ہدایت دی گئیں تھیں اس کے بارے میں جو وہ سب بھی سوسائٹی کے لوگوں کی طرح اس کے ساتھ خاصے عزت واحترام سے پیش آرہے تھے اور ہر کوئی اس کی مدد کے لیے تیار تھا۔

وہ جو جاب کو لے کر کافی ٹینشن میں تھی اب ساری الجھنیں سلجھ گئیں تھیں۔

جے کے لیے وہ انابی کو کافی ہدایات دے آئی تھی پھر بھی بار بار کال کر کے خیریت دریافت کرتی رہی۔

انابی اسے قریبی پارک لے گئیں تھیں تو وہ کچھ مطمئن ہو گئی۔

کمپنی کے مالک 'حیات کاردار' اسے کافی پسند آئے تھے ان کی پرسنلٹی بہت چارمنگ تھی تبھی آفس کا ماحول ان کی شخصیت جیسا تھا۔

ابھی تک تو اس کا کام ان کی ساری ڈیلنگز کا ٹائم ٹیبل سیٹ کرنا تھا۔

ان کے پاس اپنی بسیں، رینٹ پر دینی والی گاڑیاں اور ٹرالے تھے۔ وہ شفٹنگ کے لیے ٹرک، ٹورسٹ گائیڈز اور جیپ وغیرہ بھی سیاحوں کے لیے مہیا کرتے تھے۔ اسی لیے ان کا کاروبار پورے پاکستان میں پھیلا ہوا تھا۔

جاوید صاحب نے حیات کاردار کو دینے کے لیے فائل دی تھی جو لے کر وہ ان کے آفس آن پہنچی۔

دروازہ ناک کرنے پر اسے اجازت مل گئی وہ ہر بار اس کے ساتھ کافی نرمی سے گفتگو کرتے جس سے وہ مزید ان کی گرویدہ ہو گئی تھی۔

"سر! یہ فائل جاوید صاحب نے دی ہے۔"

وہ ان کے سامنے ٹیبل پر فائل رکھتے پلٹی لیکن ان کی پکار پر رکنا پڑا۔

"عنوہ بیٹا! اگر آپ برا نہ مانیں تو کافی بنا دیں گی؟ مجھے کافی تھکن ہو رہی ہے۔"

وہ التجائی نظروں سے اسے دیکھنے لگے جس پر وہ خوامخواہ شرمندہ ہو گئی۔ اسے وہ کافی بکھرے ہوئے لگے تھے۔

"شیور سر! میں ابھی بنا کر لائی۔"

وہ باہر آتے ٹک شاپ کا پوچھتے وہاں چلی گئی۔

ADEENA KHAN

میکائیل کو صبح سے دوپہر ہو گئی تھی نہ کسی کی کال اٹھا رہا تھا نہ ہی کچھ کھایا تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں چل رہیں تھیں مگر وہ بے زاری سے پارک کے بنچ پر بیٹھا تھا۔

بابا کے دیے گئے کام چوری کے طعنوں کی وجہ سے اس کا موڈ سخت خراب تھا۔ وہ عموماً اس کو ڈانٹتے ہی رہتے تھے جس کا اس پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا تھا مگر آج اس کو غصہ ملازمین کے سامنے عزت افزائی کرنے پر آیا تھا ان کی دھاڑ پر وہ اپنی ماں کی منتوں کو بھی ان سنا کرتا واک آؤٹ کر گیا تھا۔

جب بھی اس کو اکیلا رہنا ہوتا وہ اپنے گھر کے سامنے بنے پارک میں ہی آتا تھا۔

بچوں کا شور و غل اس کے دماغ پر ہتھوڑے کی طرح بج رہا تھا۔ اس کا دل کیا سب کو اٹھا کر کہیں دور پھینک دے، وہ یہ بھی کر گزرتا اگر سامنے درخت کے پاس کھدائی کرتا بچہ اس کی توجہ نہ کھینچتا۔

اس نے ٹھٹھک کر اس بمشکل تین سالہ کیوٹ سے بچے کو دیکھا جو اینٹ کو ایک ہاتھ میں اٹھانے کی کوشش کر رہا تھا، جب نہ اٹھائی گئی تو منہ کے برے برے زاویے بنانے لگا۔

یہ ساری کارروائی دیکھتے میکائیل کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا اس نے اپنی آنکھوں سے آپٹیکل فریم والے گلاسز اتارے اور دلچسپی سے اس بچے کو دیکھنے لگا۔

"یہ لال سیب کس کا ہے؟"

اس نے دل میں سوچتے ادھر اُدھر دیکھا مگر سب واک میں مصروف نظر آئے۔

وہ بچہ ہار نہ مانا آخر کندھے جھٹکتے ہوئے اینٹ رکھ کر چھوٹے پتھر کو ایک ہاتھ میں اٹھائے درخت کے پاس لا کر پھر سے اپنے کام میں مشغول ہو گیا۔

میکائیل اسے دیکھتا رہا۔اس کا دل اس بچے کی طرف کھنچنے لگا تھا۔وہ دبے پاؤں اس کے سر پر جا کر کھڑا ہو گیا مگر وہ بچہ ہنوز اپنے کام میں مصروف رہا۔

"اوئے کون ہو تم اور اکیلے یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اس نے بچے کو پکارا۔

جے نے نگاہیں اٹھا کر غصے سے ان "بد تمیز انکل" کو دیکھا جو بدلحاظی سے اس کے ساتھ مخاطب تھے۔اس نے ایسا لہجہ اپنے لیے پہلی بار سنا تھا تبھی جواب دینا ضروری نہ سمجھا اور سر جھٹک کر پھر سے اپنا کام کرنے لگا۔

"ایکسکیوزمی______تم بہرے ہو؟"

میکائیل کو خود کا اگنور کیا جانا سخت تاؤ دلا گیا۔

اس نے اپنی ماں کے علاوہ کبھی کسی کو محبت سے نہیں بلایا تھا تو اسے نہیں معلوم تھا بچے

صرف نرم لہجہ سمجھتے ہیں۔

"تیا پلو بلم اے آپ تے شا تھ؟

یہ پالک آپ کا تو نئیں اے نا۔"

جہانگیر نے انتہائی غصے سے کہا۔

"اوئے ابھی تم زمین سے اگے نہیں ہو اور زبان دیکھو دو گز کی۔"

میکائیل نے اپنی بے عزتی پر تلملا کر کہا۔

اسے "پارک" کو "پالک" بنائے جانے پر ہنسی تو بہت آئی مگر خود کا دفاع بھی ضروری

تھا۔ اسے موٹو بچے کا لال بھبھو کا چہرہ مزا دے رہا تھا۔

"میں اگا نئیں اوں، آ شان شے اللہ تعالیٰ نے بیجا اے اوو ول میں بوت اچا بولتا اوں

بد تیزی آپ تل لے او۔"

اس نے ادھار رکھنا تو سیکھا ہی نہیں تھا۔

میکائیل نے چھوٹی آنکھیں کیے اس کی ایک سو بیس کی سپیڈ سے چلتی زبان دیکھی، اس

بچے میں اس کی دلچسپی مزید بڑھ گئی تھی۔

"نام کیا ہے تمہارا؟"

اس نے اس بار نرمی سے پوچھا۔

"پہلے 'آپ' بولو مدے۔"

اس کی فرمائش پر میکائیل نے بڑبڑاتے ہوئے خود کو "آپ" بولنے کے لیے تیار کیا۔

"محترم! آپ اپنا نام بتانا پسند فرمائیں گے؟"

میکائیل نے زبردستی کی مسکراہٹ سجائی۔

"نئیں" ______

اپنے جواب پر جہانگیر اس کی اڑی رنگت دیکھتے کھلکھلا اٹھا۔

اس کی ہنسی پر میکائیل نے بھی مسکراہٹ دبائی۔

"موی تہتی ایں ہر تسی تو اپنا نام نئیں بتاتے۔"

اب کی بار وہ اپنے کھلونے اٹھائے چل پڑا۔

میکائیل نے بغور اس بچے کا زمہ دار روپ ملاحظہ کیا۔

وہ بچہ ایک بینچ پر بیٹھی گفتگو کرتی دو بزرگ خواتین کے درمیان اپنے کھلونے رکھتا مڑ کر اسے دیکھتا بھرپور ایٹیٹیوڈ سے ان کے ساتھ براجمان ہو گیا۔

اس کی ادا پر اپنی ہنسی قابو کرتا میکائیل سر کھجا کر رہ گیا۔

وہ اپنی بدلتی کیفیت پر کنفیوژن کا شکار تھا کیونکہ میکائیل کاردار نے اس سے پہلے اپنی زندگی میں ایسا خوبصورت لمحہ نہیں گزارا تھا۔

وہ اس بچے سے دوبارہ ملنے کی خواہش لیے رخ موڑ گیا ورنہ اس کا دل کر رہا تھا اسے ان خواتین کے درمیان سے ہی اٹھا لائے مگر اس پر اغواء کا الزام لگ سکتا تھا۔

وہ اگلے دن دوبارہ یہاں آنے کا ارادہ کرتا پارک سے نکل آیا۔

ADEENA KHAN

اپنا ہینڈ بیگ چیک کرتی عنوہ کی نظریں جے پر پڑیں جو بڑ بڑ کرتا انتہائی غصے میں اپنے ہی کے کان مروڑ رہا تھا۔ عنوہ ہنستی ہوئی نفی میں سر ہلاتی کھڑی ہوئی۔

"جے______ مومی کی جان کیا ہوا ہے؟"

وہ اس کو پیچھے سے ہی اٹھا کر بستر پر لے آئی۔

"جے بیڈ مین شے بات نئیں تلے دا۔

وہ تیوں نام بتائے اپنا؟"

وہ عنوہ کے پیٹ پر سر رکھتے ہوئے بولا۔ اپنی ماں سے لاڈ کرنے کے اس کے مختلف انداز ہوتے تھے۔

"کون سے بیڈ مین؟"

وہ جلدی سے سر اٹھاتی اسے دیکھنے لگی۔

"اووو مومی ڈلیں نئیں دے نے پالک میں ان انتل تو بوت اچی تلاں بتایا۔"

وہ اپنی ماں کو پریشان دیکھ کر دلاسا دینے لگا۔

"جو بھی تھا آپ انا کے ساتھ ہی رہا کرو جہاں بھی جاؤ اور دوبارہ کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، انڈرسٹینڈ____؟"

اس نے گھورا۔

"یش بوش۔"

جے کے سلیوٹ مارنے پر وہ نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

اسے جے میں حارث زید کی شبیہہ دکھائی دی تھی وہ بھی تو ایسے ہی کیا کرتا تھا۔

"آپ لوئیں تو نئیں بولا ناپکا انا کے شات لہوں دا۔"

جے منہ بسورے اس کا گال چوم گیا جس پر وہ اسے چٹاچٹ بوسے دیتی تھپک کر سلانے لگی۔

آج اسے پر سکون نیند آنی تھی بہت بڑا بوجھ سر سے سرک گیا تھا۔

ADEENA KHAN

وہ گھر رات گئے تک آیا تھا اس نے اپنی ماں کو خیریت کی اطلاع دے دی تھی تبھی وہ پر سکون نیند سو رہیں تھیں۔

اس کے اپنے کمرے کی طرف بڑھتے ہی ایک سایہ بھی وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

وہ آج پہلی بار دل سے خوش تھا کیوں؟

یہ تو وہ خود بھی نہیں جانتا تھا بس گنگناتا ہوا شاور لے کر روم فریج سے لیچی کا جوس نکال کر پینے لگا، سارا دن گھوم پھر کر گزارا تھا نہ دوستوں کی کالز اٹینڈ کیں نہ ان سے ملا۔ کچھ کھانے کا بھی دل نہیں کیا اب بھی جوس کی بوتل ختم کر کے نیچے پھینکی اور کمفرٹر میں گھس گیا۔

اس نے جیسے ہی آنکھیں میچیں ایک معصوم مگر غصے بھرا لہجہ کانوں میں گونجا۔

"تیا پلو بلم اے آپ تے شاتھ؟

یہ پالک آپ کا تو نئیں اے نا۔"

اس نے فوراً سے آنکھیں کھولیں، آج سے پہلے وہ بنا کچھ سوچے بے فکری سے سویا تھا مگر اب ایسا نہیں ہو پایا تھا۔

یہ تو طے تھا اب وہ اس بچے کا پیچھا چھوڑنے والا نہیں تھا۔

"پالک"

وہ زیر لب بڑبڑاتا قہقہہ لگا گیا۔

"ہائیں! یہ میرا بیٹا کب سے خود سے باتیں کرنے لگا؟"

اندر داخل ہوتیں شرمین حیرت سے اسے دیکھتے ہوئے بولیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مما! آپ جاگ رہیں تھیں ابھی تک؟

کہا تو تھا سو جایئے گا مجھے دیر ہو جائے گی۔"

اس نے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے خفگی سے کہا۔

"میں سوئی ہوئی تھی مگر تمہارے ڈیڈ کو کھانسی اٹھی تو جاگ گئی پھر میں نے سوچا دیکھ لوں تم آ گئے یا نہیں۔"

ان کے تفصیل بتانے پر وہ لب بھینچ گیا۔

"تم یہ اتنی ٹھنڈ میں ایک تو شاور لیے بیٹھے ہو اور اوپر سے شرٹ بھی اتار رکھی ہے۔"

ان کی ڈانٹ ڈپٹ پر اس نے نظریں بچا کر ان کے پاؤں کے پاس پڑی جوس کی خالی بوتل دیکھی اگر ان کی نگاہ پڑ جاتی تو اس کا کورٹ مارشل پکا تھا۔وہ انھیں وہاں سے ہٹانے کی ترکیب سوچنے لگا پھر منہ پر مسکینی طاری کرتے ہوئے بولا:

"مما یار! اب آ ہی گئیں ہیں تو کچھ کھانے کو دے دیں صبح سے بھوکا ہوں۔"

اس نے ایموشنل کارڈ کھیلا تھا اور تیر نشانے پر لگا۔

"اف میرا بچہ صبح سے بھوکا ہے مجھے کیا پتا تھا پھر بھی تم مجھے سونے کا کہہ رہے تھے۔"

وہ جلدی جلدی بولتے ہوئے وہاں سے چلی گئیں۔

وہ شکر کا کلمہ پڑھتا وہاں سے بوتل اٹھا کر کھڑکی سے باہر اچھال گیا۔ہمیشہ کی طرح پہلے اسے افسوس ہوا خود کے ہی گھر کے لان میں کچرا ڈالنے پر پھر گنگنا تا ہوا شرٹ پہننے لگا:

"گھر کی خاطر سو دکھ جھیلیں

گھر تو آخر اپنا ہے" _____

اب رات کے دو بجے اس کا رخ کچن کی طرف تھا جہاں اس کی ماں اس کا پسندیدہ کھانا لگا رہی ہوں گیں اشتہا انگیز خوشبوؤں پر ایک دم سے اس کی بھوک چمک اٹھی۔

ADEENA KHAN

" جے آج مومی جلدی واپس آ جائیں گی اور آپ کو سکول میں ایڈمیشن دلوانے لے جائیں گی۔"

قرآن پاک کو بند کرتے ہوئے عنوہ نے جہانگیر کو کہا جو اس کے گلے میں بانہیں ڈالے لٹکا ہوا تھا۔

"مومی دے ابی آپ تا بے بی اے اش کو تکول نئیں دانا۔"

جے نے فوراً اس کے منصوبے پر پانی پھیر دیا۔

"اوووا چھا میں نے سوچا تھا جے اب تین سال کا ہو گیا ہے ماشاءاللہ سے تو مجھے اس کو سائیکل لے کر دینی چاہیے تاکہ وہ باہر گلی میں گھوم پھر لیا کرے، چلو کوئی بات نہیں۔"

عنوہ نے مصنوعی تاسف سے آنکھیں پھیریں جبکہ سائیکل کے نام پر جے کے کان کھڑے ہو گئے۔

"امم موی دے اب اتنا بی شوٹائیں اے وہ بدا بے بی اے تا ئیکل تو لے ای ستا اے۔"

عنوہ اس کی چالاکی پر ہنس دی جو اپنے مطلب کی بات پر بڑا بن جاتا تھا۔

۔

"اچھا میلے بڑے بے بی" ______

عنوہ نے اس کو بھینچ کر زور سے چوما جس پر وہ کھلکھلا اٹھا۔

"بہت ہو گئیں مومی سے لاڈیاں اب جلدی سے سپارہ اٹھاؤ اور سناؤ مجھے جو کل پڑھایا تھا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

عنوہ نے اس کا دھیان سپارے کی طرف کیا تو وہ سیدھا ہو بیٹھا اور ہلتا ہوا سبق یاد کرنے لگا۔

عنوہ محبت سے اس کی ٹوپی درست کرنے لگی۔

وہ آفس جاتے جاتے بھی جے کو تاکید کر گئی تھی کہ وہ پارک میں کسی بھی اجنبی سے گفتگو نہ کرے۔

ADEENA KHAN

فون کی آواز پر اس نے آنکھیں بند کیے ہوئے ہی سائیڈ ٹیبل سے اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"ہیلو میکائیل کاردار ہیئر"______

اس نے غنودگی میں ہی کہا۔

"میکائیل کاردار کے بچے، کہاں ہے کل سے؟

ہم نے انکل اور آنٹی سے پوچھا تب جا کر پتا چلا ورنہ تو نے ہمارا ہارٹ فیل کروانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔"

حسن بنا رکے شروع ہو گیا تھا۔

"صبح صبح میرا گدھوں کی آوازیں سننے کا بالکل موڈ نہیں ہے۔"

اس نے جواب دے کر فون بند کرتے دور اچھال دیا۔

فون مسلسل بجتا رہا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔

اس کی اجازت کے بغیر کسی کو بھی اس کی زندگی میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

وہ دس بجے کے قریب جاگا تھا اس کی مما نے بھی اس کے لیٹ آنے کی وجہ سے اسے نہیں جگایا تھا۔

ٹراؤزر شرٹ میں ہی بکھرے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے وہ نیچے آیا۔ وہ مطمئن تھا کیونکہ حیات کاردار اس وقت تک آفس جا چکے ہوتے ہیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سب ملازمین اپنے کاموں میں مصروف تھے جب نصیر جاں بھاگا آیا۔

"میکائیل بابا! آپ کے لیے ناشتہ لے آؤں؟"

وہ مؤدب لہجے میں اس سے مخاطب ہوا۔

"تم لیچی کا فریش جوس لے آؤ اور شبنم تم مما کو بلا کر لاؤ۔"

اس نے بیک وقت دونوں کو آرڈر دیا اور لاؤنج کے صوفے پر دھپ سے گر گیا۔

"اٹھ گیا میرا بچہ، ضرور آج ماں کے ہاتھ کے بنے آلو والے پراٹھے کھانے ہوں گے؟"

شرمین آتے ہی اس کے دل کی بات بتا گئیں جس پر وہ ہنستے ہوئے سیدھا ہوا۔

"یس بیوٹیفل لیڈی"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سینے پر ہاتھ رکھے آنکھیں بند کر گیا۔

"اچھا وہ تو ٹھیک ہے لیکن تم یہ بتاؤ حسن اور ولید کی فون کالز کیوں نہیں اٹینڈ کر رہے؟ نہ دونوں سے ان سے ملے ہو۔ بیٹے ان کو کس بات کی سزا دے رہے ہو؟ تم اچھی طرح جانتے ہو وہ تمہارے مخلص دوست ہیں۔"

شرمین اسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگیں جو سراسر بے کار تھا۔

"آپ نے میرا اچھا بھلا موڈ خراب کر دیا ہے، جا رہا ہوں میں۔"

وہ فوراً سے پیشتر جوتے پہنتا اٹھنے لگا تو شرمین یک دم گھبرا گئیں۔

وہ کبھی اپنے بیٹے کو سمجھ نہیں پائیں تھیں جانے کون سی بات اس کی طبیعت پر گراں گزرے؟

"میرے بچے اب مما کو بھی یوں پریشان کرو گے؟"

وہ نم لہجے میں بولیں جس پر وہ سرد آہ بھرتا ان کے کندھوں پر بازو پھیلا گیا۔

"یار مما آپ جانتی ہیں مجھے ایسے دوسروں کی طرف داری کرنا سخت ناپسند ہے وہ دونوں اتنے معصوم نہیں ہیں جتنا آپ نے سمجھ رکھا ہے ہمیشہ وہی بات کرتے ہیں جس سے مجھے سخت چڑ ہے۔"

شرمین سمجھ گئی تھیں وہ کونسی بات تھی۔

وہ تھکے ہوئے انداز میں اس کے کندھے پر سر رکھ گئیں۔

"آپ بے فکر رہیں جب موڈ ہوا تو مل لوں گا، مرے نہیں جا رہے وہ۔"

اس نے ہنستے ہوئے ان کی پیشانی چوم کر کہا جس پر وہ اس کو مکا جڑ گئیں۔

وہ مزے سے ناشتہ کرتا ہوا پارک جانے کی تیاری کرنے لگا۔

دوستوں کی مسلسل آتی کالز کو اگنور کرتا وہ سیل فون گھر ہی چھوڑ گیا تھا۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

ایک مہینے میں ہی وہ اچھی طرح سے آفس میں ایڈجسٹ ہوگئی تھی۔حیات کاردار کو اس کی ہاتھ کی کافی بہت پسند آئی تھی تبھی روزانہ وہی بنا کر دینے لگی تھی۔اب بھی لنچ بریک آنے والا تھا تو اس نے سوچا جلدی سے کافی بنا کر رکھ آئے۔

وہ کافی لے کر جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی اس کی چیخیں نکل گئیں۔حیات کاردار ہوش وخرد سے بیگانہ آڑھے ترچھے صوفے پر پڑے تھے۔

اس کے شور پر سارے آفس کا سٹاف اکٹھا ہوگیا۔جاوید صاحب جلدی جلدی ان کو ہسپتال لے گئے تھے اور ان کے گھر بھی کال کر دی گئی تھی۔

عنوہ کو حیات کاردار کی سخت ٹینشن تھی اپنے کیبن کی طرف جاتے ہوئے وہ بے چینی سے ہتھیلیاں مسل رہی تھی جب اس کے کانوں میں آفس کی ورکرز کی آواز پڑی۔

"یار حیات صاحب کی اولاد نہیں ہے کیا؟"

کسی نے متجسس لہجے میں پوچھا۔

"ہے تو ایک بیٹا ہے۔"

کسی نے جواب دیا۔

"رئیلی_____پھر وہ آفس تو کبھی نہیں آیا، ہو سکتا ہے کسی دوسرے شہر میں آفس سنبھالتا ہو۔"

اب کی بار قیاس آرائی کی گئی۔

"نہیں وہ یہیں رہتا ہے ہمارے ایک آفس کولیگ نے ہی بتایا تھا۔پتا نہیں کیوں کبھی آفس نہیں آیا؟"

ان کی گفتگو جاری تھی جب وہ اپنے کیبن میں آگئی۔

"نہ جانے کیا مسئلہ ہے حیات سر کے ساتھ ہمیشہ پریشان اور جھنجھلاہٹ میں ہی نظر آتے ہیں؟"

وہ پر سوچ انداز میں بیٹھی رہی۔

ADEENA KHAN

پارک میں داخل ہوتے ہی اس نے کل والی جگہ پر اس بچے کو ڈھونڈا مگر وہ موجود نہیں تھا۔اس نے سرسری سا اطراف کا جائزہ لیا مگر بے سود ثابت ہوا۔

اس سے پہلے کہ وہ مایوس ہو کر پلٹتا بنچ پر کل والی ہی بزرگ خاتون کے ساتھ بیٹھے بچے پر اس کی نظر پڑی تو مسکرا اٹھا۔

آج وہ بچہ اپنی گود میں بنی لیے اس سے کھیلنے میں مصروف تھا۔میکائیل کو سمجھ آگئی تھی یہ صرف اس سے بچنے کی ناکام سی کوشش تھی۔

وہ بے ساختہ بینچ کی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم آنٹی! میرا نام میکائیل کاردار ہے۔"

وہ بنا سوچے سمجھے بزرگ خاتون کو مہذب انداز میں مخاطب کر گیا۔

"وعلیکم السلام! بیٹا معذرت کے ساتھ مگر میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔"

وہ خاتون تھوڑی ہچکچاتے ہوئے بولیں جبکہ جہانگیر اسے دیکھتا رخ پھیر گیا۔

میکائیل تو اس آم کی گٹھلی جتنے بچے کے ایٹیٹیوڈ پر ہی عش عش کر اٹھا۔

"جی آنٹی میں بس یہاں واک کے لیے آتا ہوں روزانہ تو آپ لوگوں کو دیکھتا ہوں۔
اصل میں مجھے بچوں سے بہت زیادہ لگاؤ ہے تبھی آپ کے بچے کی طرف دل ہمکنے لگتا ہے۔"

اگر اس کا کوئی جاننے والا اس وقت اس کی باتیں سن لیتا تو بے ہوش ہو جاتا۔

"اوہ اچھا چھا میرا جہانگیر ہے ہی اتنا پیارا جو بھی دیکھتا ہے گرویدہ ہو جاتا ہے۔"

سدا کی نرم دل انابی فوراً اس کی چکنی چپڑی باتوں میں آ گئیں تھیں جبکہ جے نے صدمے سے ان کو دیکھا جو اس کو دھڑلے سے نام بتا گئیں تھیں۔

"اوہ ماشاءاللہ جے نام ہے اس کیوٹ بچے کا۔
میں نے بس آج اس کو کھیلتے نہیں دیکھا تو پوچھنے آ گیا طبیعت تو ٹھیک ہے نا آپ دونوں کی؟"

اس نے ہنسی دبائے اپنا لہجہ سنجیدہ بنانے کی کوشش کی۔

"جی بیٹا الحمداللہ طبیعت تو ٹھیک ہے بس یہ آج پتا نہیں کیوں یہیں جم کے بیٹھا ہے؟

اس کی وجہ سے میں بھی اپنا چکر نہیں لگا پائی۔"

انھوں نے اپنی رام کہانی سنا ڈالی۔

"اوہ آپ ایسا کریں اپنی واک مکمل کریں تب تک میں بیٹھ جاتا ہوں یہاں۔"

اس نے فکر مندانہ انداز اپنایا۔

"اچھا چلو ٹھیک ہے اللہ تعالٰی تمہارا بھلا کرے میں بیس منٹ تک آتی ہوں۔"

وہ جہانگیر سے پوچھے بغیر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

میکائیل اس کی اڑی رنگت دیکھتا چڑانے کے لیے پھیل کر بیٹھ گیا۔

"اور بھئی جہانگیر صاحب_______نام تو تمہارا اپنی پرسنلٹی کی طرح جاندار ہے۔

اب یہ بتاؤ مجھ سے چھپنے کی کوشش کی جا رہی تھی نا؟ کل تو بڑی بڑکیں مار رہے تھے

آج خود ہی ڈر گئے۔"

وہ استہزائیہ قہقہ لگا اٹھا۔

"دے تسی شے وی نئیں دلتا وہ تو دے تی مومی نے بولا تا بیڈا انتل شے دوول لہنا،

ہونہہ۔

آپ ویشے بی بوت بلے لائراووو"

اس کی سیدھی بات پر میکائیل کی تو آنکھیں ابل پڑیں۔

"تم______ہو کیا چیز؟

کوئی اگر تمیز سے بات کر رہا ہے تو سر پر مت چڑھو۔"

وہ زیادہ دیر تمیز کا مظاہرہ نہیں کر پایا تھا۔

"تو میں نے نئیں بلایا تا آپ تو آپ تھود آئے او۔"

وہ بھی دانت پیستے ہوئے بولا۔

میکائیل نے اس کی طرف دیکھا جو لال پیلا چہرہ لیے رخ موڑ کر بیٹھا تھا۔

'کول ڈاؤن میکائیل_____ایسے تم اسے خود سے بد ظن کر رہے ہو۔ بچے پیار کی زبان سمجھتے ہیں تمہیں اس کو محبت سے ہی شیشے میں اتارنا ہوگا۔'

وہ دل ہی دل میں خود کو باور کروا گیا۔

"آ،ہمم______یار ہم لڑ کیوں رہے ہیں، ہم دوستی بھی تو کر سکتے ہیں نا؟"

اس نے شہد آگیں لہجے میں پوچھا تو جے مشکوک نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا۔

"میں نئیں آپ لل لہے او۔

دے بیڈ بوائے نئیں اے، مومی تہتی ایں گڈ بوائز فائٹ نئیں تلتے۔"

جے نے پھر سے اسے برا کہا تھا جس پر وہ سر کھجا کر رہ گیا 'یہ بچہ نہیں باپ ہے'۔

"اوکے میں ہی لڑ رہا تھا بس_____اب دوستی کریں۔"

اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

"مومی تہتی ایں شٹر ینجرز سے دوشتی نئیں تلتے۔"

پھر سے اعتراض حاضر تھا۔

'اف ایک تو اس کی ماں پتا نہیں کہاں کی ملکہ جزبات ہے جو بچے کو بھی سب گھول کر پلا رکھا ہے'

وہ زیر لب اس کی ماں کی شان میں قصیدے پڑھتا پھر سے گلا کھنکارنے لگا۔

"ہاں یہ اچھی بات ہے اجنبی لوگوں سے دوستی نہیں کرنی چاہیے مگر میں نے تو بھی تمہاری گرینڈ مدر سے بات کی ہے چھپ کر تو نہیں ملانا؟اس حساب سے میں دوست بن سکتا ہوں۔"

اس نے پھر سے بچے کو گھیرا۔

"ہمم لیتن دے تو آپ 'بولنے والے اور اچی باتیں تلنے والے دوشت پشند ایں پل آپ تو بیڈ او۔"

جے کی بات پر وہ تلملا کر رہ گیا۔

یہ بچہ نان اسٹاپ اسے بیڈ بول رہا تھا۔

"او کے میں بھی جے سے آپ کہہ کر اور اچھی اچھی باتیں کیا کروں گا، ڈن۔"

پھر سے اس نے ہاتھ پھیلایا۔

"او تے! دے بش اس لیے دوشتی تل لہاے تیو نکہ انا تو آپ اچے لدے او، آں۔"

جے کچھ دیر سوچنے کی ایکٹنگ کرتے پھر اپنا ننھا سا ہاتھ دھیرے سے اس کی ہتھیلی پر رکھ گیا جس کو میکائیل نے پورے دل سے مٹھی میں بھینچ لیا۔ اسے عجیب سی سرشاری کا احساس ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے پھر اب تو ہم دوست بن گئے ہیں اب تم مجھے انکل نہیں بولو گے۔"

میکائیل نے اس کے آگے شرط رکھی۔

"پل تیا بولوں دا بیا یا دوشت؟"

اس نے اشتیاق سے پوچھا۔

"ام کچھ نیا اور دلچسپ ہونا چاہیے جیسے ہماری دوستی یونیک ہے______ ہاں 'چم' بولنا آپ مجھے۔"

یہاں اس کا چم کہنا تھا اور وہاں جے کھلکھلا اٹھا۔

"تم"______

وہ پھر سے کھلکھلایا۔

اس کے ہنسنے کا انداز اتنا خوبصورت تھا کہ میکائیل بھی ہنس دیا۔

"چم کا مطلب دوست ہوتا ہے۔"

اس نے وضاحت دی۔

"تم یعنی دوشت۔"

جے نے سر ہلا کر تائید کی۔

"تم نہیں چم۔

بولو چ____ مم"

میکائیل نے اسے بولنا سکھایا۔

"چ_____ ممم"

جے نے اسی کے انداز میں کہا۔

"ڈیٹس لائک آ گڈ بوائے"_____

میکائیل نے اس کے بال سہلا کر تائید کی۔

"دوشت ایشے نئیں تلتے موی تہتی ایں وہ ہگ تلتے ایں۔"

وہ بینچ پر کھڑا ہو کر اس کے گلے لگ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے معصوم حصار پر میکائیل کار دار کی دنیا ساکت رہ گئی وہ محبتوں سے ناآشنا شخص

تھا۔

اپنے باپ کی ایک زبردستی کی وجہ سے اسے ساری دنیا اپنی دشمن لگنے لگی تھی

مگر____

اس وقت اس کے اندر عجیب سا سرور رقص کرنے لگا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ اس کے گرد حلقہ بناتا جے اپنی انا کی آواز پر پیچھا ہٹا۔

اس کی انا جانے کیا کیا کہتیں اسے لیے پلٹ گئیں مگر میکائیل کچھ بھی نہیں سن پایا تھا۔

وہ ابھی تک اسے لمحے میں مقید تھا۔

ADEENA KHAN

وہ الجھا ہوا سا گھر آیا تو سب ملازمین پریشانی سے ایک جگہ جمع تھے وہ حیرانی سے ان کے

درمیان آن کھڑا ہوا۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

اس کی دھاڑ پر سب اچھلے۔

"صاااب وہ_____آپ کو نہیں پتا؟"

نصیر جاں ہکلایا۔

"کیا بھئی؟

کیا نہیں پتا مجھے ؟؟؟"

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"وہ_____بیگم صاحبہ ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال گئی ہیں۔"

وہ پھر سے ہکلایا۔

"ہسپتال______کیا ہوا ہے انھیں وہ ٹھیک تو ہیں نا؟"

وہ نصیر جاں کے ہاتھ تھامے عجلت میں بولا۔

"صاااب وہ تو ٹھیک ہیں مگر"_____

وہ رکا۔

"پہلیاں مت بجھواؤ جلدی بولو۔"

"بڑے صاااب کو ہسپتال منتقل کیا گیا ہے آفس سے۔"

میکائیل کی غراہٹ پر وہ جلدی سے بات مکمل کر گیا۔

"ڈیڈ_____وہ کلکونسے ہسپتال گئے ہیں؟

جلدی سے مجید سے پوچھو۔"

وہ اپنے بالوں کو مٹھیاں بھینچے وہشت بھرے لہجے میں بولا۔

ہسپتال کا معلوم ہوتے ہی وہ جلدی سے سے بھاگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

راستے میں کافی جگہ اس کا ایکسیڈنٹ ہوتے ہوتے بچا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔

ہسپتال پہنچتے وہ کاؤنٹر سے حیات کاردار کا روم نمبر پوچھتے وہاں پہنچا تو کوریڈور میں ہی حسن اور ولید کے ساتھ بیٹھی اپنی ماں پر نظر پڑی۔

"مما کیا ہوا ہے ڈیڈ کو؟"

وہ گھٹنوں کے بل نیچے بیٹھتا ماں کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔

"میکائیل میرے بچے انھیں ہوش نہیں آرہا۔"

وہ روتے ہوئے اس کے سر پر اپنا سر ٹکا گئیں۔

"ہوا کیا ہے____؟"

اس نے ماں کو خود سے لگائے ولید سے پوچھا۔

"فکر کی بات نہیں ہے بس بلڈ پریشر لو ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ بے ہوش ہوئے ورنہ سب نارمل ہے۔"

ولید نے سنجیدگی سے بتایا۔

"ڈاکٹرز چیک اپ کر رہے ہیں سب ٹھیک ہو جائے گا ان شاءاللہ۔"

حسن نے بھی اسے تسلی دی جس پر وہ سر ہلا گیا۔

"جب جاوید صاحب کی کال آئی میرے تو ہاتھ پاؤں ہی پھول گئے تھے سمجھ ہی نہ آیا کیا کروں؟ میں نے تمہیں بہت کالز کیں مگر تمہارا فون بند جا رہا تھا تو میں ڈرائیور کے ساتھ نکل پڑی پھر راستے میں کچھ حواس بحال ہوئے تو میں نے ولید کا نمبر ملایا۔"

شرمین نے اسے تفصیلاً آگاہ کیا تو وہ خوامخواہ ہی شرمندہ ہو گیا اسے خود پر جی بھر کر تاؤ آیا کم از کم فون تو آن کر کے ساتھ رکھنا چاہیے تھا۔

"کوئی بات نہیں آنٹی ہم بھی آپ کے بیٹے ہی ہیں۔"

حسن اور ولید نے بے ساختہ ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھے جس پر وہ ہولے سے اثبات میں سر ہلا گئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈاکٹرز باہر آئے اور ان کے کچھ دیر بعد ہوش میں آنے کا بتا کر چلے گئے، سب نے بے ساختہ شکر کا سانس لیا۔

"طبیعت ایک دو دن سے ہی ڈھیلی ہے ان کی میں نے کہا بھی تھا ڈاکٹر سے مکمل چیک اپ کروا لیں مگر اپنی ہی کرتے ہیں ہمیشہ۔"

شرمین کے کہنے پر میکائیل نے جذبات سے مغلوب ہو کر ان کا سر تھپکا۔

آدھے گھنٹے بعد انھیں ہوش آگیا تھا شرمین انھیں اندر ملنے گئیں تھیں جبکہ ولید اور حسن اس کے لیے کچھ کھانے کو لینے گئے تھے۔

وہ خود کے اکلوتا بیٹا ہونے پر شرمندگی محسوس کر رہا تھا۔انھوں نے جو کچھ بھی کیا ہو مگر اس کو زیب نہیں دیتا کہ وہ اپنے باپ سے سوال وجواب کرے یا اکڑ دکھائے شاید اتنی بے رخی کافی تھی۔

وہ دیوار سے سر ٹکائے سامنے روم کے دروازے پر نظریں جما کر سوچوں کے دھاروں پر محو سفر تھا۔

وہ انھیں کھڑے کھڑے ہی دیکھ آیا تھا دونوں کے درمیان خاموشی رہی تھی۔ان کے پاس بولنے کو کچھ نہیں تھا۔

اب اس کے اندر ایک جنگ چل رہی تھی جو جانے کیا رنگ لانے والی تھی؟

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|

کل وہ ٹینشن میں جے کا داخلہ نہیں کروا پائی تھی۔آج بھی اسے حیات صاحب کا پتا کرنے جانا تھا تبھی یہ کام اس نے کسی اور دن کے لیے چھوڑ دیا۔

حیات کاردار ہسپتال میں ہی تھے سب ورکرز ان سے مل آئے تھے تو اس نے سوچا وہ بھی آج ہو آئے ورنہ وہ ڈسچارج ہو جاتے تو اسے گھر جانا پڑتا اور اسے یہ مناسب نہ لگا۔

وہ جلدی جلدی سے شاور لے کر باہر آئی اور بیڈ پر بیٹھ کر بال سلجھانے لگی اچانک یاد آنے پر فون نکال کر آفس کی گاڑی کا پتا کرنے لگی تبھی اسے اپنے بالوں میں نرم سی گرفت محسوس ہوئی جس پر وہ مسکرا دی۔

"مومی ! دے آپ تے بال بادے دا۔

دے توشب آتااے۔"

وہ اس کے بالوں کو ہیئر برش سے مزید الجھاتے ہوئے بولا۔ عنوہ جانتی تھی ہمیشہ کی طرح آدھے بال اتار کر وہ اس کے ہاتھ میں پکڑا دے گا۔

"مومی تے بال شب شے پالے ایں ایشے توچ____ ممم کے بی نئیں ایں۔"

جے نے تعریف کی۔

"یہ چم کون ہے کل سے آپ بول رہے ہو؟"

عنوہ نے مصنوعی خفگی سے پوچھا۔

"وہ دے تادوشت اے انابی شے بی ملاائے۔"

اس نے فوراً سے انابی کو درمیان میں گھسیٹا جانتا جو تھا اپنی ماں کو قائل کرنا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔"

عنوہ کو لگا کوئی بچہ ہو گا تبھی اگنور کر گئی۔

Mary had a little lamb

Mommy takes good care of me,

Care of me, care of me,

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Mommy takes good care of me,

Because she loves me so.

اس کے ہل ہل کر گانے پر عنوہ اسے خود میں بھینچ گئی۔

"مومی کی جان" ______

وہ اسے گدگدانے لگی جس پر وہ کھلکھلا اٹھا۔

جلدی سے تیار ہوتی وہ آفس کی گاڑی میں ہی ہسپتال جا پہنچی۔روم کا پتا کرتے جیسے ہی وہ کوریڈور میں داخل ہوئی اسے سامنے ہی تین لڑکے بینچ پر بیٹھے دکھائی دیے۔

وہ چپکے سے روم میں داخل ہونے لگی جب اسے کرخت آواز پر رکنا پڑا۔

"محترمہ یہ کہاں منہ اٹھائے بھاگی جا رہی ہیں آپ؟"

"جی میں" ______

وہ پلٹ کر بولی۔

ان تینوں کی نگاہیں خود پر محسوس کرتی وہ تھوڑی ہچکچائی۔

"بالکل میں آپ کو ہی کہہ رہا ہوں، آپ کو ہم تینوں میں سے کوئی محترمہ نظر آرہی ہیں کیا؟"

اس کی بات پر ولید اور حسن ہنسی دبانے کے لیے سر جھکا گئے۔

"جی آپ" ______

وہ ہکلائی۔

"کیا؟؟؟؟"

اگلے بندے کی سخت آواز پر اسے سمجھ آئی کہ وہ بے دھیانی میں کیا بول گئی ہے؟

"ایم سوری میرا مطلب تھا آپ مجھے حیات صاحب سے ملوا دیں پلیز ززز۔"

اس نے فوراً سے اپنے آنے کا مقصد بتایا۔

"کیوں آپ کیا دودھ پیتی بچی ہیں جو میں ملوا دوں۔ پہلے تو ہوا کے گھوڑے پر سوار بھاگی جارہیں تھیں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ طنزیہ انداز میں بولا۔

"بی ہیو یور سیلف میکائیل! کسی کا تو لحاظ کر لیا کر۔"

ولید نے اس کا ہاتھ دباتے دبے دبے لہجے میں سرزنش کی۔

"آپ ان کی آفس ورکر ہیں؟"

حسن کے پوچھنے پر وہ جھٹ سے اثبات میں سر ہلا گئی۔

"جی میں ان کی سیکرٹری ہوں۔"

اس نے دھیمے سے بتایا۔

"یہی روم ہے ان کا آپ چلی جائیں۔"

اسے موقع چاہیے تھا ولید کے کہنے کی دیر تھی بس وہ فوراً سے پیشتر اندر داخل ہو گئی۔

"اف کیا ہو گیا ہے ڈیڈ کو؟ یہ معمولی سی لڑکی سیکرٹری رکھی ہوئی ہے، ناٹ فیئر۔"

اسے پیچھے سے اس بد تمیز لڑکے کی آواز صاف سنائی دی تھی، وہ ضبط کے مارے مٹھیاں بھینچ گئی۔ اسے یقین نہیں ہو رہا تھا اتنے ویل مینرڈ باپ کا بیٹا ایسا ہو گا۔

حیات کاردار جو شرمین کی باتوں کا جواب دے رہے تھے اسے دیکھتے ہی نقاہت سے اٹھ بیٹھے۔

"السلام علیکم! سر آپ لیٹے رہیے پلیز"

وہ جلدی سے آگے بڑھتی سائیڈ ٹیبل پر تازہ پھولوں کا بوکے رکھ گئی۔

"وعلیکم السلام! آؤ بیٹا،، کیسی ہو آپ؟"

ان کے پوچھنے پر وہ مسکرا دی۔

"الحمد اللہ سر میں بالکل ٹھیک ہوں، مجھے بس آپ کی ٹینشن ہو رہی تھی۔ آپ بتائیں کیسے ہیں؟"

وہ دھیرے سے ہنس دیے۔

"مجھے کیا ہونا ہے؟ ایم فٹ اینڈ ہیلتھی۔۔۔۔ ذرا سے چکر میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔"

ان کے بشاش لہجے پر وہ بے ساختہ اللہ کا شکر ادا کر گئی۔ اسے وہ ہمیشہ ابو جیسے لگتے تھے۔

"ماشاءاللہ چلیں شکر ہے اللہ تعالیٰ کا۔"

شرمین ان کے درمیان خاموش تماشائی بنیں بس عنوہ کا جائزہ لے رہی تھیں۔ انھیں وہ بچی کافی سلجھی ہوئی لگی تھی۔

"اوہ عنوہ بیٹے میٹ مائی وائف شرمین______ اور شرمین یہ ہیں مس عنوہ ثناءاللہ جن کا میں نے آپ کو بتایا تھا انھوں نے ہی مجھے بے ہوش دیکھ کر سب کو بلایا تھا۔"

حیات کاردار کا دھیان ان کی طرف گیا تو وہ تعارف کروانے لگے۔

"السلام علیکم میم! کیسی ہیں آپ؟"

وہ جھجھکتے ہوئے وہیں کھڑی کھڑی ان سے پوچھنے لگی۔

"وعلیکم السلام بیٹا! میں بالکل ٹھیک ہوں۔

تھینک یو سو مچ آپ نے جو کیا میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں۔"

شرمین محبت سے اسے گلے لگا گئیں جس پر وہ بھی بلا تامل ان کے گرد حصار کھینچ گئی۔

اندر داخل ہوتے میکائیل نے ناگواری سے یہ منظر دیکھا۔ اس کی مما کو تو ہر ایرے غیرے کے ساتھ محبت جتانے کا شوق تھا، یہ اس کا خیال تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ڈاکٹر ارشد نے کہا ہے ایک گھنٹے تک ڈسچارج کر دیں گے، مما اگر آپ فری ہو جائیں تو سب کچھ سمیٹ لیجیے گا۔"

اس سے پہلے کہ شرمین اسے ملواتیں وہ فوراً سے رفو چکر ہو گیا۔

"بد تمیز۔"

عنوہ دل ہی دل میں کڑھ کر رہ گئی۔

"ٹھیک ہے میں چلتی ہوں اب" ______

وہ جانے کے لیے اٹھی۔

"ارے بیٹا کچھ دیر تو بیٹھو۔"

شرمین نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"میم! مجھے آفس میں کام ہے کچھ اس لیے جلدی جانا ضروری ہے۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھپتھپایا۔

"ٹھیک ہے مگر گھر ضرور آنا۔"

ان کے پر خلوص لہجے پر وہ زبردستی اثبات میں سر ہلاتی، ملتے ہوئے باہر نکل آئی۔ وہ ایک سو بیس کی سپیڈ سے ان تینوں لڑکوں کے پاس سے گزر گئی جس پر وہ ہونق پن سے ایک دوسرے کو دیکھتے قہقہہ لگا گئے۔

"تم نے بھی حد ہی کر دی تھی بیچاری کو زچ کرنے کی۔۔۔۔"

حسن نے میکائیل کو گھورا جس پر وہ ہنستے ہوئے سر جھٹک گیا۔

ADEENA KHAN

اگلی صبح رات دیر تک جاگ کر سوچنے کی وجہ سے اس کی کافی لیٹ آنکھ کھلی تھی۔

فون اٹھا کر چیک کیا تو حسن اور ولید کے ساتھ ساتھ ساری کلاس نے گروپ چیٹ میں کھلبلی مچا رکھی تھی کہ ایگزامز سر پر ہیں لاسٹ سیمسٹر ہے اور وہ اتنے دن سے غیر حاضر ہے۔ایسا نہ کرے ورنہ فیل ہو جائے گا۔

"تو میں نے کونسا پڑھ لکھ کر ڈی سی لگ جانا ہے؟ کرنا تو وہی وراثت میں ملا کاروبار ہی ہے۔"

وہ کھٹاک سے جواب گروپ میں پھینکتا سیل فون آف کر گیا۔

ساڑھے دس ہونے والے تھے کہیں جے چلا نہ جائے؟

وہ بنا ناشتہ کیے ہی پارک کی طرف بھاگا۔

پھولی سانسوں سے وہ درخت کے پاس رکا تو جے مخصوص بینچ کے پاس کھیلتا دکھائی دیا جبکہ اس کی انابی وہیں واک کر رہیں تھیں۔

"ہائے جے کیسے ہو_____؟"

میکائیل بینچ پر دھپ سے گرتے مٹی میں کھیلتے ہوئے جہانگیر سے بولا۔

"واؤچ____ممم آپ آدے۔

مدے لدا تا نئیں آؤدے آد۔"

جے نے جلدی سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آہ آپ سے ملے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا میں تبھی آگیا۔"

وہ بینچ کی پشت سے سر ٹکائے سرد آہ بھر کر بولا۔

جے نے اس کی اداسی بھانپ لی تھی تبھی آگے ہو کر اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھا جس پر

میکائیل چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"میں تیک تل لاتاتے آپ توفیول تو نئیں اے۔ مومی ایشے ای تلتی اے پھل مدے

شیلپ پلاتی ایں۔"

جے کی وضاحت پر وہ سر ہلا کر پھر سے اسی پوزیشن میں سر ٹکا گیا۔

"چم تیا ہوا اے آپ تو؟"

جے نے پھر سے پوچھا۔

"یار مجھے سمجھ نہیں آرہی کیا کروں؟

ڈیڈ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

میکائیل نے اداسی سے کہا۔

"او ویلی شیڈ! آپ توان تاتیال رتھناتاپئے تیونکہ وہ تلے دے تو باپس نئیں آئیں دے۔"

اس کی بزرگانہ نصیحت پر میکائیل نے سر اٹھا کر حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو سر جھکا کر بیٹھا تھا۔

میکائیل نے اس کا چہرہ ٹھوڑی سے پکڑ کر اپنی طرف کیا تو اس کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی دکھائی دی۔

"آپ کے ڈیڈ کہاں ہیں جے؟"

میکائیل کو اچانک خیال آیا۔

"وہ اللہ تعالیٰ تے پاش تلے دے ایں۔

دے نے ان تا فوٹو دیکا اے۔"

اس کی نم آواز پر وہ بے ساختہ جھک کر اسے گود میں اٹھا کر گلے لگا گیا۔

اسے اب سمجھ آئی تھی وہ بچہ اپنی ماں کے اتنے قریب کیوں تھا؟ اسی لیے وہ اپنی عمر سے بڑی باتیں کرتا تھا۔

اس نے خوامخواہ رلا دیا تھا وہ بچہ ہنستا اور رعب جماتا ہی اچھا لگتا تھا۔

اس کا دھیان بٹانے کے لیے وہ ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔

"جے یار اب میں سوچ رہا ہوں آفس جانا شروع کر دوں۔ آپ سے ملنے کے لیے مجھے آفس سے وقت نکال کر آنا پڑا کرے گا۔"

"آپ آفش داؤ دے، واؤ بلے آدمی بن داؤ دے۔"

وہ چہکا تو میکائیل ہنس دیا۔

"ہاں میرے شیر______ میں بہت بڑا آدمی بن جاؤں گا۔ اولیور ریوکس (Olivier Rioux) سے بھی بڑا۔"

وہ قہقہ لگاتے ہوئے بولا۔

"وہ تون اے؟ دے کی مومی نے تو اش تے بالے میں نئیں تایا۔"

جے نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"یار جے آپ کا جاننا ضروری نہیں ہے اس کے بارے میں، تبھی تو مومی نے نہیں بتایا۔"

اس نے جے کے نازک کندھے پر بازو پھیلایا۔

"تیک اے، ویشے تل شے دے تکول دائے گا۔ مومی نے تہاڑے دے بوت شالا پلے دا۔"

جے نے ہاتھ پھیلا کر بتایا۔

"اوواہ جی، جے کو کیا بننا ہے بڑے ہو کر؟"

اس نے پوچھا۔

"دے آلمی تیف (آرمی چیف) بنے دا۔"

جے نے شان بے نیازی سے کندھے جھٹکے۔

"آرمی چیف_____ رئیلی؟؟؟؟؟

واہ مجھے پتا ہی تھا میرا یار سب سے منفرد خواہش رکھتا ہو گا۔ امپر یسو یار۔ آپ کو فوجی نہیں بلکہ سیدھا آرمی چیف بننا ہے۔ ایسا تاریخ میں پہلی بار ہی ہو گا ایک شخص سیدھا آرمی چیف بن جائے گا پھر میں سب کو بتاؤں گا یہ میرا دوست ہے۔"

وہ جے کی پیٹھ تھپک گیا۔

"مومی تاہتی ایں دے آلمی مین بنے اور دے بنے دا۔ ان شاءاللہ۔"

اس کے پر عزم لہجے پر میکائیل یک ٹک اسے دیکھے گیا۔

وہ اس بات کا قائل ہو گیا تھا کہ اس بچے کی ماں اپنے بیٹے کی بہترین تربیت کر رہی تھی۔

کون کہتا ہے اکیلی عورت اپنی اولاد کی اچھی پرورش نہیں کر سکتی؟

"جے اپنی مومی کی ہر بات مانتا ہے؟"

اس نے جے پر نگاہیں جمائے پوچھا۔

"دی! مومی دے کی دان (جان) اے وہ مومی کی ہل بات مانتا اے۔"

اس کے محبت بھرے لہجے پر میکائیل کاردار کا دل یک لخت غم سے بھر گیا۔

"آج سے میں یعنی میکائیل کاردار بھی اپنی مما کی ہر بات مانے گا انھیں ہرٹ نہیں کرے گا۔"

اس نے زبردستی مسکرا کر کہا۔

"یاہووو"

جے بینچ پر کھڑا ہو کر جمپ کرنے لگا تو وہ بھی بجھے دل سے مسکرا دیا۔

اس سے بہتر تو یہ بچہ ہے جو اپنی ماں کی محبت کا جواب محبت سے دیتا ہے جبکہ اس نے ہمیشہ اپنے باپ کے ساتھ لڑائی میں اپنی ماں کو رلایا تھا۔

جو بھی تھا لیکن وہ بچہ آج اسے ایک اہم سبق دے گیا تھا۔

"ہم کل سے شام کو ملا کریں گے، آپ بھی شام کو آجایا کرنا پارک میں چار بجے تک۔"

اس کے کہنے پر جے ڈن کر گیا۔

ADEENA KHAN

"مومی! بش تلیں ناب آدائیں دے کو شونا اے۔"

جے نے عنوہ کو مسلسل کام میں مصروف دیکھتے جھنجھلا کر کہا۔

"تو پھر جے سو جائے مومی کو تنگ نہ کرے۔"

عنوہ نے لب دبا کر کن انکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

"نونونودے مومی تے شات شوئے دابش"____

اس کارونادھوناشروع ہوگیا تھا۔

"جے میری جان مومی مذاق کررہی تھیں۔"

وہ جے کے ساتھ کمفرٹر میں لیٹتے ہوئے اس کارخ اپنی طرف کر گئی۔

"دے مومی شے بوت پیال تلتااے۔

ان تے بنااش تونیند نئیں آتی۔"

اس کے سوں سوں کرنے پر عنوہ اسے خود سے لپٹا گئی۔

"ایم سوری مومی کی جان۔"

اس نے جے کا سر چوما تو وہ اس کے گرد نرم حصار باندھتا گردن میں منہ چھپا گیا۔

"دے نے چم کوبی تادیااے مومی دے کی دان اے۔"

وہ عنوہ کے گرد مزید گرفت مضبوط کرتا نیند میں جاتا ہوا بڑبڑایا۔

عنوہ جو ہولے ہولے اسے تھپک رہی تھی چونک کر دیکھنے لگی۔ وہ انابی سے روز ہی جے کے نئے دوست کے بارے میں پوچھنا بھول جاتی تھی۔

"جے کے نئے دوست کا کیا نام ہے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ آہستگی سے بولی۔

"جے کے لیے وہ چم ایں لیتن ان تانام 'کیل کار' اے۔"

اس کے نام بتانے پر عنوہ بے ساختہ قہقہ لگا گئی۔

جے مندی مندی آنکھوں سے اس کی گردن سے اپنا چہرہ نکال کر اسے دیکھنے لگا۔

جب اس کا قہقہہ نہ رکا تو جہانگیر بھی ہنسنے لگا۔

اسے اپنی ماں پہلی بار ایسے کھل کر ہنستی دکھائی دی تھی تبھی اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔اسے نہیں معلوم تھا اس کی ماں کس بات پر ہنس رہی ہے مگر وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی تبھی وہ یک ٹک دیکھے گیا۔

"کیا نام بتایا؟"

عنوہ نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"کیل کار"

اس کے دوبارہ بولنے پر پھر سے عنوہ قہقہ لگا گئی۔

"یہ کیسا نام ہوا بھلا؟

اُمم عقیل، شکیل، وکیل" ______

ان میں سے کوئی نام ہو گا۔"

وہ بولی تو جے ماتھا پیٹ گیا۔

"نو مومی 'کیل کار' نیم اے ان تا۔"

اس بار وہ زور و شور سے بولا تو عنوہ اس کے منہ پر انگلی رکھ گئی۔

"ششششش! انا سو رہی ہیں آہستہ بولو بلکہ سو جاؤ کل بات کریں گے اس بارے میں۔"

وہ اسے پھر سے تھپکنے لگی تو جے ناک بھوں چڑھاتے پھر سے اپنا چہرہ اس کی گردن میں

چھپاتے اس کے گرد حصار باندھ گیا۔

اس کا مومی کے ساتھ سونے اور لاڈ کرنے کا انداز یہی تھا۔

ADEENA KHAN

"یہ تمہارا شہزادہ سلیم کہاں گیا ہے صبح صبح؟"

حیات کاردار نے ناشتہ کی ٹیبل پر میکائیل کی غیر موجودگی کے بارے میں استفسار کیا۔

"آفس۔"

شرمین کے یک لفظی جواب پر حیات کاردار کو پانی پیتے زور کا اچھو لگا تھا۔

"کیا کہا، کہاں گیا ہے؟"

انھوں نے بے یقینی سے پوچھا۔

"آفس گیا ہے میرا شہزادہ حیات صاحب۔"

انھوں نے اس بار دونوں ہاتھ سینے پر باندھتے طنزیہ لہجے میں کہا جس پر وہ بغور ان کے انداز کو تکنے لگے۔

"ہونہہ کہہ تو ایسے رہی ہو جیسے ماہر اقتصادیات ہے، میں تو آج چھٹی کی سوچ رہا تھا مگر لگتا ہے آج جانا پڑے گا ورنہ ستیاناس کر دے گا تمہارا شہزادہ۔"

وہ جلدی جلدی ناشتہ کرنے لگے۔

"ہر گز نہیں آپ گھر پر رکیں گے، میرے بیٹے کے کام میں ٹانگ اڑانے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ چپ چاپ ناشتہ کر کے بیڈ روم میں جا کر آرام کریں۔"

ان کے دوٹوک لہجے پر حیات کا ردار بھونچکا رہ گئے۔

"خیر تو ہے تم کیوں صبح صبح ہٹلر کی جانشین بنی ہوئی ہو؟"

انھوں نے آنکھیں چھوٹی کیے طنز کیا۔

"آپ نے ہی مجھے مجبور کیا ہے ایسا بننے پر اور اب میری بات غور سے سنیں جو آپ چاہتے تھے وہ میرا بیٹا کر رہا ہے اب اس کی جان چھوڑ دیں۔ اسے بھی سکون سے سانس لینے دیں۔ کب تک آپ دونوں کی لڑائی میں ایک ماں پستی رہے گی؟ آخر میرے بارے میں کیوں نہیں سوچتے آپ؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولتیں وہاں سے چلی گئیں جبکہ حیات کاردار ساکت بیٹھے رہ گئے۔

پہلی بار ان کی بیوی نے رد عمل دیا تھا اور وہی کافی جذباتی تھا۔

شرمین آج اپنے بیٹے کے زندگی میں پہلی بار صبح صبح خود سے جاگنے اور اس کے منہ سے آفس جانے کی بات سن کر ورطہ حیرت میں مبتلا ہو گئیں تھیں۔

اس نے کہا تھا وہ اب ان کو مایوس نہیں کرے گا، وہ اپنی ماں کی آنکھوں میں آنسو نہیں خوشیوں کے جگنو بھرنا چاہتا ہے۔

وہ کتنی دیر اس کے گلے لگ کر روتی رہیں۔

نہ جانے کونسا کونسا غبار نکل رہا تھا۔

حیات کاردار نے جاوید صاحب کو میکائیل کے آفس آنے کا بتا دیا تھا۔ وہ خود آرام کرنا چاہتے تھے اور شاید اپنی بیوی کا مان بھی رکھنا تھا۔

ADEENA KHAN

"سنو تم لوگ آج سر کے صاحبزادے آفس تشریف لا رہے ہیں۔"

کئی چہکتی ہوئی آوازیں اسے سنائی دے رہی تھیں جس پر وہ سوائے افسوس کے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔

وہ جان چکی تھی جس کو وہ گوہر نایاب سمجھ رہے تھے وہ اصل میں کڑوا بادام تھا جو نہ نگلا جاسکتا تھا نہ اگلا۔

"مس عنوہ آپ حیات صاحب کی تمام ڈیلنگز کا بتائیں گی میکائیل کا ردار کو۔"

جاوید صاحب کی آواز پر وہ یک لخت مڑی۔

"سر میں ______ نو سر پلیز ڈونٹ ڈو دس۔

میں نہیں کر پاؤں گی آپ کسی اور کو کہہ دیں۔"

اس نے التجا کی۔

"آپ کے علاوہ اور کون کر سکتا ہے یہ کام؟

آپ سیکرٹری ہیں شاید آپ بھول رہی ہیں تو یاد دلادوں۔"

انھوں نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"سر میں حیات سر کی سیکرٹری ہوں اور ان کو ہی مینیج کر سکتی ہوں۔ آپ جانتے ہیں وہ بہت اچھے انسان ہیں ان کا بیٹا نہ جانے کیسا ہوگا؟ میرا تجربہ بھی نہیں ہے۔"

اس نے منت کی۔

"سر میں گائیڈ کر سکتی ہوں ان کو اگر آپ کہیں تو؟"

سپروائزر صبا جو کافی دیر سے سب سن رہی تھی آگے بڑھی۔

"یس سر پلیز ز۔"

اس نے معصوم شکل بنائی۔

جاوید صاحب جو کشمکش و پیچ میں مبتلا تھے عنوہ کی رونی صورت دیکھ کر پگھل گئے۔

"او کے مگر کوئی غلطی نہ ہو۔"

وہ وارننگ دیتے آگے بڑھ گئے۔

"تھینک یو سر اینڈ تھینک یو سو مچ صبا۔"

اس نے بیک وقت دونوں کا شکریہ ادا کیا۔

"نوایشوڈیئر"

وہ مسکراتی ہوئی چلی گئی۔

"ہاہ شکر ہے یہ بلا تو ٹل گئی۔"

وہ دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرتی اپنے کیبن میں چلی گئی۔

سارے ورکرز میکائیل کا ردار کو دیکھنے کے لیے متجسس تھے۔

ADEENA KHAN

اس کے دل کی عجیب سی کیفیت ہو رہی تھی کیونکہ آج پہلی بار اس نے اپنی انا کو چھوڑ کر دل کی مانی تھی تبھی آفس جانے کا فیصلہ کر گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جیپ کو آفس کے سامنے روکتے وہ جیسے ہی اترا سب گارڈز حیرت سے اسے دیکھنے لگے اس سے پہلے کہ کوئی اسے آگے بڑھ کر روکتا وہ بے دھڑک اندر داخل ہو گیا۔اس نے کوئی فارمل سوٹ نہیں پہنا تھا معمول کے مطابق وہ بلیک جینز پر گرے ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

اس نے ادھر اُدھر سب کا جائزہ لیا جہاں کچھ ورکرز خوش گپیوں میں مصروف تھے اور کچھ کام کر رہے تھے۔

اس نے تیوری چڑھائے سب کا پر سکون انداز ملاحظہ کیا۔

ابھی کچھ بولنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا تبھی ایک لڑکی کی نظر اس پر پڑی وہ پر جوش انداز میں اس کی طرف بڑھی۔اس کا چہرہ کافی حد تک حیات کاردار سے مشابہت رکھتا تھا اس لیے وہ پہچان گئی تھی۔

"گڈ مورننگ سر! ویلکم ٹو دی آفس۔"

وہ چہکی۔

"مورننگ"______

اس نے زبردستی مروت نبھائی تبھی وہاں جاوید صاحب آن وارد ہوئے۔

"سر آئیں میں آپ کو آفس دکھاؤں۔"

اس لڑکی نے اپنی خدمت پیش کرنی چاہیں۔

"کیوں میں یہاں پکنک منانے آیا ہوں یا پھر میں نے آپ سے گزارش کی ہے؟"

اس نے سینے پر ہاتھ باندھے استہزائیہ ابرو اٹھائی۔

"نووو سر" ______

اس لڑکی کا چہرہ شدید اہانت سے سرخ پڑ گیا۔

وہ وہاں صرف جاوید صاحب سے واقف تھا ورنہ باقی سب چہرے اس کے لیے نئے تھے۔

"تو پھر اپنے کام سے کام رکھیں مہربانی ہو گی۔
چلیں جاوید صاحب۔"

وہ جاوید صاحب سے مصافحہ کرتے آگے بڑھ گیا۔

سب کی دبی دبی ہنسی پر وہ لڑکی رونی صورت بنائے کھڑی تھی۔

جاوید صاحب تاسف سے نفی میں سر ہلاتے اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے میکائیل کا ردار کے پیچھے بڑھ گئے۔ وہ جانتے تھے یہ سب جو آج اس کی حالت کا مذاق بنا رہے تھے پھر ان کی بھی باری آنے والی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ سالوں سے اس کمپنی میں کام کر رہے تھے تبھی ان کا حیات کاردار سے دوستانہ تعلق بن گیا تھا۔ان کو معلوم تھا حیات کاردار صرف اپنے بیٹے کی وجہ سے ہی پریشان رہتے تھے۔وہ انتہائی تلخ اور اکھڑ مزاج تھا اب سب ورکرز کا اللہ ہی حافظ تھا۔

ADEENA KHAN

عنوہ بھی واپس اپنے کیبن میں آگئی،اسے لگ رہا تھا اب یہ تماشے روزمرہ کی زندگی کا حصہ بن جائیں گے۔آخر کیا ضرورت تھی مس مرینہ کو اس سے کمبل ہونے کی جیسے وہ کہیں کا شہزادہ ہو؟

وہ سوچتی ہوئی جلدی جلدی کام کرنے لگی تاکہ یہاں سے نکل سکے۔کل تو ویسے بھی حیات سر نے آجانا تھا تو اس کی جان چھوٹ جانی تھی۔

بارہ بجتے ہی وہ جاوید صاحب کے آفس کا دروازہ ناک کرنے لگی۔

"ایکسکیوزمی سر!مجھے چھٹی چاہیے۔"

وہ جاوید صاحب کے آفس میں داخل ہوتے ہوئے ان سے بولی۔

"مس عنوہ آپ جانتی ہیں آج کام زیادہ ہے میکائیل کاردار کو سب وزٹ کروانا ہے،سارا بوجھ مجھ بوڑھے پر آجائے گا۔"

جاوید صاحب نے اپناد کھڑا رو دیا کیونکہ میکائیل دو تین گھنٹوں میں ہی ان کا کافی دماغ کھا چکا تھا۔

"یہ تواب آپ عاجزی سے کام لے رہے ہیں سر ورنہ آپ کہاں سے بوڑھے ہو گئے؟ ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اب آپ کے نئے باس آپ کو بہت جلد بوڑھا کر دیں گے۔"

اس کے ہنسنے پر جاوید صاحب نے مسکراہٹ دبا کر اسے گھورا۔

"چھٹی کیوں چاہیے؟"

انھوں نے ہلکے پھلکے لہجے میں پوچھا۔

انھیں سارے آفس میں ایک یہی لڑکی اپنی بیٹیوں کی طرح عزیز تھی ایک حیات کاردار کا حکم دوسرا اس کا شہید کے ساتھ حوالہ اسے ممتاز بناتا تھا۔ وہ لڑکی ویسے بھی فضول گوئی سے پرہیز کرتی تھی اور اپنے کام سے کام رکھتی تھی۔

"سر میں نے اپنے بیٹے کو سکول میں داخل کروانا ہے۔"

وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

"واہ ماشاءاللہ بیسٹ آف لک، جاؤ آپ میں سب سنبھال لوں گا۔"

انھوں نے اسے خوشدلی سے اجازت دی۔

"تھینک یو سو مچ سر۔"

وہ سر ہلاتی مڑ گئی۔

جاوید صاحب دوبارہ سے اپنے کام میں لگ گئے میکائیل کاردار نے ساری اکاؤنٹ ڈیٹیلز اور ڈیلنگز کی فائلز مانگیں تھیں۔ وہ اسی میں اپنا سر کھپا رہے تھے۔

جانے کیا دیکھنا چاہتا تھا وہ لڑکا حالانکہ بزنس کی الف بے بھی نہیں جانتا تھا۔

حیات کاردار وقتاً فوقتاً ان سے ساری صورتحال معلوم کر رہے تھے۔

ADEENA KHAN

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ جہانگیر کا ہاتھ پکڑے سکول کی شاندار عمارت میں داخل ہوئی۔ جے دلچسپی سے ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا۔ عنوہ نے اپنے بیٹے کے لیے شہر کے بہترین سکول کا انتخاب کیا تھا، وہ ساری محنت اسی کے لیے تو کر رہی تھی۔

انھیں پرنسپل آفس میں کافی عزت واحترام سے بیٹھایا گیا جہاں ایک باوقار سی خاتون براجمان تھیں۔

"مس عنوہ آپ کا بیٹا ابھی تین سال کا ہوا ہے آپ اتنی جلدی کیوں داخل کروا رہی ہیں اس کو سکول میں؟"

پرنسپل کے سوال پر عنوہ نے جے کو دیکھا جو آنکھیں پٹپٹاتا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میم ماشاءاللہ سے یہ اپنی ایج کے بچوں سے زیادہ سمجھدار ہے تبھی میں چاہتی ہوں اس کی ذہانت میں نکھار پیدا ہو۔"

اس نے متانت سے جواب دیا۔

"اوہ واقعی دیٹس گریٹ! وٹس یور نیم بوائے اینڈ وٹ از یور ایج؟"

پرنسپل نے اس کو جانچنا چاہا۔

"مائے نیم از دے اینڈ مائے ایج از ______"

(میرا نام جے ہے اور میری عمر ______

وہ پراعتماد لہجے میں بولتا سوچتا ہوا انگلیوں پر گننے لگا۔

جب وہ گنتا ہوا پانچویں انگلی پر پہنچا تو عنوہ کی آنکھیں پھیل گئیں۔اس نے دل ہی دل میں ورد کرنا شروع کردیا کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس کی ٹکا کر بے عزتی ہونے والی تھی۔

پرنسپل نے اگر اسے ایڈمیشن دینے سے معذرت کرلی تو اس کو منہ چھپانے کی بھی جگہ نہیں ملنی تھی،وہ تو بہت اکڑ کر بول رہی تھی بہت ذہین بیٹا ہے اس کا۔

اس سے پہلے کہ وہ خود ہی اٹھتی جے کی آواز اسے واپس آسمان کی بلندیوں پر پہنچا گئی۔

"مائے ایج از تھری ایئرز اولڈ۔

میں موی کے شات پرینک کل لہا تھا۔مدے موی کے شات شرارتیں کلنے میں بوت مزا آتا اے۔

جب وہ غصہ اوتی ایں تو مدے بوت کیوٹ لگتی ایں۔مدے ان شے بوت پیال اے۔یہ دے کی دان ایں۔"

اس نے اپنی ماں پر پورا مضمون سناڈالا تھا جو عنوہ کے ساتھ ساتھ پرنسپل کی بھی آنکھیں نم کر گیا۔

"میں بہت متاثر ہوئی ہوں مس عنوہ آپ سنگل مدر ہو کر بھی اپنے بچے کی اتنی اچھی پرورش کر رہی ہیں۔آپ کے بیٹے کا ہمارے سکول میں ایڈمیشن ہونا ہمارے لیے اعزاز کی بات ہو گی۔یہ ایک شہید کا بیٹا بھی ہے ہماری قوم کا سرمایہ ہے یہ بچہ۔"

پرنسپل کی بات پر وہ مسکرا دی۔

سارا پیپر ورک مکمل کرنے کے بعد وہ باہر نکلتے ہی جے کو گود میں اٹھا کر اس کے گال چٹا چٹ چوم گئی جس پر وہ کھلکھلا اٹھا۔

"موی ڈل گئیں تیں۔"

وہ عنوہ کے گلے میں بانہیں ڈالے بولا تو وہ اسے ہلکا سا تھپڑ رسید کر گئی۔

"شولی مش عنوہ۔"

اس کے کان پکڑ کر سوری کرنے پر عنوہ نے بھینچ لیا۔

ADEENA KHAN

وہ سارے آفس کا راؤنڈ لگا چکا تھا اور ڈائریکٹر سے لے کر سوپر تک کی شامت آئی تھی۔

اب وہ آفس کی سیٹنگ کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جاوید صاحب! سیکرٹری کدھر ہیں ڈیڈ کی؟"

یک دم اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تبھی وہ پوچھ بیٹھا۔

"میکائیل صاحب وہ چھٹی لے کر گئیں ہیں انھیں کوئی ضروری کام تھا۔"

وہ شائستگی سے بولے۔

"کیا مطلب؟ یہ آفس ہے یا یونیورسٹی جہاں جس کا جب دل چاہے آئے جائے۔"

اسے خود بھی نہیں پتا چلا تھا کہ وہ خود کا ہی پول کھول گیا ہے۔

"سر وہ بہت قابل اور وقت کی پابند ہیں۔ان کو واقعی ہی میں بہت ضروری کام تھا۔وہ آج پہلی بار ہی گئی ہیں،ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔"

وہ اس بار تفصیلات بتانے لگے۔

"جاوید صاحب میں نے آپ سے ان کا بائیوڈیٹا پر گز نہیں مانگا سو آپ اپنی انرجی ضائع نہ کریں۔"

اس کی بے مروتی پر جاوید صاحب بھونچکارہ گئے۔

"سوری لیکن آپ مجھے کچھ دیر اکیلا چھوڑ دیں۔"

وہ سیٹ پر ڈھیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

"شیور سر"_____

وہ اپنا سامنہ لیے باہر آ گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مس عنوہ ٹھیک کہہ رہی تھیں یہ تو مجھے بوڑھا کر کے ہی چھوڑیں گے، میرے ساتھ

رویہ ایسا ہے تو باقی سب کا کیا حال کریں گے توبہ توبہ"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اپنے آفس میں آتے ہی حیات کاردار کو رپورٹ دینے لگے۔

ADEENA KHAN

"اف بیوی کی محبت میں بیڑا غرق ہو جائے گا سارے کاروبار کا۔"

حیات کاردار فون رکھتے ہوئے سوچ کر رہ گئے۔

ڈپریشن کم ہونے کی بجائے مزید بڑھ گیا تھا۔اب وہ پچھتا رہے تھے کاش_____اس پر

آفس جانے کے لیے دباؤنہ ڈالتے مگر اب کیا ہو سکتا تھا؟

شرمین اندر آئیں تو ان کو سر پکڑے دیکھ کر گھبرا گئیں۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟"

وہ ان کا ہاتھ پکڑتے ہوئے بولیں۔

"ابھی تک تو ٹھیک ہے مگر زیادہ دیر تمہارا بیٹا ٹھیک نہیں رہنے دے گا۔ صبح تمہارے

ایموشنل کارڈ کھیلنے کی وجہ سے رک گیا اور نتیجہ سامنے ہے۔"

وہ الٹا انھیں ہی سنا گئے۔

"ہوا کیا ہے_____؟"

شرمین گھبرائیں۔

"اسے بولو آفس ایسے نہیں چلتے اپنے اکھڑ مزاج کو اب دوسروں پر آشکار نہ کرے۔

اگرور کرز کو یوں رگیدے گا وہ دو دن میں بھاگ جائیں گے پھر ہو لیا کاروبار۔"

وہ سخت غصے میں تھے۔

"اف ہو جائے گا ٹھیک میں سمجھاؤں گی۔پہلا دن ہے آہستہ آہستہ ہی بدلاؤ آئے گا۔"

ان کے پر سکون انداز پر حیات کا ردار مزید کھول گئے۔

"ہاں جب تک وہ سنبھلے گا تب تک کاروبار بھی کوئی اور سنبھال چکا ہو گا۔"

انھوں نے سر جھٹکا۔

"اللہ نہ کرے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسی باتیں کر رہے ہیں آپ؟"

شرمین نے دہل کر انھیں دیکھا۔

"میرے جسم میں بھانبھڑ جل رہے ہیں تو ایسے ہی باتیں ہوں گیں۔"

انھوں نے غصہ سے کہا۔

"تو فائر بر گیڈ کو بلوا لوں؟"

شرمین نے مسکراہٹ دبائی۔

"استغفر اللہ! اس عمر میں ایسے مذاق جچتے نہیں ہیں۔"

انھوں نے شرمین کو گھورا۔

"جی بالکل! آپ کی واقع کافی عمر ہو گئی ہے۔"

وہ لب دبائے ہوئے باہر چلی گئیں۔

پہلے تو حیات کار دار بھونچکارہ گئے پھر بے ساختہ مسکرا دیے۔

ADEENA KHAN

وہ واپسی پر آتے ہوئے ہوٹل سے گلگت بلتستان کی مشہور کھانے چھپ شور واور منتو لے آئی تھی۔ان تینوں نے جی بھر کر کھانا کھایا اور ڈھیر ساری باتیں کیں تھیں۔

دوپہر کے اڑھائی بجے تھے عنوہ اور انابی سونے کے لیے لیٹ گئیں مگر جے سونے کے لیے راضی نہیں تھا۔اسے لگ رہا تھا اگر وہ سو گیا تو چار بجے سے اوپر کا وقت ہو جائے گا اور وہ چم سے نہیں مل پائے گا۔

"جے آجاؤ میری جان چار بجے پکا اٹھا دوں گی۔"

عنوہ نے اسے پھر سے بلایا۔

"مومی نئیں نا"______

وہ ڈھیٹ بنا رہا۔

عنوہ کو سخت تپ چڑھی تبھی بیڈ سے اتر کر اسے اٹھالائی اور اپنے ساتھ لیٹالیا۔ وہ اپنی ماں کے موڈ کو اچھی طرح سمجھتا تھا تبھی چپ چاپ اس سے لپٹ کر لیٹ گیا۔ عنوہ نے اپنی ہنسی دبائی کیونکہ وہ کچھ دیر بعد ہی نیند کی وادیوں میں اتر گیا تھا۔

چار بجتے ہی عنوہ نے اسے اٹھادیا۔ وہ جلدی سے بنا سستی کیے اٹھا اور چہرہ دھلواتے جانے کے لیے تیار ہو گیا۔

"کہاں جارہے ہو آپ؟"

عنوہ نے اسے کمرے کے دروازے سے نکلتے دیکھ کر پوچھا۔

"اناتے پاش تاکہ ام پالک دائیں۔"

اس نے عجلت میں بتایا۔

"وہ نہیں جائیں گیں ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں ہے ان کو آرام کرنے دو۔ میں چلوں گی آپ کے ساتھ۔"

اس کی بات پر جے کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

"آپ دائیں دی میلے شات؟"

جے نے بیچارگی سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"جی بالکل میں آپ کے نئے دوست سے ملوں گی، میں بھی تو دیکھوں آخر کون ہے جس نے میرے بیٹے کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔"

اس نے اگلی بات دل میں سوچی تھی۔

جے کو تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔اسے یہ ڈر تھا اگر مومی نے اتنا بڑا دوست دیکھا تو بہت ڈانٹ پڑے گی۔وہ چپ چاپ عنوہ کا ہاتھ پکڑے چل پڑا، عنوہ نے ابھی تک اس کے چہرے کے اڑے ہوئے تاثرات نہیں دیکھے تھے ورنہ ضرور چونک جاتی۔

وہ ڈرا ہوا بہت کیوٹ لگ رہا تھا پسینے الگ چھوٹ رہے تھے۔

عنوہ اس کو لے کر ایک درخت کے نیچے بینچ پر بیٹھ گئی اور وہ دونوں جے کے دوست کا انتظار کرنے لگے۔

جے دل ہی دل میں دعائیں کرنے میں مصروف تھا کہ آج بس کسی بھی طرح اس کی جان بچ جائے۔

آدھا گھنٹہ گزر گیا مگر اس کے دوست کا نام و نشان نہیں تھا۔

"ابھی تک نہیں آیا وہ_____میں نے آپ کو منع کیا تھا نا شام کو اتنی دیر سے کسی بھی بچے کے والدین انھیں گھر سے باہر نہیں نکلنے دیتے۔آپ کے فرینڈ کو بھی ان کی مومی نے نہیں آنے دیا ہو گا۔"

عنوہ نے جیسے ہی جے کو کہا تو وہ فوراً بینچ سے اترا۔

"مدے لتااے وہ نئیں آئیں دے،ام تلتے ایں مومی۔"

وہ جانے کے لیے پر تولنے لگا۔

"ہممم چلو پانچ دس منٹ اور انتظار کرتے ہیں شاید آ جائے۔"

عنوہ ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔

جے سو کھا گلا تر کرتے پھر سے بینچ پر بیٹھ کر جتنی دعائیں آتی تھیں پڑھنے لگا۔

دس منٹ گزرنے پر بھی وہ نہ آیا تو عنوہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں چلنا چاہیے لگتا ہے آج وہ نہیں آئے گا۔"

عنوہ کے بولنے سے پہلے ہی وہ آگے بڑھ گیا۔

"آں مومی رات بوت اودئی اے اش لیے ان توڈل لد لہا اودا۔"

وہ خود کی جان بخشی پر جلدی جلدی چلنے لگا کہ کہیں چم آ ہی نہ جائے۔

"ہممم۔۔۔۔کچھ تو گڑ بڑ ہے۔"

عنوہ نے مشکوک نظروں سے اس کی پشت دیکھی۔

ADEENA KHAN

میکائیل کی آفس سے آکر ڈیڈ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی لیکن مما نے اسے ساری صورتحال بتادی تھی۔وہ کافی دیر تک اسے سمجھاتی رہیں تھیں جو وہ بے دلی سے سنتا

رہا۔اس کا تو ایک دن ہی فرمانبردار بیٹا بن کر پسینہ نکل گیا تھے پتا نہیں جے کیسے گزارا کر لیتا تھا؟

اس نے لنچ کر کے کمرے میں قدم رکھا تو ساڑھے تین ہو رہے تھے،وہ تھکن سے چور تھا کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس نے محنت کی تھی۔آدھے گھنٹے کی نیند لینے کا سوچ کر وہ لیٹ گیا۔

اس کی جب آنکھ کھلی تو پانچ بجنے والے تھے وہ جلدی جلدی چہرے پر پانی کے چھپاکے مارتے بھاگتے ہوئے پارک پہنچا مگر وہاں اکادکا لوگ ہی نظر آئے۔وہ مایوسی سے بینچ پر بیٹھ گیا،اس نے خود کو سونے پر کوسا۔

وہ بے دلی سے حسن اور حارث کی کال پر ان سے ملنے چلا گیا۔

"واہ یار سنا ہے جناب آفس سنبھال رہے ہیں۔"

ولید کے شاہانہ انداز میں کہنے پر وہ محض اسے گھور کر رہ گیا۔

"ہاں بھئی میکائیل کاردار کو آخر ڈگریوں کی کیا ضرورت ہے؟ڈگری تو ہم جیسے غریبوں کو چاہیے۔"

حسن نے سرد آہ بھری جس پر اسے کمر میں میکائیل کا مکا پڑا تھا۔

"اف ہاتھ تھا یا ہتھوڑا،ریڑھ کی ہڈی توڑ ڈالی۔"

وہ درد سے بلبلاتا ہوا دہائیاں دینے لگا۔

"بکواس بند کرو اپنی میں پہلے ہی بہت اپ سیٹ ہوں۔"

وہ صوفے پر لیٹتے ہوئے بولا۔

تینوں اس وقت ولید کے کمرے میں موجود تھے۔

"کیوں کیا ہوا؟

انکل نے اب پھر کچھ کہا ہے؟"

ولید نے ناسمجھی سے دیکھا۔

"نہیں یار ان کی سننے کی تو اب عادت ہو گئی ہے، میں اپنے دوست کو مس کر رہا ہوں۔"

اس کے اداس لہجے پر وہ دونوں جھٹ سے اٹھ بیٹھے۔

"دوست ______ ہم دونوں کے علاوہ تو تیرا کوئی دوست نہیں تھا پھر یہ اچانک کہاں سے اگ آیا؟"

ولید نے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"اتنے دن سے کن کارروائیوں میں مصروف ہے تو بتانا پسند کرے گا؟"

حسن نے بھی دانت پیسے۔

"بنانا پڑا دوست کیونکہ وہ تم دونوں کی طرح پکا تا نہیں ہے مجھے، وہ تو ہوا کا خوشگوار جھونکا ہے میری زندگی میں۔"

وہ دھیرے سے مسکرایا۔

"کہیں کسی لڑکی کا چکر تو نہیں۔۔۔؟"

دونوں نے مشکوک لہجے میں پوچھا۔

"دیکھا کر دی نا اپنی چھوٹی ذہنیت کے مطابق چھوٹی بات۔ فٹے منہ تم لوگوں کا! سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔"

اس نے دونوں کو لتاڑا تو وہ کھسیا کر رہ گئے۔

"پھر کون ہے وہ۔۔۔۔۔؟"

حسن نے حسد اور جلن میں پوچھا۔

انھیں اپنی دوستی میں کوئی اور برداشت نہیں ہو رہا تھا۔

"وہ ______

جیسے جیسے میکائیل بتاتا گیا بے یقینی سے ان کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

"میکائیل کا ردار وہ بھی ایک چھوٹے بچے سے محبت کرے، ناممکن۔ یار ولید مجھے چٹکی بھرتا کہ یقین آجائے۔"

حسن کو اپنی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔

"یقین تو مجھے بھی نہیں آ رہا پر" _____

ولید بولتا ہوا اسے زور سے چٹکی بھر گیا جس پر اس کی دردناک چیخیں گونج اٹھیں۔

"اوئی ماں _____ مار ڈالا، ظالم انسان تم دونوں ہی مجھ معصوم کو اپنے تشدد سے ہلاک کر ڈالو گے۔"

اس کی آہ و بکا جاری تھی۔

میکائیل کاردار ان کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

وہ دونوں یک دم اس کی طرف پلٹے تھے جس پر وہ محتاط ہوا۔

"کمینے پن کی انتہا ہے، اتنے دن سے ہمیں انتظار کی آگ میں جھونک کر خود مستیاں کر رہا تھا۔ تیری تو ایسی کی تیسی" _____

وہ اس پر پل پڑے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟؟"

شور سن کر ولید کے بابا اندر داخل ہوئے تو وہ دونوں سیدھے ہو بیٹھے۔

"السلام علیکم انکل! میں ابھی آفس سے آیا تھا کچھ کام مکمل کر رہا تھا تبھی انھوں نے کال کر کے بلا لیا۔ اب دونوں مجھے کہہ رہے ہیں کہیں باہر آؤٹنگ کے لیے چلتے ہیں میں نے منع کر دیا تا کہ لاسٹ سیمسٹر کے لیے کچھ پڑھ لیں مگر یہ مجھے مارنا شروع ہو گئے۔"

اس کے معصوم صورت بنا کر سفید جھوٹ بولنے پر دونوں بھونچکارہ گئے۔

"وعلیکم السلام! شاباش بیٹا۔

یہ دونوں تو ہیں ہی نکھٹو چوبیس گھنٹے فضول گوئی کرتے رہتے ہیں۔ تم ان کی باتوں میں اپنا وقت ضائع نہ کیا کرو۔"

وہ اس کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے بولے۔ میکائیل ہمیشہ ان سے اچھے سے ملتا تھا تبھی وہ اس کے مداح تھے۔

"اوکے انکل! کافی وقت ہو گیا ہے میں چلتا ہوں مما انتظار کر رہی ہوں گی۔"

وہ شریف بن کر ان سے بغلگیر ہوتے دونوں کی طرف ایک آنکھ دباتے ہوئے نکل گیا۔

وہ پیچھے منمناتے رہ گئے مگر زبردست کھنچائی سے نہ بچ پائے۔

ADEENA KHAN

عنوہ صبح صبح اٹھتے ہی تیاریاں کرنے لگی، آج جہانگیر کا سکول میں پہلا دن تھا سو وہ چاہتی تھی وہ خوشی خوشی سکول جائے۔ وہ رات کو اپنے دوست سے نہ مل پانے کی وجہ سے اداس تھا۔

عنوہ نے جلدی جلدی اس کو لنچ میں دینے کے لیے اس کے فیورٹ کپ کیکس بنائے۔
وہ خود بھی آفس کے لیے تیار ہوتی جے کے ساتھ ناشتہ کرنے لگی۔ اس نے انابی کی طبیعت خرابی کی وجہ سے ناشتہ کے بعد دوائی دے کر انھیں سلا دیا تھا۔ جے نے اس دوران منہ پھلایا ہوا تھا اسے یہ سب بالکل بھی پسند نہیں آ رہا تھا۔

وہ جے کو سکول چھوڑ کر خود آفس آ گئی۔ ابھی تک میکائیل کاردار نہیں آیا تھا وہ استہزائیہ ہنس دی 'ایک دن کا بخار تھا بس ______'۔

دس بجے کے قریب اسے حیات کاردار آتے دکھائی دیے وہ جلدی سے اٹھ کر ان کی طرف بڑھی، سب ورکرز انھیں وش کر رہے تھے تو وہ بھی ان سے حال احوال دریافت کرنے لگی۔

ابھی وہ ان سے گفتگو میں ہی مصروف تھی تبھی میکائیل کاردار اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھتے ہی سب ورکرز ادھر اُدھر کھسک گئے جبکہ وہ وہیں کھڑی رہی۔

میکائیل نے ابھی تک اپنے ڈیڈ کو وہیں کھڑے دیکھا تو عنوہ پر ناگوار نظر ڈالتے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا۔

حیات کاردار نے تاسف سے اس کی اکڑ دیکھی۔ وہ سب سے خوشدلی سے ملتے چلے گئے۔

عنوہ حیات کاردار کے کاموں میں ہی مصروف رہی، اس نے ایسے شو کیا جیسے اس کے پاس ایک پل کا بھی وقت نہیں ہے ورنہ جاوید صاحب سے کچھ بعید نہ تھا اسے میکائیل کاردار کو بھی مینیج کرنا پڑ جاتا۔

وہ حیات کاردار کے لیے کافی بنانے لگی تو جاوید صاحب کے کہنے پر میکائیل کے لیے بھی بنانی پڑی۔ دونوں کپ اس نے دوسرے ورکر کے ہاتھ بھجوا دیے۔

بارہ بجتے ہی وہ حیات کاردار کے پاس جا پہنچی۔

"ایکسکیوز می سر! مجھے ایک فیور چاہیے تھی آئی ہوپ آپ مائنڈ نہیں کریں گے۔"

اس نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔

"عنوہ بیٹے کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ؟

جو بھی کہنا ہو کھل کر کہا کریں۔"

انھوں نے اجازت دی۔

"سر دراصل میں نے اپنے بیٹے کا ایڈمیشن کروایا ہے سکول میں۔اس کی چھٹی بارہ بجے ہوتی ہے میں چاہتی ہوں روزانہ اسے خود لے کر آؤں سکول سے۔اگر مجھے روز بارہ بجے بریک مل جاتی تو_____ میں جلد ہی واپس آجایا کروں گی۔"

اس نے ایک ہی سانس میں پوری بات کر دی۔

"کول ڈاؤن مس عنوہ! بیٹھ جائیں۔

مجھے تو اب پتا چلا ہے کہ آپ کا بیٹا بھی ہے۔کیا ایج ہے اس کی؟"

حیات کاردار نے دلچسپی سے پوچھا۔

"جی سر! ماشاءاللہ سے تین سال اور ایک ماہ کا ہے۔"

وہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے بولی۔

"ماشاءاللہ ماشاءاللہ! آپ نے بہت جلدی نہیں داخل کروا دیا اسے سکول میں؟آئی مین چار سال کا ہو جاتا تو_____"

انھوں نے اس کے چہرے پر پھیلے ممتا کے نور کو دیکھ کر کہا۔

"جی سر مگر وہ ماشاءاللہ سے اپنی عمر سے زیادہ سمجھدار ہے تو اس لیے میں نے سوچا ابھی کروا دوں۔"

وہ شائستگی سے مسکرائی۔

"ماشاءاللہ دیٹس گریٹ! میں اس سے ملنا چاہوں گا۔مجھے ذہین لوگ ویسے بھی بہت پسند ہیں۔میں "______

ان کی بات ادھوری رہ گئی جب میکائیل بے دھڑک اندر داخل ہوا۔

عنوہ کی مسکراہٹ سمٹ گئی۔

"مجھے آپ سے بات کرنی ہے۔"

وہ ان کے چہرے پر چھائی ناگواری کو نظرانداز کیے ہٹ دھرمی سے بولا۔

"اوکے مس عنوہ آپ جائیں۔"

حیات کاردار چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائے بولے۔

"تھینک یو سو مچ سر"_____

وہ میکائیل کو نظرانداز کرتی اس کے پاس سے گزر گئی مگر وہ آنکھیں چھوٹی کیے یہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا یہ لڑکی اس کے ڈیڈ سے کس بات کا شکریہ ادا کر گئی ہے؟

"جی برخوردار! اب کونسا نیا کارنامہ سرانجام دیا ہے؟"

حیات کاردار نے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔

"مجھے ڈائریکٹر بنائیں کمپنی کا۔"

اس کے ضدی انداز پر وہ بھونچکارہ گئے۔

"ڈائریکٹر اور تم ______؟؟؟

ہوش میں تو ہو، ابھی دو دن نہیں ہوئے تمہیں آفس آئے اور تمہیں ڈائریکٹر بنا دوں۔

ساری زمہ داری ڈائریکٹر اٹھاتا ہے اور تم میں اتنا پوٹینشل بالکل نہیں ہے۔"

وہ سر جھٹک گئے۔

"باپ اگر سی_ای_او ہو تو اصولاً بیٹا ہی ڈائریکٹر ہونا چاہیے۔"

وہ بمشکل خود کا غصہ کنٹرول کرتے ہوئے بولا۔

"واہ جی واہ! اب بڑے اصول یاد آ گئے پہلے تو کبھی یاد نہیں آئے۔"

ان کے طنزیہ انداز پر وہ مڑا۔

"آپ کی ہی ضد مجھے یہاں تک لائی ہے اگر میں مما کی خاطر ساری پرانی باتیں بھولنا

چاہتا ہوں تو آپ بھی اپنی بے جا ضد کو ختم کر دیں ورنہ سوائے خسارے کے آپ کے

ہاتھ کچھ نہیں آئے گا۔"

وہ تن فن کرتا باہر نکل گیا جبکہ حیات کاردار ساکت رہ گئے۔

وہ جیب کی چابیاں اٹھاتا آفس سے ہی نکل آیا تھا اب اسے کچھ دیر اکیلے رہنا تھا۔

"کاش! جے کا کوئی اتا پتا ہی معلوم ہوتا" ______

وہ محض سوچ کر رہ گیا۔

اسے عنوہ ٹیکسی میں بیٹھتی نظر آئی۔

"ان محترمہ کا الگ ہی پروٹوکول ہے، واہ۔"

وہ بڑبڑا کر رہ گیا۔

ADEENA KHAN

جے کو سکول سے لے کر وہ گھر آئی تو انابی کھانا بنا رہیں تھیں۔

"انا آپ رہنے دیتیں میں خود آ کر بنا لیتی۔ آپ آرام کیا کریں۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولی۔

"ارے میرا بچہ! کچھ نہیں ہوتا ٹھیک ہوں میں۔

اے لے میرا لڈو آ گیا سکول سے۔"

وہ عنوہ کو جواب دیتیں جے کی طرف پلٹیں جو منہ پھلائے کھڑا تھا پھر چھوٹا سا بنی والا بیگ لیے کمرے میں چلا گیا۔

انابی نے اشارے سے وجہ پوچھی، عنوہ کندھے اچکاتے لاعلمی کا اظہار کر گئی۔

وہ اندر آئی تو جے صوفے پر اوندھا پڑا تھا، عنوہ لب دبائے بیڈ پر بیٹھ گئی۔

وہ جانتی تھی جب دل کرے گا اسے بتانے آ جائے گا کیونکہ اس نے باتیں چھپانا نہیں سیکھا تھا۔

اس نے کن انکھیوں سے دیکھا تو وہ صوفے سے اتر تاد کھائی دیا پھر منہ ہی منہ میں بولتا ہوا بیڈ کے پاس آیا اور کافی تگ ودو کے بعد اوپر چڑھتے اس کی گود میں آبیٹھا۔

"مومی _____ دے تکول نئیں دائے دا۔"

اس نے دونوں ننھے منے ہاتھوں سے اس کا چہرہ پکڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں کیا ہوا ہے میری جان _____؟"

عنوہ نے اس کی پیشانی چومتے ہوئے پوچھا۔

"وہ جو مش تیں ناوہ جے کو بال بال پالی کل لی تیں اور اپنی دود میں لیے رتھا کوئی فلیند بی نئیں بانے دیا۔"

(وہ جو مس تھیں نا وہ جے کو بار بار پیاری کر رہیں تھیں اور اپنی گود میں لیے رکھا کوئی فرینڈ بھی نہیں بنانے دیا)

اس نے منہ بسورا۔

"کیوں؟ مومی بھی تو آپ کو بہت سی پیاریاں کرتی ہیں۔"

عنوہ نے حیرت سے پوچھا۔

"آں پل مومی میلی ایں لیتن وہ میلی نئیں ایں۔ جے کو اول کشی کی بی پالی اچی نئیں لدتی۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اس کے کندھے پر سر رکھ گیا۔

"میری جان"____

وہ اسے تھپکنے لگی۔

"اول انھوں نے تہایہ بےبی بہت کیوٹ اے، میں اش تو اپنے گھل لے داؤں دی۔"

وہ مزید جذباتی ہوا۔

"میری جان وہ مذاق کر رہی ہوں گیں۔

اچھا میری بات غور سے سنو میں کل آپ کے ساتھ جاؤں گی اور بولوں گی میرے بیٹے کو کوئی بھی تنگ نہ کرے۔اسے نہ پیاری کرے نہ ہی اپنی گود میں لے ٹھیک ہے۔"

اس نے بجے کا چہرہ اپنی طرف کیا۔

"نو دے تکول نئیں دائے دا، وہ ایشے ای آلمی مین بن دائے دا۔"

وہ ضدی انداز میں کہتا بیڈ سے نیچے اتر گیا جبکہ عنوہ آنکھیں پھیلائے دیکھتی رہ گئی۔

"آخر کیوں یہ ٹیچرز بچوں کے ساتھ بیلنس نہیں رکھتیں کسی کو بہت مارتی ہیں تو کسی کی جان ہی نہیں چھوڑتیں۔سب چیزیں ایک حد تک ہی اچھی لگتی ہیں۔ہائے! کتنی مشکل سے راضی کیا تھا سکول کے لیے، اب کیا کروں؟"

وہ محض سوچ کر رہ گئی۔

وہ ابھی اٹھنے ہی لگی تھی تبھی اس کا فون بجنے لگا۔

"زویا کالنگ" دیکھتے ہی وہ اوکے کرتی کان سے لگا گئی۔

"السلام علیکم زویا! کیسی ہو؟"

وہ خوشگوار لہجے میں بولی۔

"اپیا"_____

زویا کی سہمی ہوئی آواز پر وہ ٹھٹھک گئی۔

"زوئی کیا ہوا ہے؟امی اور ابو تو ٹھیک ہیں نا؟؟؟"

اسے تشویش لاحق ہوئی۔

"اپیا! آج ابو کی خالہ آئیں تھیں وہ ابو اور بھائی کو کافی سنا کر گئیں ہیں آپ"____

وہ کچھ کہتے کہتے رک گئی۔

"اوہو ان کی تو عادت ہی ہے اب کیا نیا شوشہ چھوڑ دیا، آگے بولو"_____

اس نے بے زاری سے پوچھا۔

"انھوں نے ابو کو کہا ہے ویسے وہ بہت دیندار بنتے ہیں مگر اپنی بیوہ بیٹی کو اکیلے اتنی دور چھوڑ رکھا ہے اور بھائی کو بھی بزدل کہا ہے۔"

زویا کی بات پر وہ ساکت رہ گئی۔

"اور بھابھی نے بھی بھائی کے خوب کان بھرے ہیں ان کے کسی رشتے دار نے آپ کو وہاں کہیں پہ جاتے دیکھا ہے تب سے بھائی دھاڑ رہے ہیں جبکہ ابو چپ چاپ بیٹھے ہیں۔ ہمیں بہت ڈر لگ رہا ہے اپیا۔"

زویا رندھی ہوئی آواز میں بولی۔

"تم فکر نہیں کرو امی کو بھی کہو پریشان نہ ہوں میں خود ہینڈل کر لوں گی۔ اب میں وہ دبو سی عنوہ نہیں رہی جس کو جیسے چاہیں گے سب اپنے اشاروں پر نچائیں گے۔ اب وہ سب سے پہلے ایک ماں ہے جو اپنے بیٹے کے لیے کسی بھی حد تک جائے گی۔

اللہ حافظ۔"

فون رکھتے ہی اسے حارث شدت سے یاد آیا تھا۔

ٹھیک کہتے ہیں لوگ ہمارا معاشرہ ایک بیوہ سے جینے کا حق بھی چھین لینا چاہتا ہے۔

اسلامی روایات کو بھول کر اپنے دقیانوسی خیالات کو ترجیح دیتے ہیں۔

اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو بہنے لگے اسے اپنے ابو کا خوف نہیں تھا مگر اپنے نام نہاد بھائی سے ہر برائی کی امید تھی۔

جے اندر آیا تو عنوہ پر نظر پڑتے ہی سہم گیا۔

وہ جلدی سے بیڈ پر چڑھا اور اس کی گود میں بیٹھتے آنسو صاف کرنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ام شولی مومی ! دے اب ایشے نئیں تلے داوہ تکول بی دائے دا۔ بوت سارا پڑھ تے آلمی تیف بن دائے دا۔"

وہ عنوہ کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھامنے کی کوشش کرتا ہوا بولا۔ اسے لگا شاید مومی اس کی وجہ سے رو رہی ہیں۔

عنوہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتی رہی۔

"مش بی پالی کل لیں بش تھولی شی اول اپنی دود (گود) میں بی بالیں لیتن مدے توئی فلیند بانے دیں بش دے کیلا بوراودائے دا۔"

وہ مومی کے آنسو صاف کرتا ہوا مزید بولا تو عنوہ اسے گلے لگا گئی۔

"اب سے کوئی بھی میری جان کو تنگ نہیں کرے گا مومی سب کو ڈانٹیں گیں۔"

وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

"کیا کھائے گا میرا بے بی؟ لنچ کر لیا تھا آپ نے؟"

وہ خود کو سنبھالتے ہوئے اس کا دھیان بٹانے لگی۔

"اک بتی (بچی) مدے بولی یہ میلا بل گل (برگر) لے لو اول مدے اپنے کپ کیکش دے دو۔ میں نے بولا نونونو دے کی مومی نے اش تے لیے بائے (بنائے) ایں تو وہ ای تائے دا۔ میلی مومی بل گل نئیں کانے دیتی مدے۔"

اس کے لمبی چوڑی تمہید باندھنے پر عنوہ ہنس دی۔

"آپ بنا بر گر لیے ہی اس کو ایک کپ کیک دے دیتے یو نو 'شیئر نگ از کیئر نگ'۔

جنک فوڈ بچوں کو نہیں کھانا چاہیے اور لنچ میں تو بالکل بھی نہیں کھانا۔"

عنوہ نے اس کے بال سنوارے۔

"اوتے مومی تل دے دوں دا،اب مدے نگٹس با کر دیں مدے تھانائیں تھانا۔"

اس کے منہ بسورنے پر عنوہ نے گال چوم لیا۔

"ٹھیک ہے میری جان آؤ ساتھ مل کر بناتے ہیں۔"

وہ اس کا ہاتھ پکڑے کھڑی ہو گئی۔

"تیک (ٹھیک) اے دے مومی تی ہیلپ تلے دا۔"

عنوہ اس کی بات پر مسکرا دی۔

"آج پارک بھی تو جانا ہے۔"

وہ یاد آتے ہی بولی۔

"دی ہاں میں اور انا تلے دائیں دے۔"

وہ فوراً سے طے کر گیا۔

"ہر گز نہیں انا کی طبیعت خراب ہے تو میں آفس سے آکر آپ کے ساتھ جاؤں گی۔"

عنوہ کی بات پر پھر سے اسے پسینے چھوٹ گئے۔

"مومی ام نئیں داتے پالک اب بوت گلمی اوتی اے۔"

(مومی ہم پارک نہیں جاتے اب بہت گرمی ہوتی ہے)

اچھے بھلے ٹھنڈے موسم کو گرمی کہنے پر عنوہ حیرت سے دیکھنے لگی۔

"ہم آج پانچ بجے لازمی جائیں گے پارک، دیٹس اٹ۔"

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولی تو جے کا منہ لٹک گیا۔

وہ بچہ تھا اپنے چہرے کے اتار چڑھاؤ پر قابو نہیں پا سکتا تھا تبھی عنوہ کھٹکی تھی۔

وہ جاننا چاہتی تھی آخر ایسی کونسی بات تھی جو جے کو پریشان کر دیتی ہے۔

وہ دوست ہی رانگ نمبر ہوگا۔۔۔۔۔

انابی کو ناشتہ کروا کر دوائیاں دیتی وہ جے کے ساتھ اسکول آگئی۔

اسے کلاس روم میں چھوڑتی وہ پرنسپل آفس آگئی، وہاں پہلے سے کچھ ٹیچرز موجود تھیں۔

اس نے اپنا مدعا بتایا تو سب ہنس دیں ان کی نظر میں یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی وہ ٹیچر تو بچوں سے پیار کرتی ہیں۔

"میم! یہ چھوٹی بات نہیں ہے جو بچہ دوسروں سے گھلنا ملنا پسند نہیں کرتا اس کو زبردستی سب میں شامل کرنا اس بچے کی ذہنی نشوونما پر اثر ڈالتا ہے۔ میرا بیٹا بہت موڈی ہے کبھی کسی کے ساتھ خود ہی بہت اٹیچ ہو جاتا ہے اور کسی کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا۔ میں نے اس اسکول کا بہت نام سنا تھا اسی لیے میں یہاں لائی تھی اسے۔"

وہ ایک ہی سانس میں بات پوری کر گئی۔

"مس عنوہ! آپ پریشان نہ ہوں میں بات کروں گی ان سے، آپ کو دوبارہ شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔"

پرنسپل سنجیدگی سے بولیں۔

"میم! میں بہت سے محاذوں پر تنہا لڑتے ہوئے اسے یہاں تک لائی ہوں۔ آپ اچھی طرح جانتی ہیں ہمارے معاشرے میں اکیلی عورت کا ثابت قدم رہنا کتنا مشکل ہے۔ میرا خواب تھا اسے یہاں پڑھانا، مجھے اپنے بیٹے کو اس قوم کا سپاہی بنانا ہے براہِ مہربانی اسے تعلیم سے متنفر نہ کریں۔"

اس کا مضبوط لہجہ انھیں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈبو گیا تھا۔

"میں آپ کی بات سے بہت متاثر ہوئی ہوں مس عنوہ واقعی میں ہر بچے کی فطرت الگ ہوتی ہے جیسے مغرب میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے ویسے ہمیں بھی رکھنا چاہیے تبھی ہمارے بچے پڑھائی سے نہیں بھاگیں گے۔

آپ اطمینان رکھیں اب آپ کو آیندہ ہماری طرف سے پریشانی نہیں ہو گی۔"

ایک سینئر ٹیچر بولیں۔

"بہت شکریہ آپ کا۔"

وہ مسکراتی ہوئی ان سے مل کر اسکول سے باہر نکل آئی۔

آفس آتے ہی حیات کاردار نے اسے ایک فائل میکائیل کو دینے کا کہا تو وہ ناچار قدم اس کے روم کی جانب بڑھا گئی۔

ADEENA KHAN

وہ کچھ فائلز اٹھا کر ادھر اُدھر پٹخ رہا تھا۔

اسے کام کی سمجھ بھی مشکل سے آتی تھی کیونکہ کسی چیز میں دماغ لگانے کی اسے بالکل بھی عادت نہیں تھی۔

وہ ملازم سے کافی منگوا کر پینے لگا۔

"اونہوں______یہ کیسی بدمزہ کافی بناتے ہو تم میرے لیے؟ سارے موڈ کا ستیاناس کر دیا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میکائیل نے کافی کا گھونٹ بھرتے ہی منہ کے زاویے بگاڑے۔

"سوری سر جی میں ں ں آپ کو چائے بنا دیتا ہوں۔"

ملازم ہکلایا۔

"رہنے دو بہت مہربانی تمہاری، ویسے یہ بتاؤ ڈیڈ کو کیسے اتنے مزے کی کافی بنا دیتے ہو جو میرے لیے تمہیں موت پڑ جاتی ہے؟"

اس کے تیکھے لہجے پر بیچارے ملازم نے اپنا خشک پڑتا گلا تر کیا۔

"سر جی وہ میں نہیں بناتا، ان کو تو عنوہ میڈم بنا کر دیتی ہیں۔ میں کوشش کرتا ہو"

ملازم نہ جانے کیا کیا صفائیاں پیش کر رہا تھا مگر میکائیل تو عنوہ کے نام پر ہی چونک گیا۔

"تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے اور محترمہ مجھ سے ایسے بھاگتی ہیں جیسے مجھے کانٹے لگے ہوں۔"

وہ دھیرے سے بڑبڑایا۔

اس نے ہر معاملے میں خود کو ہمیشہ حق بجانب سمجھا تھا تبھی اس کو ہر شخص برا لگتا تھا۔

ابھی وہ ملازم سے کچھ کہتا تبھی دروازہ ناک ہوا، اجازت ملتے ہی عنوہ اندر آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میکائیل کے اشارے پر ملازم عنوہ کو دعائیں دیتا ہوا باہر چلا گیا جس کی وجہ سے اس کی جان خلاصی ہوئی تھی۔

"سر! یہ فائل حیات صاحب نے دی ہے وہ چاہتے ہیں آپ اس کو سٹڈی کریں کچھ ایڈ کرنا چاہیں تو کر دیجیے گا۔"

وہ رٹو طوطے کی طرح سب بولتی ہوئی جانے کے لیے پر تولنے لگی۔

میکائیل اس کی حرکات و سکنات کا بخوبی جائزہ لے رہا تھا۔

"سنو! مجھے کافی بنا کر دو۔"

وہ ریوالونگ چیئر کو گھماتے ہوئے بولا۔

"سوری_____آپ نے مجھ سے کہا؟"

عنوہ جاتے جاتے پلٹ کر نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"جی بالکل محترمہ_____غالباً آپ کے علاوہ یہاں اور کوئی نہیں ہے؟"

اس نے شان بے نیازی سے کندھے اچکائے۔

"میں یہاں کافی بنانے کی جاب نہیں کرتی۔"

عنوہ بمشکل اپنے غصے پر قابو پاتے متوازن لہجے میں بولی۔

"بابا کو بھی تو دیتی ہو تو کیا ان کی چاپلوسی کرتی ہو؟"

میکائیل نے کہنیاں ٹیبل پر رکھ کر دونوں ہاتھوں پر چہرہ ٹکائے استہزائیہ انداز میں کہہ کر اسے زچ کرنا چاہا اور وہ اپنی کوشش میں کامیاب ٹھہرا تھا۔

"دیکھیں اب آپ حد سے بڑھ رہے ہیں۔ آپ مجھے مجبور نہ کریں میں سر کو آپ کی شکایت کردوں گی۔"

اس کے وارننگ دیتے لہجے پر میکائیل کا ردار کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"سیریسلی تمھیں لگتا ہے میں اپنے باپ سے ڈر جاؤں گا، شٹل کاک کہیں کی ہو نہہ۔" ہنستے ہنستے اس کی آنکھیں نم ہو گئیں۔

عنوہ نے لب بھینچے اس کی ہنسی دیکھی جب سے یہ بندہ آفس آنے لگا تھا تب سے اس کا سکون برباد ہو کر رہ گیا تھا جانے کس بات کا بدلہ لے رہا تھا؟

"میں فضول باتوں پر بحث نہیں کرتی۔"

وہ پھر سے جانے کے لیے مڑی مگر اگلی بات نے اس کے قدموں کو جکڑ لیا۔

"ہاں بھئی ہم سے کیا فائدہ ہو گا تمہیں جب ہیڈ کوارٹر کو ہی اپنے قبضے میں کیا ہوا ہے، شارپ مائنڈ ہممم۔۔۔۔"

اس کے جلے کٹے انداز پر وہ آنکھیں میچ کر بمشکل اپنا اشتعال دباتے پلٹی تھی۔

"آپ جو مرضی کہیں آئی ڈونٹ کیئر، میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ ایک انسان کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ اس کی گھٹیا سوچ کی عکاسی کرتے ہیں تو میں کیوں اپنا دامن گندا کروں؟"

وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتی ہوئی میکائیل کا ردار کو جلا کر خاکستر کر گئی تھی۔

اپنی بات کہہ کر رکی وہ نہیں تھی کیونکہ اسے شدید گولا باری کا خدشہ تھا۔

"یو______ سمجھتی کیا ہے اپنے آپ کو؟"

میکائیل نے ٹیبل پر زوردار مکا رسید کیا تھا جس سے سب کچھ ہل کر رہ گیا۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE

آج میکائیل کاردار کی وجہ سے اس کا موڈ سخت خراب رہا تھا۔یہ شکر تھا دوبارہ اس سے سامنا نہیں ہوا اور نہ جنگ عظیم ہونی تھی۔

وہ گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ابو کو اچانک اپنے گھر میں موجود دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔

جہانگیر ان کی گود میں بیٹھا ان کی داڑھی سے کھیل رہا تھا اور وہ مسلسل مسکرا رہے تھے۔

"ابو" ______

اس کی نم آواز پر حاجی ثناءاللہ نے سر اٹھایا۔

وہ بھاگ کر روتے ہوئے ان کے سینے سے لگ گئی۔انھوں نے اس کے سر پر بوسہ لیا اور چپ کروانے لگے۔

"مومی! ابو دے تے لیے بوت شالی (ساری) چیجیں (چیزیں) لائے ایں۔"

جے کی چہکتی ہوئی آواز پر وہ مسکرادی۔

"بیٹے تم بیٹھ کر باتیں کرو میں آتی ہوں۔"

انابی کھانے کی تیاری کے لیے اٹھیں۔

"نہیں انا آپ آرام کریں میں کرلوں گی۔"

اس نے انھیں بٹھانا چاہا۔

"تم مطمئن رہو میں بالکل ٹھیک ہوں میرے جہانگیر نے میری مالش کی تھی۔"

انابی کے بتانے پر جے نے گردن اکڑا کر داد طلب نظروں سے عنوہ کو دیکھا۔

"شاباش میرے شیر"!

اس نے جھک کر جے کا سر چوما۔

حاجی ثناءاللہ کی پر سوچ نگاہیں ان دونوں پر ہی ٹکی تھیں۔

انابی کے جاتے ہی حاجی ثناءاللہ اس کے پاس آ بیٹھے وہ ان کی سنجیدگی پر وہ چونکی۔

"جے آپ کچن میں انابی کی ہیلپ کرو میں آتی ہوں کچھ دیر میں۔"

اس نے جے کو بہلا کر باہر بھیج دیا۔

"عنوہ بیٹے! میں _____ میں چاہتا ہوں تم اب گھر چلو۔"

انھوں نے محتاط انداز میں بات شروع کی۔

"ابو! یہ میرا ہی گھر ہے میں کہیں اور کیوں جاؤں گی؟"

اس نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"یہ تمہارا گھر حارث کے دم سے تھا اب نہیں ہے۔ تمہارا گھر وہ ہے جہاں تم پیدا ہوئیں تھیں۔"

ان کی وضاحت پر وہ نم آنکھوں سے دیکھنے لگی۔

"ابو! جب میں رخصت ہونے لگی تھی تب آپ نے ہی کہا تھا کہ تم اپنے گھر جا رہی ہو اسے جنت بنا دینا اور اب آپ ہی کہہ رہے ہیں یہ میرا گھر نہیں۔"

اس کی لرزتی آواز پر وہ لب بھینچ گئے۔

"بیٹے حارث کے ہوتے بات اور تھی مگر اب بات اور ہے۔ میں چاہتا ہوں میری زندگی میں ہی تمہارا گھر بس جائے۔ ایک رشتہ بھی ہے۔۔۔۔۔"

انھوں نے پھر کوشش کی۔

"دو بیٹے ہیں اس کے اور بیوی وفات پا چکی ہے۔ وہ جے کو رکھنے کے لیے راضی ہے۔"

وہ اس سے نگاہیں چرا گئے۔

"ابو! میرا گھر بسا ہوا ہی ہے میں اپنے بچے کے ساتھ خوش ہوں مجھے اور کوئی نہیں چاہیے۔ میری زندگی میں حارث کے بعد کسی کی گنجائش نہیں ہے اور کیا آپ کو لگتا ہے کوئی خود کی اولاد سے بڑھ کر میرے بچے کا خیال رکھے گا؟ میں اسے ایک مضبوط انسان بنانا چاہتی ہوں اور ایسا تبھی ممکن ہے جب وہ اپنے گھر میں ہو۔ اسے کبھی کوئی بھی شخص طعنہ نہ دے سکے۔"

عنوہ کی بات پر انھوں نے سرد آہ بھری۔

"چلو پھر تم وہاں تو چلو تمہاری امی اور بہنیں یاد کرتی ہیں تم دونوں ماں بیٹے کو۔"

وہ مسکرا کر بولے۔

"ابھی نہیں ابو میری نوکری کا حرج ہو گا اور دوسری بات میں بھابھی کے ساتھ مزید منہ ماری نہیں کر سکتی۔ آپ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ دو تین بار ہی میرے گھر جانے پر وہ واویلا مچاتی تھیں اب تو میرا بچہ سمجھدار ہو رہا ہے وہ ہر بات کو محسوس کرتا ہے میں نہیں چاہتی وہ احساس کمتری کا شکار ہو۔ میری بہنیں بھی تو گھٹ گھٹ کر زندگی گزار رہی ہیں وہاں اور میں جانتے بوجھتے اپنے بیٹے کی شخصیت مسخ کر دوں؟"

اس کی بات پر وہ شرمندگی سے سر جھکا گئے۔

"ابو! میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں ہے مگر دین کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بھی ہمارے لیے ہی بنایا ہے۔ آپ چاہے جتنے مصروف سہی مگر تھوڑا سا وقت نکال کر اپنی بیٹیوں کی بھی سنا کریں۔ بیٹیاں اپنے والد سے سب سے زیادہ محبت کرتی ہیں۔ آپ جانتے ہیں آپ نے کبھی ہمارے لیے سٹینڈ نہیں لیا اور وہ بھائی جو اپنی بیوی کے لیے مہربان شوہر ہے ہمیں اپنا دشمن سمجھتا ہے وہ ہماری زندگیوں کو کٹھ پتلی کی طرح نچا رہا ہے۔ ہم تو اس کے لیے بھی لمبی عمر اور صحت کی دعا کرتے ہیں ابو تو آپ پر تو ہماری جان بھی قربان ہے۔ کیا میں نہیں جانتی بھائی اپنے آوارہ دوست سے زویا کی شادی کرنا چاہ رہے ہیں؟ خدارا ابو اپنی بیٹیوں کی ڈھال بنیں تاکہ انھیں تحفظ کا احساس ہو۔"

وہ روتی ہوئی ٹھہر ٹھہر کر بول رہی تھی اور حاجی ثناءاللہ بہتی آنکھوں سے اپنی سب سے خاموش بیٹی کو بولتے سن رہے تھے۔ وہ واقعی ایک فوجی کی بیوی لگ رہی تھی پر عزم اور نڈر۔

وہ اسے سینے سے لگائے سر تھپکنے لگے اور یہ زندگی میں پہلی بار ہوا تھا۔

"مومی! آدائیں ابو توبی با (بلا) لیں ام تھاناتھائیں دے۔"

جے نے دروازہ سے چہرہ نکال کر کہا پھر یک دم انھیں گلے لگے دیکھ کر بھاگا آیا۔

"مدے (مجھے) بی ہگ کلنا (کرنا) اے۔"

وہ جلدی سے ابو کی گود میں چڑھ گیا تو وہ تینوں مسکراتے ہوئے گلے لگ گئے۔

حاجی ثناءاللہ کھانا کھا کر کچھ دیر ٹھہرے تھے پھر واپسی کے لیے نکل گئے عنوہ کے پر زور اصرار پر بھی وہ نہ رکے۔

ان کی آنکھیں تو ابھی کھلیں تھیں وہ اپنی بیٹیوں کو ہر طرح کی سہولیات دیتے تھے مگر انھیں جو اصل چیز چاہیے تھی وہ کبھی نہ دی۔

ان کی بیٹیوں نے کبھی شکوہ ہی نہیں کیا تھا تو وہ کیسے جان پاتے کہ وہ غیر محفوظ ہیں؟

ہر بات کا زبان سے اظہار کرنا ضروری ہوتا ہے کچھ باتیں کہے بغیر دوسروں تک نہیں پہنچ پاتیں۔

ADEENA KHAN

ابو کے جانے کے بعد وہ پر سکون ہو چکی تھی وہ بس وقت سے پہلے انھیں ان کی کوتاہیوں کا احساس دلانا چاہتی تھی۔ بعض اوقات والدین بھی غلط ہو سکتے ہیں بس انھیں پیار سے اس بات کا احساس کروانا چاہیے۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی اللہ تعالیٰ سے گفتگو میں مصروف تھی اسے نہیں معلوم تھا اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں۔

اندر داخل ہوتے جے کی جیسے ہی اس پر نظر پڑی تو بھاگا آیا۔

"مومی لوئیں مت، دے بدااوتل شب تے شات فائت تلے دا۔ وہ چم جیشی بودی بالے دا۔ وہ ڈشوڈشوتل تے شب توما لے دا۔"

(مومی! روئیں مت، جے بڑا ہو کر سب کے ساتھ فائٹ کرے گا۔ وہ چم جیسی باڈی بنا لے گا۔ وہ ڈشوڈشو کر کے سب کو مارے گا)

جے نے اس کے آنسو پونچھ کر گلے لگایا تو وہ جذبات کی شدت سے مغلوب ہو کر اور زور سے رونے لگی۔

"مومی"______

جے کی بس ہوئی تھی وہ بھی گلا پھاڑ کر رونے لگا تو عنوہ گھبرا گئی۔

"کچھ نہیں ہوا میری جان! یہ بتاؤ آپ کے دوست نے اتنی چھوٹی اتج میں باڈی بنالی؟"

اس کی مشکوک نگاہوں پر جے جو بمشکل چپ ہوا تھا پھر سے رونے لگا۔

وہ اپنی ماں کا دھیان بٹانا اچھی طرح جانتا تھا۔

"چپ چپ کچھ نہیں ہوا سب ٹھیک ہے۔"

عنوہ اسے خود سے لگائے تھپکنے لگی۔

پانچ بجنے والے تھے عنوہ اسے پارک لے جانے کے لیے تیار تھی اس کے حیلے بہانوں پر کان دھرے بناوہ چل پڑی جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ان کے پاس سے گزرتا فون پر مصروف میکائیل کا ردار باہر نکل آیا۔

وہ آج بھی مایوس لوٹ رہا تھا کیونکہ چار بجے سے انتظار کرتے کرتے اب اس کی بس ہو گئی تھی کچھ آفس کی تھکن بھی تھی۔

آج بھی ان کا آپس میں ملنا طے نہیں تھا یا پھر جے کی دعاؤں میں بہت اثر تھا۔

ADEENA KHAN

"بس کر دے یار ______ کیا مجنوں بنا پھر رہا ہے؟

ایک بچہ ہی تو تھا۔"

حسن کے بے زاری سے کہنے پر وہ اسے گھورنے لگا۔

"ارے! مجھ معصوم کو آنکھوں سے ہی نگلنے کا ارادہ ہے کیا؟ تم تو ایسے دیکھ رہے ہو مجھے جیسے میں نے ہی اسے اغواء کیا ہو۔"

حسن نے مصنوعی خوف زدہ ہو کر کہا۔

"تم تو چپ کرو، میکائیل یار تم یہ بتاؤ کبھی کوئی ذکر بھی نہیں کیا اس بچے نے اپنے گھر کا یا پھر کسی پاس کی جگہ کا؟"

ولید نے حسن کو ٹوکتے ہوئے براہِ راست میکائیل سے پوچھا۔

وہ ریلیکس انداز میں حسن کے بیڈ پر لیٹے تھے جبکہ وہ صوفے پر بے چارگی سے بیٹھا میکائیل کار دار کا شاہانہ پن ملاحظہ کر رہا تھا جس نے سارے کشن ارد گرد بکھیر رکھے تھے۔

"نہیں یار مجھے کچھ یاد نہیں کہ ایسا کچھ کہا ہو اس نے لیکن مجھے لگتا ہے اس کا گھر پارک کے آس پاس ہی ہے تبھی وہ اپنی دادی کے ساتھ آتا تھا۔"

میکائیل نے ذہن پر زور ڈالتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا پھر" _____

ابھی ولید مزید بولتا تبھی دروازہ ناک ہوا تھا۔ حسن اٹھ کر دروازے تک گیا اور چائے کے ساتھ دیگر لوازمات لینے لگا۔

ولید فوراً سے الرٹ ہو بیٹھا جس پر میکائیل نے اس کے کندھے پر مکا جڑا۔

"بے فکر رہ وہ اندر نہیں آنے والی خوامخواہ میں محنت نہ کر۔"

اس کی بات پر ولید جھینپ گیا۔

"نہیں یار میں تو بس ایسے ہی" _____

وہ کان کھجاتا ہوا بولا۔

"میکائیل کار دار سب جانتا ہے بیٹا جی۔"

اس کے کالر اکڑا کر کہنے پر ولید نے ہاتھ جوڑ دیے۔

"یہ لے میرے باپ ہاتھ جڑے ہیں میرے معاف کر دے، بچپن کی منگیتر ہے میری کوئی غیر نہیں اور کزن بھی تو ہے۔"

ولید جھنجھلایا۔

"جو بھی ہو بیٹا پرا بھی بیوی نہیں بنی سو آنکھیں کنڑول میں رکھ ورنہ حسن"_____

اس نے وارننگ دیتے لہجے میں کہا تو حسن سر پیٹ کر رہ گیا۔

یہ بندہ کسی کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا۔

"کس آفت سے پالا پڑ گیا، توبہ آستین کا سانپ نہیں بلکہ کوبرا ہے یہ"_____

ولید نے منہ ہی منہ میں اس کی شان میں قصیدے پڑھے۔

"کچھ کہا تم نے"_____

میکائیل نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ارے میں کہہ رہا تھا کتنی گرمی ہے نا آج۔۔۔"

ولید نے گڑبڑا کر بات بدلی۔

"ہممم بہت تبھی تو سرد ہوائیں چل رہی ہیں۔"

اس کے طنز پر ولید نے دانت نکالے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اسی دوران حسن نے سب کچھ میز پر سجادیا پھر ان لوگوں کو کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

ADEENA KHAN

"ماشاءاللہ سے میرا بیٹا اچھے سے آفس میں سیٹ ہو رہا ہے۔"

شرمین الماری میں کپڑے ترتیب سے رکھتے ہوئے خوشی سے پر لہجے میں بولیں۔

"جی بالکل! خود کو سیٹ اور دوسروں کو اپ سیٹ کر رہا ہے۔"

میگزین کی ورک گردانی میں مصروف حیات کاردار بڑبڑائے۔

"میں نے تو بہت دعائیں کیں ہیں اپنے بیٹے کی کامیابی کی اتنے سے دنوں میں اس نے سب سنبھال لیا ہے پھر تو جلد ہی وہ بہت بڑا بزنس ٹائیکون بن جائے گا۔پوری دنیا میں اس کی تصویریں اور انٹرویوز چھپا کریں گے۔"

ان کے اتنے لمبے چوڑے پلانز پر حیات کاردار کو زبردست کھانسی اٹھی تھی۔

"اوہ کیا ہوا آپ کو؟ لیں پانی پئیں۔"

وہ جلدی سے پانی کا گلاس بھرتے انھیں پکڑا گئیں۔

"بیگم! جا کر ڈنر لگوائیں یا باتوں سے ہی میرا پیٹ بھرنا ہے؟"

پانی کے چند گھونٹ بھرتے ہی حیات کاردار نے کہا۔

"اوہ میں تو بھول ہی گئی میکائیل بھی آنے والا ہوگا۔"

شرمین جلدی سے اٹھیں۔

"لو جی اب شوہر کی کوئی قدر نہیں رہی اور وہ نکھٹو جیسے ڈی سی اولگ گیا ہو شہر کا۔"

حیات کاردار ان کو عجلت میں باہر جاتے دیکھ کر بڑبڑائے۔

وہ شرمین کی خوشی کوماند نہیں پڑنے دیناچاہتے تھے تبھی سب کچھ چھپا گئے۔ان کا کیا قصور تھا جو وہ ان باپ بیٹے کے درمیان پس رہی تھیں؟

ADEENA KHAN

آج آفس میں معمول سے زیادہ بھگ دڑ مچی تھی کیونکہ حیات کاردار نے سب ورکرز کے ساتھ نو بجے میٹنگ رکھی تھی۔ سیکرٹری ہونے کی وجہ سے اس پر کام کا پریشر زیادہ تھا۔

NEW ERA MAGAZINE

انابی کی طبیعت بھی خراب تھی پریشانی میں وہ جے کو سکول چھوڑتی آفس آئی تھی اس کا ارادہ تھا کہ وہ کام ختم کر کے اجازت لیتی جلدی گھر چلی جائے گی۔

میٹنگ کے دوران حیات کاردار سب سے گفتگو کر رہے تھے اور نئے تجاویز پر بھی غور فرما رہے تھے۔

میکائیل ان کے ساتھ والی کرسی پر بے زار بیٹھا تھا وہ گاہے بگاہے اس پر بھی ناگوار نظر ڈال رہے تھے۔

عنوہ کی باری آئی وہ جیسے ہی بولنے لگی تو میکائیل نے درمیان میں ٹانگ اڑا لی۔

"ڈیڈ"______

"سر"______

وہ فوراً اُسے ٹوک گئے۔

"سوری_____سر میں کہہ رہا تھا کہ بلیک کلر کی ٹیکسی بھی شامل کرنی چاہئیں ہمیں اپنے بزنس میں۔"

وہ خود پر قابو پاتے سپاٹ لہجے میں بولا۔

"ہمم______عنوہ آپ کو کیا کہنا ہے؟"

انھوں نے خاموشی سے خود کو تکتی عنوہ سے مخاطب ہوئے۔

سر_____مجھے لگتا ہے ہمیں ایمبولینس سروس شروع کرنی چاہیے۔"

وہ جھجھکتے ہوئے بولی۔

"اوہ زبردست آئیڈیا_____ہے نا جاوید صاحب؟"

وہ پرجوش لہجے میں پوچھنے لگے۔

"جی سر بہترین"___

جاوید صاحب نے توصیفی انداز میں عنوہ کو دیکھا۔

عنوہ کی ساری پریشانی اس ایک تعریف پر کہیں پیچھے چلی گئی تھی۔

"تھینک یو سر_____تھینک یو سو مچ"

عنوہ کے پر مسرت لہجے پر میکائیل کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

"ایکسکیوزمی"___

وہ اٹھ کر باہر نکل گیا پیچھے سے اسے تالیوں کی گونج صاف سنائی دی تھی۔اس نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں۔

اپنے باپ سے اس کا شکوہ اور زیادہ بڑھ گیا تھا۔

عنوہ حیات کاردار سے اجازت لیتی جے کے سکول آگئی تھی جانے کیوں اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا؟

جے کا ہاتھ پکڑے وہ گھر کا دروازہ کھولتے ہوئے اندر داخل ہو گئی۔جے کی باتیں نان اسٹاپ جاری تھیں مگر اس نے دھیان نہ دیا۔

انابی آج اسے کچن میں نظر نہ آئیں تو وہ بھاگ کر ان کے کمرے میں پہنچی وہ بے سدھ پڑیں تھیں۔

اسے کچھ بہت قیمتی کھو جانے کا احساس شدت سے ہوا تھا۔

اس نے انابی کا چہرہ پکڑا تو وہ ایک جانب ڈھلک گیا۔وہ زور زور سے چیختی انھیں پکارنے لگی مگر کوئی جواب نہ ملا۔اس کی آہ و بکا سن کر سب ہمسائے بھاگے آئے۔ڈاکٹر کے چیک کرنے پر پتہ چلا وہ تو کافی دیر سے وفات پا چکی ہیں۔

جے ایک طرف دروازے سے چپک کر سہما ہوا سا سب کو دیکھ رہا تھا۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی یہ کیا ہو رہا ہے؟

عنوہ کے گھر والوں کو اطلاع کر دی گئی تھی وہ سب یہاں موجود تھے۔ کچھ خواتین کی اس کے کردار کو لے کر چہ مگوئیاں بھی جاری تھیں، کوئی تعریف کر رہا تھا اس کی تو کوئی برائی۔

لوگ اپنے دل کی بھڑاس نکالنے کے لیے نہ کسی کی خوشی کی پرواہ کرتے ہیں نہ غم کی۔

لوگوں کو یہ شکایت تھی کہ وہ انابی کو گھر اکیلے چھوڑ کر چلی جاتی تھی لیکن وہ لوگ یہ نہیں جانتے تھے ہونی کو کون ٹال سکتا ہے؟

جے کو عنایہ سنبھال رہی تھی اس نے رو رو کر برا حال کر لیا تھا وہ عنوہ کے پاس جانا چاہتا تھا مگر عنوہ کی طبیعت خراب تھی۔

حیات کاردار بھی آفس کے لوگوں کے ساتھ جنازے میں شرکت کے لیے آئے تھے۔

اس کے بھائی (عباد) اور بھابھی تو اگلے دن ہی چلے گئے تھے مگر باقی سب اس کے ساتھ رکے تھے۔

وہ دو ہفتوں سے آفس بھی نہیں جارہی تھی اس کے امی ابو نے بہت زور لگایا کہ وہ ان کے ساتھ چلے لیکن وہ نہیں مانی آخر تنگ آ کر ابو نے اس کی امی اور تینوں بہنوں کو بھیج دیا اور خود وہیں رہ گئے۔

عنوہ سونے کے لیے آ کر لیٹی تو جے کو گم سم پایا۔

"جے! مومی کی جان کیا ہوا ہے؟"

اس نے جے کے بال بکھیرے۔

"اناتاں ایں مدے بوت یاد آلئی ایں۔"

اس نے منہ بسورا۔

"وہ آپ کے بابا کے پاس چلی گئیں ہیں وہ انھیں مس کر رہیں تھیں۔"

اس نے جے کو پچکارا۔

"مومی مدے بی ان تے پاش دانااے۔"

اس کی بات پر عنوہ نے دہل کر دیکھا۔

"نہیں میری جان پھر مومی اکیلی کیسے رہیں گیں؟"

اس کی نم آواز پر جے نے اپنا چھوٹا سا ہاتھ اس کے گال پر رکھ لیا۔

"سولی (سوری) مومی! جے آپ تے شات لہے دا، ڈونٹ وری۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کے دلاسے پر عنوہ نے اسے گلے لگا لیا۔

ADEENA KHAN

اگلی صبح عنوہ نے ابو اور جے کو ناشتہ کروایا۔

ابو کسی کام سے باہر گئے تھے جب عباد تن فن کرتا آن پہنچا۔

"یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے تم نے؟ جب کہا ہے واپس چلو تو کیوں نہیں جاتی؟ ایسا کونسا خزانہ دبا رکھا ہے یہاں؟"

وہ آتے ہی پھٹ پڑا۔

"میری مرضی جو بھی کروں آپ کو اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ کوئی کنواری نو عمر دوشیزہ نہیں ہوں جو دوسروں کے حکم پر چلوں۔ ویسے بھی الحمدللہ میرے والدین حیات ہیں تو براہِ مہربانی آپ اپنے بیوی بچوں کی طرف توجہ دیں۔"

وہ بھی بپھری ہوئی شیرنی کی طرح دھاڑی۔

جے اپنے کھلونے چھوڑ کر بھاگا آیا تھا۔

"تم______"

عباد نے دانت پیسے اس نے پہلی بار اپنی کسی بہن کی آنکھوں میں بغاوت دیکھی تھی وہ تو ان پر اپنے فیصلے تھوپنے کا عادی تھا تبھی رہ نہ گیا۔

"چلو میرے ساتھ، دیکھتا ہوں کیسے رہتی ہو یہاں اب تم؟"

سجاد اس کو بازو سے دبوچ کر کھینچتا ہوا دروازے تک لایا اور کنڈی کھولنے لگا۔

"مومی"____

بچے سہم کر روتا ہوا اسے پکارنے لگا۔

وہ مسلسل اپنا بازو چھڑوانے کی جدوجہد کر رہی تھی مگر ایک توانا مرد کے سامنے اس کی سب کوششیں رائیگاں گئیں۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

دروازہ کھلتے ہی دباد باسا غصے بھرا لہجہ انھیں چونکا گیا۔

عنوہ دنگ نظروں سے سامنے دیکھنے لگی۔

"کون ہو بھئی جو ایسے گھسے چلے آرہے ہو پیچھے ہٹو؟"

وہ بدتمیزی سے غرایا جس پر عنوہ نے اس کا ہاتھ جھٹک دیا۔

"میں جو کوئی بھی ہوں برخوردار تم اپنی حد میں رہو تو بہتر ہو گا۔ یہ کیا طریقہ ہے؟"

انھوں نے اس کے بازو دبوچنے کی طرف اشارہ کیا۔

"بات سنیں میری آپ پرائے پھڈے میں گھسنے کی بجائے اپنے کام سے کام رکھیں۔ اپنی دولت اور عمارت کا رعب کسی اور پر جھاڑیے گا۔ بہن ہے یہ میری تو جیسے مرضی لے کر جاؤں اس کو۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عباد بدلحاظی سے بولا۔

"بھائی ہو تو بھائیوں کی طرح ہی ڈیل کرو یہ کیا جنگلی پن دکھا رہے ہو؟"

انھوں نے ضبط سے مٹھیاں بھینچ لیں پیچھے کھڑے جاوید صاحب بھی پیچ و تاب کھا کر رہ گئے۔

"سوری سر_____آپ ان کے منہ مت لگیں پلیز ان کی طرف سے میں آپ سے معذرت کرتی ہوں۔"

عنوہ شرمندگی سے بولی۔

"اوہ تو باس ہے تمہارا شاباش بھئی_____میں بھی دیکھتا ہوں کون روکتا ہے مجھے؟ کسی کے باپ میں بھی ہمت نہیں ہے۔"

عباد استہزائیہ انداز میں ہنسا۔

"اپنے باپ کے بارے میں کیا خیال ہے تمہارا؟"

حاجی ثناءاللہ کی آواز پر وہ سب مڑے تھے جو ہاتھ میں خوبانی اور اخروٹ کے شاپر لیے کھڑے تھے۔

"ابو میں لینے آیا ہوں اس کو۔آپ بھی اس کی باتوں میں آکر یہیں کے ہو کر رہ گئے ہیں لوگ طرح طرح کی باتیں بنا رہے ہیں۔آپ چلیں ہم نے جو رشتہ دیکھا ہے وہاں اس کی شادی کر دیتے ہیں۔"

وہ اپنے والد کو دیکھتے ہی مطلب کی بات پر آیا۔

"تمھیں اور لوگوں کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ابھی اس کا باپ زندہ ہے تم جیسے آئے ہو ویسے ہی واپس لوٹ جاؤ۔"

وہ اپنی بات پر زور دیتے ہوئے بولے۔

"لیکن ابو____"

وہ بے یقینی سے انھیں دیکھنے لگا۔

"میں نے کہا دفع ہو جاؤ۔۔۔۔"

وہ غرائے۔

عباد پہلی بار سب کے سامنے ان سے اس عزت افزائی پر زرد رنگت لیے وہاں سے نکل گیا۔

"ابو دادا____"

جے بھاگ کر روتے ہوئے ان کی ٹانگوں سے لپٹ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"بس میرے بچے کچھ نہیں ہوا، عنوہ بیٹے یہ لے کر اندر جاؤاور کچھ کھانے پینے کاانتظام کرو۔آئیں آپ لوگ"____

وہ بیک وقت سب کو مخاطب کرتے ہوئے اندر کی طرف بڑھے۔

"میں معذرت چاہتاہوں آپ سے میرے بیٹے کے رویے کی دراصل یہ سب میری ڈھیل کا نتیجہ ہے میں دین کے کاموں میں لگارہااوراپنی دنیا سے لاتعلقی برتی میری لاپرواہی نے اسے گھر کا سربراہ بنادیا۔وہ میری بیٹیوں کے ساتھ کیاکرتا ہے مجھے کچھ علم نہ ہوسکایاجب علم ہوابھی تو میں نے اگنور کردیا۔"

وہ سرجھکاکر پشیمانی سے بولے،حیات کاردار کوان میں اپناآپ نظرآرہاتھا۔

"کوئی بات نہیں حاجی صاحب میں نے برانہیں منایا۔آپ فکرمند نہ ہوں ٹھیک ہو جائے گا،سب والدین اپنی اولاد کے لیے اچھاہی سوچتے ہیں آگے ان کی قسمت"_____

حیات کاردار سرد آہ بھرتے انھیں دلاسادے گئے۔

ابھی ان کی بات چیت جاری تھی کہ جے نے دروازے سے اندر جھانکا۔

"ابومیں آداؤں؟"

اس کی آواز پر سب دروازے کی طرف مڑے۔

"آؤ آؤ میرے بچے، جلدی سے آ کر مہمانوں سے ملو۔"

انھوں نے اسے بلایا تو وہ بلا جھجک بھاگا آیا۔

"اسام لیکم (السلام علیکم) !

مائی نیم ادد انگیر دید (جہانگیر زید)

اول شب مدے دے تہتے ایں۔

)اور سب مجھے جے کہتے ہیں(

اس کے تعارف پر سب مسکرا دیے۔

"اوہ سو کیوٹ! بیٹا ادھر آئیں میرے پاس"

حیات کاردار نے میٹھے لہجے میں اسے پکارا تو وہ ابو کی طرف دیکھنے لگا ان کے اشارہ پر

جلدی سے ان کی گود میں جا بیٹھا۔

"میں نے سنا ہے آپ اسکول جانے لگے ہو اور کافی انٹیلیجنٹ بھی ہو؟"

حیات کاردار نے اس کا سر چوما۔

جانے کیوں انھیں اس بچے سے اپنائیت کا احساس ہو رہا تھا؟

"دی میں فائیو کلاس میں اودداؤں دا اب اور میں تھری ایئرز کا بی اوں پھر میں آلمی تیف

بن داؤں دا۔"

اس نے کچھ سچ اور کچھ جھوٹ ملا کر اپنی پوری زندگی کا نچوڑ تین جملوں میں ان کے سامنے پیش کر دیا تھا جس پر وہ مسکراہٹ دبا گئے۔

"ہممم زبردست ____ آپ تو واقعی شارپ مائنڈڈ ہو۔"

انھوں نے توصیفی انداز میں کہا۔

"دی میں بوت سٹرانگ بی اوں جب گلی میں ڈوگی آدائے تو اس تو بھگا دیتا اوں۔ میں جب بڑا او داؤں دا اس چھت دتا تو چم جیسی باڈی بالوں دا اور" ______

اس کی رام کہانیاں شروع ہو گئیں تھیں جبکہ اس کی باتیں دلچسپی سے سنتے حیات کار دار نہیں جانتے تھے کہ یہاں اتنے زور و شور سے ان کے نکھٹو بیٹے کا ہی ذکر ہو رہا تھا۔

عنوہ نے لنچ کا انتظام کر لیا تھا اور انھیں کھائے بنا نہیں آنے دیا تھا۔

ADEENA KHAN

میکائیل آفس میں بیٹھا بور ہو رہا تھا جب ولید اور حسن اندر داخل ہوئے۔

"ارے واہ! ہمارا شہزادہ تو باس بن گیا ہے۔"

حسن چہکتا ہوا کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔

"ہاں بناؤ گری کا باس" ______

ولید نے اسے چھیڑتے لب دانتوں میں دبا لیا۔

"ڈگری تو مل ہی جائے گی نہ بھی ملی تو جعلی بنوالوں گا۔اگر ہمارے سیاستدان جعلی ڈگریوں کے ساتھ اسمبلی میں بیٹھ سکتے ہیں تو کیا میں اپنے باپ کا کاروبار نہیں چلا سکتا؟ بس تم لوگ اپنی خیر مناؤ جب اعلیٰ اکیڈمک ریکارڈ کے ساتھ بھی نوکری نہ ملے تو میرے پاس آنا اپنے پیارے دوستوں کو پی اے تو رکھ ہی لوں گا۔"

وہ کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے انھیں جلا گیا۔

"کمینے انسان پھر بھی پی اے ہی رکھے گا"_____

حسن نے دانت پیسے۔

"تو کیا اپنے باپ کی جگہ سی ای او بنا دوں، انھوں نے ابھی تک مجھے تو ڈائریکٹر بنایا نہیں۔"

میکائیل نے منہ بنایا۔

"یار بد دعا تو نہ دے ان شاءاللہ بابا کا خواب پورا کروں گا اور اے سی بنوں گا۔"

ولید کا تو دل ہی دہل گیا تھا۔

"آمین ثم آمین، میری دعا ہے یار تیری محنت رنگ لائے۔"

میکائیل نے صدق دل سے اسے دعا دی۔

"اور میری"_______

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

حسن چیخا۔

"تونے بھی اگر کی ہے تو" _____

اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"تجھے تو میں زندہ نہیں چھوڑوں گا ذلیل انسان _____ خود تو پڑھنا نہیں اور دوسروں کی محنت پر پانی پھیر دیتا ہے۔"

حسن نے اسے مارنے کے لیے پیپر ویٹ اٹھایا۔

"شرافت سے رکھ اسے یہ تیری خالہ جی کا گھر نہیں ہے میرے باپ کا آفس ہے وہ تم لوگوں کو تو کچھ نہیں کہیں گے مگر مجھے الٹا لٹکا دیں گے۔"

اس نے حسن کو گھورا۔

"اچھا ہے نا تو بھی صرف ان کے ہی قابو آتا ہے۔"

حسن سر جھٹک کر کرسی پر بیٹھا۔

"بس کر دو یار ہر وقت جانوروں کی طرح لڑتے رہتے ہو کبھی تو انسانوں والا رویہ اپنا لیا کرو۔"

ولید جھنجھلایا۔

"ہاں تم ہو نہ "دی گریٹ ہیومن بینگ" ہم جانور ہی بھلے ہیں۔"

وہ اور حسن ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنس دیے۔

ولید نے انھیں زبردست گھوری سے نوازا کیونکہ وہ دونوں اس کی کھنچائی کے لیے ہمیشہ ساتھ مل جاتے تھے۔

ADEENA KHAN

واپسی پر حیات کا ردار چپ چپ سے تھے یہ جاوید صاحب نے بھی نوٹ کیا تھا مگر اس وقت انھوں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

حاجی ثناءاللہ نے انھیں عنوہ کے لیے یہیں کوئی اچھا رشتہ دیکھنے کا کہا تھا کوئی ایسا شخص جو ان کے نواسے کو بھی محبت دے۔

NEW ERA MAGAZINE

"میں اور حاجی صاحب ایک ہی جگہ کھڑے ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ انھوں نے اپنے بیٹے کو بے جا آزادی دی اور میں نے بے تحاشا پابندیاں عائد کیں اور ہم دونوں نے ہی اپنے بیٹوں کو کھو دیا۔

لا محدود سوچیں ان کے ذہن میں گردش کر رہی تھیں۔

"والدین کو نہ صرف اولاد کے لیے خوراک، رہائش اور اچھی تعلیم فراہم کرنی چاہیے بلکہ یہ وہی ہیں جو انھیں اچھے یا برے انسان بناتے ہیں۔"

ان کے دماغ میں بے ساختہ کہیں پڑھا ہوا جملہ گونجا تو وہ تھک کر اپنا سر سیٹ کی پشت سے ٹکا گئے۔

گھر آتے ہی وہ فریش ہو کر کچھ دیر کے لیے لیٹ گئے۔وہ جو فیصلہ کرنے والے تھے اس کے لیے سوچ بچار ضروری تھی۔

شام کو انھوں نے دونوں ماں بیٹے کو اپنے بیڈ روم میں بلا لیا۔

"تم آفس بھی جانے لگے ہو اور پڑھائی بھی ختم ہونے والی ہے تو اب میں تمہاری شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

انھوں نے ہنکارا بھرتے ہوئے جو بات کی وہ ان دونوں کو شاکڈ کر گئی۔

"شادی_____یہ آپ کو بیٹھے بٹھائے اچانک کہاں سے خیال آ گیا اس کی شادی کا؟"

شرمین حیرت سے بولیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"اچانک نہیں بہت سوچ سمجھ کر فیصلہ کیا ہے میں نے،شادی کرنی ہی ہے اس کی تو ابھی کیوں نہیں؟"

انھوں نے سخت لہجہ اپنایا۔

"شادی میری ہے تو اس کا فیصلہ بھی میرا ہی ہو گا آپ کو ٹینشن لینے کی ضرورت نہیں ہے۔میں آپ کی پہلی نوازش ہی نہیں بھولا تو مجھے مزید اپنے آپ سے بدگمان نہ ہی کریں تو بہتر ہے۔میرا ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں۔"

وہ مٹھیاں بھینچے بمشکل متوازن لہجے میں بولتا پاؤں پٹخ کر پیدل ہی باہر سڑک پر نکل گیا۔

حیات کاردار پیچھے دیکھتے رہ گئے۔

"آپ اس پر دباؤ مت ڈالیے گا پلیزززز، پہلے ہی میں بہت مشکل سے اس کا دل آپ کے لیے صاف کر پائی ہوں مزید خلش مت پیدا کریں۔"

شرمین کے نم لہجے پر وہ لب بھینچ گئے۔

اب وہ دوبارہ اسے مزید کچھ بھی کہنے کا ارادہ نہیں رکھتے تھے۔انھوں نے تو سوچا تھا عنوہ کو وہ اپنے گھر کی بہو بنالیں گے۔ایسی بہادر بچی اور اس کا یتیم بیٹا جو مشکلات جھیل رہے تھے وہ ختم ہو جائیں گیں۔

مگر

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|

ADEENA KHAN

آج وہ جے کے ساتھ حارث زید کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے آئی تھی۔جے کو اس کے بابا سے ملواتی وہ واپسی کے لیے مڑی۔

وہ جہانگیر کا ہاتھ پکڑے تیز تیز آگے بڑھ رہی تھی۔اسے موسم کے تیور کچھ ٹھیک نہیں لگ رہے تھے تبھی ہوا کے دوش سے اڑتے دوپٹے کو ایک ہاتھ سے سر پر جمانے کی کوشش کرتی وہ جلد از جلد گھر پہنچنا چاہتی تھی۔

"مومی! یاں سے تلیں میں دمپ تلوں دا۔"

(ممی! یہاں سے چلیں میں جمپ کروں گا)

جہانگیر نے تھوڑی اونچی ڈھلوان دیکھتے وہاں اشارہ کیا۔

"جے_____جلدی سے چلو بارش ہو جائے گی۔"

وہ خفگی سے بولی۔

"مومی_____! پلیج تلیں ناجشٹ ون منت۔"

)پلیز چلیں ناصرف ایک منٹ(

اس کے کیوٹ سامنہ بنا کر التجا کرنے پر عنوہ ہنس دی۔

"اوکے بابا_____! جلدی سے آؤ۔"

اس نے جہانگیر کو اس ڈھلوان پر کھڑا کر دیا اور سہارے کے لیے ہاتھ پکڑے رکھا۔

جہانگیر نے چھلانگ لگائی اور کھلکھلا اٹھا اس کی خوشی دیکھتی وہ بھی تالیاں بجانے لگی تبھی تیز ہوا کے جھونکے سے اس کے چہرے پر دوپٹا آگیا۔اس سے پہلے کہ وہ دوپٹے کا پلو ہٹاتی مانوس سی آواز پر ٹھٹھک گئی۔

"جے_____! واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز۔آپ یہاں کیا رہے ہو؟"

وہ پرجوشی سے بولتا اس کے پاس نیچے بیٹھا۔

"چم (دوست) دے اپنی مومی کے تات اے۔"

)دوست ! جے اپنی ممی کے ساتھ ہے(

جہانگیر نے کھلکھلاتے ہوئے اپنی چھوٹی سی انگلی سے اپنے ساتھ کھڑی لڑکی کی طرف اشارہ کیا جس پر وہ بھی اس کی طرف متوجہ ہوا جو اپنے چہرے سے دوپٹا ہٹائے بے یقین سی تھی۔

"تم" ______

وہ دونوں ہی غصے سے لال بھبھوکا چہرہ لیے چیخ پڑے۔

"یہ تمہارا بیٹا ہے؟"

میکائیل نے حیرت کا اظہار کیا۔

"تو آپ کو کیا لگتا ہے یہ مذاق سے مومی کہہ رہا ہے مجھے۔"

عنوہ نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"چم! دے نے آپ تو بوت مس تیا۔"

جے کی آواز پر وہ اس کی جانب مڑا۔

"اوو مائی کیوٹو میں نے بھی تمہیں بہت یاد کیا روزانہ پارک میں تمھیں ڈھونڈنے جاتا تھا۔"

وہ گھٹنوں کے بل اس کے پاس بیٹھا۔

"اوہ تو وہ دوست آپ جناب ہیں۔ مجھے لگا کوئی بچہ ہو گا لیکن" ______

وہ بے یقینی کی کیفیت میں گھری ہوئی تھی۔

"مومی____یہ کیل کار ایں۔"

جے کو لگا شاید وہ بھول گئیں ہیں۔

"اچھے بھلے میکائیل کاردار کو 'کیل کار' بنادیا ہے۔"

وہ اپنے نام کی بے حرمتی پر ہنس دیا۔

"خیر جو بھی تھا لیکن اب آپ میرے بیٹے سے دور رہیں تو بہتر ہو گا۔"

وہ جے کو پیچھے کرتے ہوئے اسے وارن کر گئی۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

"مومی"____

جے منمنایا۔

"نوووووجے"______

اس نے ترچھی نگاہوں سے دیکھا۔

"اوتے شولی"_____

(اوکے سوری)____

جے نے منہ بسورا۔

"آپ شاید بھول رہی ہیں محترمہ میں باس ہوں آپ کا۔"

میکائیل نے اسے ڈرانا چاہا۔

"جی بالکل وہ بھی صرف آفس میں اس کے باہر ہمارا باس اور ورکر کارشتہ ختم ہو جاتا ہے اور ہم اجنبی بن جاتے ہیں ایک دوسرے کے لیے۔"

وہ استہزائیہ مسکراتی ہوئی جے کی انگلی پکڑے مڑی۔

جے نے جاتے جاتے منہ بنا کر اسے پلٹ کر دیکھا تو وہ وہیں کھڑا کھڑا اس کی طرف آنکھ دبا گیا۔

جے ناسمجھی سے اسے دیکھتا کھلکھلایا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

"اونہوں"_____

عنوہ کے ٹوکنے پر جے شریف بنتا سیدھا چل پڑا۔

میکائیل کاردار ہنستا ہوا پلٹ گیا۔

اب اس کے دماغ میں کیا چل رہا تھا یہ تو وہی جانتا تھا؟

ADEENA KHAN

وہ گھر آیا تو شرمین ٹیبل پر کھانا لگوا رہی تھیں۔

وہ انھیں دیکھتا وہیں چلا گیا۔

"مما! ڈیڈ کو کہیں میں شادی کے لیے تیار ہوں۔"

اس نے ان کے سر پر دھماکہ کیا۔

"ہائیں_______یہ اچانک سے، کہیں دماغ پر اثر تو نہیں ہو گیا؟"

وہ اچھنبے سے بولیں۔

"نہیں مما وہ ٹھیک کہہ رہے تھے شادی کبھی نہ کبھی تو کرنی ہی ہے تو ابھی کیوں نہیں؟

لیکن آپ ان کو بتا دیں لڑکی میری پسند کی ہو گی۔"

وہ سیٹی بجاتا ہوا پلٹ گیا جبکہ شرمین ساکت کھڑی رہ گئیں۔

وہ جلدی سے حیات کاردار کے پاس گئیں اور انھیں ساری بات کہہ سنائی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ حیران رہ گئے انھیں ڈر تھا کہیں ان کی ضد میں وہ کسی غلط لڑکی کا انتخاب نہ کر لے تبھی انھوں نے اسے طلب کر لیا۔

وہ جینز کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا اس وقت عجلت میں حیات کاردار اس کی یہ بدتمیزی بھی نظر انداز کر گئے۔

"کون ہے وہ لڑکی ؟؟؟؟؟؟؟"

وہ دل و جان سے اس کے جواب کے منتظر تھے۔

"اممم_____آپ اچھی طرح جانتے ہیں اسے انفیکٹ آپ کی تو فیورٹ ہے وہ۔"

اس نے مسکراہٹ دبائے ان کے تجسس میں اضافہ کیا۔

"میری فیورٹ_____ رئیلی؟"

وہ مشکوک ہوئے کیونکہ انھیں اس سے کسی اچھی بات کی توقع نہیں تھی۔

شرمین خاموش تماشائی بنی کھڑیں تھیں۔

"وہ"_______

اس نے رک کر دونوں کو دیکھا۔

"اب بک بھی دو۔"

حیات کاردار زیادہ دیر اس کے نخرے برداشت نہیں کر پائے تھے تبھی غرائے۔

"وہ عنوہ ثناءاللہ ہیں آپ کی سیکرٹری۔"

اس نے دونوں کو شاکڈ کر دیا۔

شرمین تو ہوش میں آتے ہی اس سے بازپرس کرنے لگیں تھیں جبکہ حیات کاردار ساکت بیٹھے تھے ان کے من میں تو خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے۔

دلی مرادیں اس طرح بھی پوری ہو سکتیں ہیں بنا کچھ کہے اور اشارہ دیے۔

"تم پسند کرتے ہو اسے؟"

انھوں نے خود کے تاثرات پر قابو پاتے سنجیدگی سے پوچھا۔

"کسے؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

"ہائیں ارے بھئی میں عنوہ کی بات کر رہا ہوں۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولے۔

"اوہ اچھا______پتا نہیں۔"

اس نے سر کھجایا۔

"تو پھر شادی کیوں کرنی ہے اس سے؟"

وہ حیرانی سے پوچھنے لگے۔

"اس کے بیٹے کے لیے_____بڑی اکڑ رہی تھی ہاتھ بھی لگایا تو دیکھنا، ہونہہ۔"

وہ بڑبڑایا۔

"کیا منہ ہی منہ میں بول رہے ہے کھل کر کہو۔"

وہ گرجے۔

"آں میں کہہ رہا تھا شادی کسی نہ کسی سے تو کرنی ہی ہے تو کیوں نہ آپ کی فیورٹ لڑکی سے ہی کرلی جائے۔"

اس نے بتیسی دکھائی۔

حیات کاردار تو آج اس کے تیور دیکھ کر ہی حیران ہو رہے تھے کہاں ان کی ایک نہ سننے والا اور اب ان کے آگے بچھا بچھا جا رہا تھا۔

ہو نہ ہو کچھ گڑبڑ ضرور تھی۔

شرمین بھی ہکا بکا کھڑیں تھیں۔

"بیٹے! جانتے بھی ہو وہ بیوہ ہے اور اس کا ایک بیٹا ہے؟"

شرمین نے اسے حقیقت سے روشناس کروانا چاہا۔

"کیسی باتیں کر رہی ہیں مما اگر وہ بیوہ ہے اور ایک بیٹے کی ماں ہے تو اس کا کیا مطلب ہوا؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیااسے زندگی جینے کا حق نہیں ہے یااس سب وہ قصوروار ہے؟پلیز مماان دقیانوسی خیالات سے باہر نکل آئیں اوراسلام کے مطابق سوچیں۔

مجھے سمجھ نہیں آتی ہم ہر چیز میں مذہب کو لے آتے ہیں تو یہاں ہم کیوں مذہب کے مطابق نہیں سوچتے؟میرا فیصلہ اٹل ہے شادی کروں گا تو صرف اسی سے ورنہ نہیں"____

وہ اپنے دل کی بھڑاس نکالتا وہاں سے نکل گیا تھا جبکہ ان دونوں پر سوچوں کے نئے در وا کر گیا۔وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کا لاپرواہ سا بیٹا اتنا گہرا ہو گا۔

ADEENA KHAN

وہ کچن میں حق دق کھڑی تھی۔اسے کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا ایسے اچانک سے حیات کاردار کا اپنی بیوی کے ساتھ آنا اور ان کی بیوی کا اس کے صدقے واری جانا۔اگرانابی کے افسوس کے لیے آتیں تو وہ اس کو یوں خود سے لپٹا کر پیار نہ کرتی رہتیں۔

ابھی دو دن پہلے ہی تو حیات کاردار ہو کر گئے تھے ان کے گھر سے اس دن جو کچھ ہوا اس وجہ سے وہ شرمندہ بھی تھی ان سے۔

اب اسے ساری صورتحال مشکوک لگ رہی تھی اور ان کے جاتے ہی اس کے تمام خدشات کی تصدیق بھی ہو گئی تھی۔

حاجی ثناءاللہ نے جب اسے میکائیل کاردار کے رشتے کے بارے میں بتایا تو کافی دیر تک
تو وہ کچھ بولنے کے قابل نہ رہی۔

"لیکن ابو وہ ایسا سوچ بھی کیسے سکتے ہیں؟ آپ ______ آپ نے اسی وقت انھیں
منع کیوں نہیں کر دیا تھا؟"

بمشکل ضبط کے اس کی آواز اونچی ہو گئی۔

"بیٹے ____ میں کیوں منع کرتا؟؟؟
اتنا اچھا رشتہ خود چل کر ہمارے گھر آیا ہے تو میں کفرانِ نعمت کیوں کروں اور وہ
جہانگیر کو بھی بیٹا بنانے کے لیے تیار ہیں۔"

انھوں نے شائستگی سے جواب دیا۔

"یہی تو ابو ______ وہ ایسے کیوں کریں گے بلکہ کوئی بھی ایسا کیوں کرے گا آج کے دور
میں کوئی غریب اپنے بیٹے کے لیے کسی بیوہ کو نہیں بیاہتا مگر یہ تو امیر کبیر لوگ ہیں جو
اپنے اکلوتے بیٹے کے لیے میرا رشتہ لائیں ہیں، کیا ابو آپ بھی بہت بھولے ہیں وہ
ضرور آپ سے مذاق کر گئے ہیں؟"

وہ استہزائیہ ہنس دی جس پر حاجی صاحب نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"بیٹا لوگ بدلے ہیں، معاشرہ بدلا ہے مگر اللہ تعالیٰ تو وہی ہے نا ______؟

وہ جس کے دل میں چاہے اچھائی ڈال دے اس کے 'کن' کہنے کی دیر ہے سب کچھ پل میں سنبھل جاتا ہے۔"

ان کے دھیمے لہجے پر وہ لاجواب ہو کر رہ گئی۔

ٹھیک ہی تو کہہ رہے تھے وہ، اللہ تو وہی ہے۔۔۔۔!

اس کو ساکت دیکھ کر وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے وہاں سے اٹھ گئے۔ وہ اب اس کی امی اور بہنوں کو بلانا چاہتے تھے جتنے اچھے طریقے سے وہ اسے قائل کر سکتیں تھیں ویسے وہ کھل کر اس سے بات نہیں کر سکتے تھے۔

"ابو آپ لوگ کیوں نہیں سمجھتے میں حارث کی جگہ کیسے کسی اور کو دے سکتی ہوں؟"

اس کی نم آواز پر وہ جاتے جاتے رکے۔

"میں جانتا ہوں میری بچی یہ آسان نہیں ہے لیکن جانے والوں کے ساتھ زندگی ختم نہیں ہو جاتی۔ تم ایک شہید کی بیوہ ہو یہ اعزاز کم نہیں ہے تمہارے لیے مگر میں مجبور ہوں اگر عباد نامی تلوار نہ لٹک رہی ہوتی تمہارے سر پر تو بخدا میں کبھی بھی تمہیں دوسری شادی کا نہ کہتا۔ آج کے دور میں اکیلی عورت کو دنیا سکون سے جینے نہیں دیتی اس لیے میں نہیں چاہتا میرے بعد تمہیں یہ دنیا ٹھوکروں میں لے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بمشکل اپنی بات مکمل کرتے نکل گئے۔

پیچھے وہ انھیں دیکھتی رہ گئی۔

ADEENA KHAN

"یار تو بڑی کوئی توپ چیز ہے اس بچے کے لیے شادی کر رہا ہے تاکہ اپنا رعب جما سکے۔

اف_____ ایسے گھٹیا پلانز تیرے زرخیز دماغ میں ہی سما سکتے ہیں۔"

حسن کے کھلے عام اظہار کرنے پر وہ محض گھور کر رہ گیا کیونکہ وہ لوگ اس وقت یونیورسٹی میں سیمینار اٹینڈ کر رہے تھے۔

"ویسے یہ بہت غلط بات ہے وہ ایک بیوہ ہے کیا کچھ نہیں سہا ہو گا اس نے؟ اگر تو نیکی کا کام کر ہی رہا ہے تو دل سے کر تاکہ ثواب بھی ملے۔ مجھے تجھ سے یہ توقع نہیں تھی۔"

حساس دل ولید فوراً سے پیشتر اعتراض اٹھا گیا۔

"توبہ توبہ، تم لوگوں کو میں آدم خور نظر آتا ہوں یا پھر کوئی حیوان جو اس کی زندگی حرام کر دے گا۔ مجھے تو لگتا ہے تم لوگ نائٹ میئرز بھی میرے ہی دیکھتے ہو گے بلکہ تمہارے بچے ہوتے تو تم انھیں سلانے کے لیے بھی میرا ہی نام لے کر ڈراتے۔"

وہ تو گویا پھٹ پڑا تھا اور اس کی آواز قدرے اونچی ہو گئی تھی تبھی پاس سے گزرتے سر وجاہت بھی وہیں آ گئے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟؟؟؟"

ان کی سخت آواز پر وہ تینوں لب بھینچے ان کی طرف مڑے۔

"ارے واہ! دیکھیے جناب سب لوگ ان کے رخ روشن کا دیدار کر لیں، آخر ہمیں یہ موقع بھی کبھی کبھی نصیب ہوتا ہے۔ بڑے باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں ہم جیسے غریبوں کو کہاں منہ لگاتی ہیں۔"

وہ اس کی شکل کو دیکھتے ہی نان اسٹاپ شروع ہو گئے جس پر وہ بیزاری سے جمائیاں لیتا رہا جیسے ان کی بات میں ذرا برابر دلچسپی نہ ہو۔

وہ اسے بکتے جھکتے چلے گئے جس کو اس کا باپ نہ سدھار سکا وہ کیا کر سکتے تھے؟

"یار اس پروفیسر کو بار بار اپنے آپ کو غریب کہنے سے کیا مل جاتا ہے؟ اچھی خاصی موٹی رقم ہر ماہ تنخواہ میں ملتی ہے اس کو پھر بھی لے دے کر میرے باپ کے ٹرانسپورٹ کے بزنس پر اس کی نگاہیں آ ٹھہرتی ہیں۔"

وہ ان کے جانے کے بعد جلے دل کے پھپھولے پھوڑنے لگا جس پر ساری کلاس ہنس دی۔

"یار تم بھی تو آج سیمینار والے دن شکل دکھا رہے ہو جب ریگولر کلاسز ہوں تب تو آتے نہیں یہی چیز تو انھیں طیش دلا گئی۔"

اس کے کلاس فیلو احمد نے کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں پہلے تو جیسے پھول جھڑتے ہیں ناان کے منہ سے میرے لیے، ہونہہ۔

ویسے بھی میں تو پوری ایمانداری سے کلاس لینے آیا تھا مجھے کیا پتا تھا آج سیمینار ہے ؟"

اس کی معصومیت پر ولید نے زیر لب استغفار پڑھا کیونکہ کل رات ہی تو اس نے

میکائیل کو بتایا تھا کہ آج اکنامک کوریڈور کے بارے میں سیمینار ہے۔

وہ ولید کے دیکھنے پر ایک آنکھ دبا گیا اور ولید کے سرخ پڑتے ہی قہقہ لگا اٹھا۔

ولید اسے زیر لب کوس کر رہ گیا۔

ADEENA KHAN

"اپیا! ابو ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اکیلی جے کے ساتھ کب تک رہیں گیں؟ بھائی نے

گھر میں اودھم مچا رکھا ہے جیسے ہی موقع ملا وہ آپ کو لے جائیں گے اور پھر زبردستی

شادی بھی کروادیں گے۔"

زویا نے اس کا ہاتھ پکڑا۔

"جے کو بھی بابا کی ضرورت ہے اپیا وہ ابھی سے محسوس کرتا ہے جب بڑا ہو گا تو لوگ

اسے اور زیادہ احساس دلانے لگیں گے۔ اس کے معصوم ذہن کا ہی سوچ لیں۔ اب تو وہ

اسکول جانے لگا ہے وہاں بچوں کو اپنے بابا کے ساتھ دیکھے گا تو اس کے اندر احساس

محرومی جنم لے گا۔"

اس بار مایا بولی تھی۔

وہ دونوں آتے ہی اسے سمجھانے میں لگیں تھیں جبکہ عنایہ جے کو لے کر جھولے پر بیٹھی تھی۔

"ایپا میں جانتی ہوں آپ کے لیے آسان نہیں ہے حارث بھائی کی جگہ کسی اور کو دینا مگر وہ بھی ایسا ہر گز نہیں چاہیں گے کہ آپ یوں اپنی زندگی ضائع کریں۔ آپ کو ایک اچھے ہمسفر کی ضرورت ہے اور دیکھیں اللہ تعالیٰ آپ کو نواز رہا ہے۔ آپ خود ہی تو کہتی ہیں آپ کے باس بہت اچھے ہیں تو ان کا بیٹا بھی ویسا ہی ہو گا۔"

زویا کی بات پر اس نے مٹھیاں بھینچ لیں وہ کتنا اچھا تھا یہ اس سے بہتر کون جان سکتا تھا؟

"دیکھیں ایپا کیسے خوش لگ رہا ہے ہمارا پرنس،

اسے رشتوں کی ضرورت ہے ایپا وہ اکیلا ویسے گرو نہیں کرے گا جیسے محبت کرنے والے رشتوں میں اسے تحفظ اور اپنے پن کا احساس ہو گا۔"

مایا نے اس کی توجہ جھولے میں بیٹھے جے کی طرف دلائی جو بات بے بات چہک رہا تھا۔

وہ اس کے چہرے پر سچی خوشی کے رنگ دیکھ سکتی تھی۔

ADEENA KHAN

وہ کرسی پر ساکت بیٹھی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ اس کا دماغ مختلف سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا تبھی اپنی گود میں وزن محسوس کرتے وہ چونکی جیسے ہی نظر پڑی تو ہنس دی۔ اس کی ساری کثافت دھل گئی تھی۔

جہانگیر سارے کھلونے اس کی گود میں رکھ رہا تھا اتنا ڈھیر لگ گیا تھا کہ ایک چیز رکھنے پر دوسری گر جاتی دوسری رکھتا تو تیسری گر جاتی۔

"مومی! کھالہ (خالہ) کو بولیں مدے سپائیڈر مین بائیں پھر میں اڑ کر شام کو کک مالوں دا۔"

جے کے جمپ کر کے بتانے پر وہ حیران رہ گئی۔

"میری جان! احتشام تو آپ کا دوست ہے نا_____دوست کو ایسے نہیں مارتے۔"

اس نے پیار سے پچکارا۔

"نو_____اب میں نے اش توفلیند نئیں بانا وہ بید بوائے اے۔

(نہیں_____اب میں نے اسے دوست نہیں بنانا وہ برا لڑکا ہے)

وہ دانت پیستے ہوئے بولا جیسے احتشام کو کچا چبا جائے گا۔

"لیکن ہوا کیا ہے اتنے غصے کی وجہ؟"

عنوہ کے پوچھنے پر وہ اس کی گود سے کھلونے نیچے پھینک کر خود چڑھ کر بیٹھ گیا۔ اسے اپنی بات سنانے کے لیے پوری توجہ چاہیے ہوتی تھی تبھی اپنا ایک ننھا سا ہاتھ اس کے گال پر رکھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مومی____دیکیں دے کے پاش بوت شارے ٹوائزایں دے کی مومی نے لے تر دیے ایں پر شام تھتااے مومی نئیں بابالے تر دیتے ایں ٹوائز۔

وہ اپنے باباتے شات دااتااے لیتن وہ تھتااے دے تے پاش تو باباای نئیں ایں۔۔۔۔"

اپنی بات کرتے کرتے جیسے ہی اس کی نظر عنوہ کی نم آنکھوں پر پڑی تو وہ سہم گیا۔

"مومی_____لوئیں مت شولی،

دے کی مومی بوت اچی ایں۔"

وہ اس کی آنکھیں صاف کرتے ہوئے بولا۔

"جے میری جان دوسروں کی باتیں مت سنا کرو، اچھے بچوں کو دوست بنایا کرو جو آپ کی ہیلپ کریں، اوکے۔"

اس نے جے کے گال چوم کر کہا۔

"اوتے_____اش لیے میں نے شام تو کک تر دیا۔"

وہ پرجوشی سے بولتا عنوہ کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"چلو بہت رات ہو گئی ہے اب سوتے ہیں ہم۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ اسے گود میں لیے بیڈ پر لٹا کر خود اس کے لیے دودھ لینے چلی گئی جب وہ واپس آئی تو وہ بیڈ کی طرف رخ کیے خود سے ہی باتوں میں مصروف تھا۔

"میں بی بابا تے پاش تلادا تا لیتن میں مومی تو بی نی شوڑ ستا وہ لوئیں دی پھر۔۔۔"

اس کی بڑبڑاہٹ سنتی عنوہ کا دل دہل گیا۔

زویا ٹھیک کہہ رہی تھی وہ کتنی بھی کوششیں کر لے مگر لوگ اس کے اندر احساس محرومی لازمی پیدا کر دیں گے اس کا اثر اس کے بچے کی شخصیت پر پڑنا تھا اور وہ یہ سب ہر گز نہیں چاہتی تھی۔

ADEENA KHAN

میکائیل رات کے دوسرے پہر جم میں موجود اضطرابی کیفیت میں بال بار بار اچھال رہا تھا۔

اس نے ہر کسی کی باتوں کو مذاق میں اڑا دیا تھا مگر اب وہ سنجیدگی سے ہر بات پر غور کر رہا تھا۔

"کیا وہ محض بچے کے لیے شادی کرے گا؟"

اس کے خود کے پاس بھی اس بات کا جواب نہیں تھا۔

اس کے ذہن میں عنوہ کا سراپا لہرایا دبلی پتلی شفاف رنگت والی وہ لڑکی کافی حد تک پر کشش شخصیت رکھتی تھی ہر وقت سلیقے سے دوپٹہ لپیٹے رکھنا اسے مزید باوقار بناتا تھا۔

ویسے بھی وہ خوش تھا کہ ڈیڈی کے سوچے ہوئے رشتے سے ہٹ کر ہی لڑکی پسند کی تھی اس نے، ڈیڈ نے ضرور کسی بزنس پارٹنر کی بیٹی ہی منتخب کر رکھی ہو گی۔

وہ ابھی مزید غور فرماتا تبھی اس کی مما اندر داخل ہوئیں۔

"میکائیل بیٹا! آپ ابھی تک جاگ رہے ہو؟"

انھوں نے خفگی سے پوچھا۔

"جی____ آپ بھی تو جاگ رہی ہیں؟"

اس نے ان کے پریشان چہرے کو دیکھا جو اسے ڈنر کے وقت سے ہی بجھا بجھا لگ رہا تھا۔

"ہاں بس ایسے ہی نیند نہیں آ رہی تھی۔۔۔"

وہ بوکھلا گئیں۔

"اب مجھ سے بھی چھپائیں گی؟

کیا ڈیڈ نے کچھ کہا ہے؟"

اس کے جبڑے بھنچے۔

"ارے نہیں نہیں _____ وہ تمہاری خالہ کا فون آیا تھا آج۔۔۔۔"

انھوں نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"تو" ______

اس نے حیرت سے پوچھا کیونکہ نرمین خالہ کا فون تو روز ہی آتا تھا۔

"وہ۔۔۔وہ تمہارے رشتے پر غصہ تھی وہ چاہتی ہے تمہاری اور سنبل کی شادی۔۔۔۔"

ان کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"پلیز مما فار گاڈ سیک _____ آپ کو لگتا ہے میں اس پاپا کی پری سے شادی کروں گا جس کی زبان پر ہر وقت برینڈز کے نام رہتے ہیں جسے بس ہر وقت گھومنے پھرنے کا شوق ہے۔وہ یہاں ایک دن کے لیے آ جائے تو میرا دم گھٹنے لگتا ہے اور آپ چاہتی ہیں شادی _____ نو نیور۔"

وہ تو گویا پھٹ ہی پڑا تھا۔

"کول ڈاؤن بیٹا میں اسے خود دیکھ لوں گی تم پریشان نہ ہو اور جا کر سو جاؤ۔"

وہ اسے رام کرتیں پلٹ گئیں۔

وہ پھر سے اپنے مشغلے میں گم ہو گیا سونا تو اسے اپنی مرضی سے ہی تھا۔

ADEENA KHAN

صبح اس کی آنکھ کھلی تو گھر میں بھونچال آیا ہوا تھا وہ جلدی سے جے کے اوپر کمفرٹر درست کرتی چپکے سے باہر نکل آئی۔

سامنے کا منظر اسے بوکھلانے کے لیے کافی تھا جہاں عباد اور ابو آمنے سامنے کھڑے تھے جبکہ امی اور اس کی بہنیں رونے میں مصروف تھیں۔

وہ عجلت میں آگے بڑھی تو عباد کی اس پر نظر پڑ گئی۔

"لیں آگئی آپ کی شہزادی جو ہمارے گلے کا عذاب بنی ہوئی ہے۔"

وہ استہزائیہ انداز میں بولا تو عنوہ لب بھینچ گئی۔

"خبردار جو بکواس کی تو میرے سامنے ____"

حاجی ثناء اللہ دھاڑے تھے۔

"لوگ پاگل ہوتے ہیں جو بیٹیوں کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے بیٹا مانگتے ہیں میرا تو ایک ہی وبال جان بنا ہوا ہے۔"

وہ مزید بولے تھے۔

"آپ اس کی وجہ سے ایسا بول رہے ہیں یہی ہے فساد کی جڑ، میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ سب لوگ ہم پر تھو تھو کر رہے ہیں اور یہ آرام سے کھڑی ہے یہاں۔"

وہ جیسے ہی طیش میں آگے بڑھنے لگا ابو نے اسے روک لیا وہیں اس کی ماں بہنیں بھی آگے آئیں۔

عنوہ کو پہلے پہل تو کچھ سمجھ نہ آیا کیا کرے کیونکہ وہ کسی کے قابو میں نہیں آرہا تھا پھر جلدی سے کچن کی طرف بھاگی اور چاقو اٹھا لائی۔

"خبردار اگر آگے آئے تو میرے گھر میں کھڑے ہو کر مجھے ہی دھمکیاں دے رہے ہیں یعنی ایک شہید فوجی جوان کی بیوہ کو، جانتے ہیں یہاں کے لوگ میری کتنی عزت کرتے ہیں؟ میرے ایک اشارے پر آپ کو مسل کر رکھ دیں گے۔ میں صرف ابو کا لحاظ کر رہی ہوں ورنہ آپ جیسا بھائی کسی دشمن کو بھی نہ دے اللہ تعالیٰ جسے اپنی بیوہ بہن کا ہی خیال نہیں، ہونہہ۔"

اس کی پھنکار پر عباد تو عباد باقی سب بھی بھونچکارہ گئے یہ ان کی دبو سی عنوہ تو نہیں تھی وہ صنف نازک کی بجائے صنف آہن لگ رہی تھی۔

"مومی"____

جے کی سہمی ہوئی آواز پر وہ پیچھے مڑی تھی اس نے جلدی سے چاقو چھپایا۔

"جے____مومی کی جان جلدی سے میرا فون اٹھا کر لاؤ۔"

اس نے خود کے تاثرات پر قابو پاتے ہوئے کہا۔

"مومی آپ لوئیں تو نئیں۔۔۔"

جے کے کہنے پر اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تو پتا چلا اس کے آنسو زار و قطار بہہ رہے تھے۔

"میں نہیں رو رہی میری جان، آپ جاؤ اور جا کر میرا فون لاؤ ہم بریگیڈیئر انکل سے بات کریں گے۔

اس نے حارث کے دوست ذیشان کا نام لیا جو آرمی میں بریگیڈیئر تھا اور وقتاً فوقتاً ان کی خیریت دریافت کرتا رہتا تھا۔

جے اندر گیا تو وہ دوبارہ ان کی طرف پلٹی۔

"اگر اپنی عزت نفس پیاری ہے تو شرافت سے یہاں سے چلے جائیں ورنہ میں بھول جاؤں گی کہ آپ میرے کچھ لگتے بھی ہیں۔"

اس کے دوٹوک لہجے پر وہ دو قدم پیچھے ہٹا۔

"میری بھی سنتے جاؤ، میں جب واپس لوٹوں تو تم مجھے گھر میں نظر نہ آؤ۔ تمہارا جتنا بھی زمینوں میں حصہ بنتا ہے میں خود تمہیں کاغذات بھجوا دوں گا۔ میری بیٹیاں میری زمہ داری ہیں میں خود کر لوں گا جو ان کے حق میں بہتر ہو گا۔"

حاجی ثناءاللہ کی بات پر وہ بے یقینی سے امی کی طرف مڑا جو نم شکوہ کناں آنکھوں سے اسے دیکھ رہیں تھیں۔

وہ لب بھینچے باہر نکل گیا۔

اس کے جاتے ہی عنوہ چاقو پھینکتے ہوئے ابو کی طرف بڑھی تھی جو لڑکھڑائے تھے۔

"ابو_____کیا ہوا ہے آپ کو؟"

اس نے جلدی سے انھیں تھاما۔

"میں ٹھیک ہوں میری بچی بلکہ خوش ہوں میری بچی خود کی حفاظت اچھی طرح کر سکتی ہے۔"

انھوں نے سرد آہ بھرتے ہوئے اس کا سر تھپکا۔

"ابو"______

وہ رونے لگی تھی آج وہ حقیقتاً خوف زدہ ہو گئی تھی۔اس کا بھائی اتنی گر سکتا تھا تو باقی دنیا کونسا اس کی سگی تھی؟

"ان کو بھی سکھاؤ گی یہ بہادری کے اسباق؟"

ان کے مسکرا کر اپنی تینوں چھوٹی بیٹیوں کی طرف اشارہ کرنے پر وہ نم آنکھوں سے اثبات میں سر ہلاتی سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دی_____ میں تو تیک اوں بش مومی لوئی ایں وہ بیدا اتنل آداتے ایں پھر

وہ_____"

جے فون پر گفتگو کرتا باہر آیا تھا جس پر سب حیرت کے سمندر میں غوطہ زن ہو گئے۔

عنوہ نے تو محض ڈرانے کے لیے کہا تھا مگر اسے کیا معلوم تھا اس کا بیٹا سچ میں نمبر ملانا

جانتا ہے؟

اس نے بہت مشکل سے بریگیڈیئر ذیشان کا دھیان بٹایا ورنہ اسے کچھ کھٹک رہا تھا۔

ADEENA KHAN

اگلے دن دروازہ بجا تو حاجی ثناءاللہ نے کھولا سامنے ہی بلیک جینز اور گرے ٹی شرٹ

پہنے ایک خوبرو سا نوجوان کھڑا تھا۔

"السلام علیکم انکل! یقیناً آپ نے مجھے نہیں پہچانا ہو گا؟"

اس کی مسکراہٹ پر انھوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ہم پہلے بار ہی مل رہے ہیں تو میں اپنا تعارف کروا دیتا ہوں مجھے 'میکائیل کاردار' کہتے

ہیں۔"

وہ عاجزانہ جھک کر سلام کرنے لگا۔

"اوہ بیٹے آپ ہو میکائیل! ماشاءاللہ ماشاءاللہ آؤ آؤ اندر تشریف لاؤ۔"

حاجی ثناءاللہ اس سے پرجوش لہجے میں دعوت دے گئے اور یہی تو وہ چاہتا تھا تبھی بے دھڑک اندر داخل ہوا۔

آج عنوہ آفس گئی تھی وہاں اس کی موجودگی کا یقین کرتے وہ اس کے والدین کو متاثر کرنے آن پہنچا مگر سامنے کمرے سے نکلتے جے پر نظر پڑتے ہی اسے زبردست سرپرائز ملا یعنی وہ بھی اسکول نہیں گیا تھا۔

"چم_____آپ آ دئے۔"

جے کھلکھلا کر بھاگتا ہوا آیا تو اس نے جھک کر بانہیں وا کرتے اسے خود میں سمو لیا۔

"ارے_____جانتا ہے یہ آپ کو؟"

حاجی ثناءاللہ نے حیرت سے پوچھا۔

"جی انکل! ہم پارک میں ملتے رہے ہیں اور بہت اچھے دوست بھی ہیں، کیوں کیوٹو؟"

اس کے پوچھنے پر جے نے فوراً تائید کی۔

"دی ابو! یہ چم ایں میلے، ان تا نام 'کیل کار' اے۔"

اس کے تعارف پر میکائیل کے ساتھ ساتھ حاجی ثناءاللہ بھی ہنس دیے۔

"اچھا بھئی یہ بات ہے تو چلو پھر ہم انھیں اندر بٹھاتے ہیں اور میں آپ کو بعد میں نائی کے پاس بال کٹوانے لے جاؤں گا ورنہ آپ کی امی ناراض ہوں گیں۔"

انھوں نے اسے وارن کرتے ہوئے کہا جس پر جے نے منہ پھلایا۔

"اوہ! اس کے بال ٹھیک تو ہیں اتنے بڑے نہیں لگ رہے۔"

وہ جے کے ہلکے گھنگریالے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے بولا۔

"تیک تو ایں لیتن مومی تو میلی مش نے بولا اے دے کہ بال بدے ایں۔ دے کے بال تو اپنے بابا جیشے ایں اور وہ بوت پاور فل بی اے اپنے بابا جیشا پھر دے آلمی تیف بن دائے دا اول"

اس کی تان ہمیشہ اپنی پاور اور آرمی چیف بننے پر آکر ٹوٹتی تھی اب بھی یہی ہوا۔

میکائیل مسکراہٹ دبائے بغور اس کی باتیں سن رہا تھا جبکہ حاجی ثناءاللہ کی پر سوچ نگاہیں اسی پر ٹکی تھیں۔ انھیں اس کی آنکھوں میں جے کے لیے محبت اور شفقت نظر آ رہی تھی جو کسی اپنے عزیز از جان کے لیے ہوتی ہے۔

"انکل میں اچھی سی ہیئر کٹنگ کروالاتا ہوں جے کی۔"

اس نے اپنی خدمات پیش کرنی چاہیں۔

"نہیں بیٹا رہنے دو، آپ اندر چلو۔"

انھوں نے مسکرا کر کہا۔

"آپ مجھ پر بھروسہ کر سکتے ہیں انکل۔"

وہ سنجیدگی سے بولا۔

"ارے بیٹا! ایسی بات نہیں ہے مجھے آپ پر بھروسہ ہے میں تو بس آپ کو زحمت سے بچارہا تھا۔ یہیں گلی کی نکڑ پر تونائی کی دکان ہے یوں چٹکیوں میں کام ہوتا ہے۔"

وہ بوکھلا گئے تھے۔

"زحمت کی کوئی بات نہیں انکل، یہ میرا دوست ہے اور اس کے کام تو میں بخوشی کروں گا۔"

وہ ہلکی سی بشاشت بھرے لہجے میں بولا۔

"دی ابو دان! میں چم تے شات داؤں دا۔ میں اب شوٹا (چھوٹا) نئیں لہا اب میں بدا اوں۔"

جے نے بھی اس کی تائید کی۔

"ٹھیک ہے بیٹا میں آپ کے لیے کچھ ہلکا پھلکا کھانے کا انتظام کرواتا ہوں آپ اس کے بال کٹوا کر لے آؤ۔"

انھوں نے اجازت دی تو وہ دونوں باہر نکلے۔

حاجی ثناءاللہ کچھ دیر سوچنے کے بعد فون پر کوئی نمبر ڈائل کرتے کان سے لگا گئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میکائیل کا موڈ تو اپنے والے بار بر سے ہی کٹنگ کروانے کا تھا مگر پہلی بار ہی وہ زیادہ فری نہیں ہو سکتا تھا تبھی شرافت سے گلی والے نائی کے پاس ہی چل پڑا۔

جے اس کی انگلی پکڑے اکڑ کر چل رہا تھا اور ساتھ ہی گلی میں ملتے سب لوگوں کے بارے میں اسے بتا رہا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے اس کے انداز ملاحظہ کر رہا تھا جو بلا کا پر اعتماد تھا یقیناً یہ سب اس کی ماں کی تربیت کا نتیجہ تھا۔

وہ دکان پر پہنچ کر رکے۔

جے کی تقلید میں اس نے بھی عمر رسیدہ شخص کو سلام کیا جو شاید وہاں نائی تھا۔

"وعلیکم السلام! جہانگیر بیٹا یہ کون ہے پہلے تو اسے کبھی نہیں دیکھا؟"

وہ شخص میکائیل کا ردار کا ایکسرے کرتے ہوئے بولا جس سے اسے شدید کوفت ہوئی ابھی وہ کچھ بولتا تبھی جے کی فخریہ آواز گونجی۔

"یہ چم ایں میلے، ان تانام 'کیل کار' اے۔

اوہ آپ تو سمجھ نئیں آئی، یہ میلے دوشت ایں" ______

وہ اپنی بات پر زور دے کر بولا تو جلدی سے وہ شخص کام کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپ اسے 'crew haircut' دے دیں۔"

میکائیل کی بات پر وہ شخص منہ پھاڑے دیکھنے لگا۔

"جی صاااب مجھے سمجھ نہیں آئی آپ اردو میں بتائیں۔"

وہ شخص اپنے پشتو لہجے میں اردو بولتا اسے نا سمجھی سے دیکھنے لگا۔

"تم چھوڑو مجھے دکھاؤ سارا سامان۔"

میکائیل سارا سامان اس کے ہاتھوں سے لے کر جے کی طرف لپکا جو کرسی پر بیٹھا ہر چیز کا جائزہ لے رہا تھا۔

"چم____آپ تو آتی اے کٹنگ کلنا؟"

جے نے دلچسپی سے اسے دیکھا۔

"ام_____کبھی کی تو نہیں ہے مگر آپ کے لیے کوشش کر سکتا ہوں ویسے بھی یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔"

وہ سر جھٹکتے ہوئے بولا۔

"واؤ"_____

اس کے سر میں پانی سپرے کرنے پر جے زور سے کھلکھلایا۔

"مزا آرہا ہے؟؟؟"

اس نے مسکراہٹ دبائے مزید سپرے کی تو جے کی کھلکھلاہٹیں گونجنے لگیں۔

نائی بیچارا خاموش تماشائی بنا اپنی دکان میں ان کی اجارہ داری ملاحظہ کر رہا تھا۔

وہ جیسے تیسے جے کی کٹنگ کرتا اسے گھر لے آیا تھا وہاں وہ عنوہ کی امی سے بھی ملا جو اس سے کافی متاثر نظر آ رہی تھیں۔

وہ ان کے ساتھ ایک خوشگوار دن گزار کر لوٹ آیا تھا۔

ADEENA KHAN

عنوہ کام میں بری طرح غرق تھی جب اس کا فون بجا۔اس نے دیکھا تو زویا کی کال تھی وہ فوراً سے پیشتر اٹینڈ کر گئی۔

"السلام علیکم اپیا! مصروف تھیں کیا آپ؟"

زویا نے محتاط انداز اپنایا۔

"مصروف تھی بھی تو اب تم ڈسٹرب کر چکی ہو سو اب وہ بات کرو جس کے لیے فون کیا ہے۔"

اس کے طنز پر زویا نے ہنسی روکنے کے لیے لب دبایا۔

"وہ میں نے آپ کو بتانا تھا میکائیل بھائی میرا مطلب میکائیل کا ردار آئے تھے۔"

زویا نے جلدی سے بات سنبھالی۔

"واٹ_____ وہ کیوں آیا تھا؟"

عنوہ چونکی۔

"ویسے ہی جے سے ملنے، آپ کو پتا ہے وہ جے کے بہت اچھے دوست ہیں اور امی ابو تو ان کے گرویدہ ہو گئے۔ سچی اپیا______امی تو بس ان کے ہی گن گائے جا رہی ہیں۔ ہم تینوں نے بھی چپکے سے ان کو دیکھا ہے کمرے میں جھانک کر ہی از سو ہینڈ سم اپیا بالکل ہالی ووڈ کے ہیرو جیسے مجھے تو وہ۔۔۔"

زویا تو نان اسٹاپ اس کی خوبصورتی کے قصیدے پڑھنے لگی تھی جس سے وہ کوفت کا شکار ہوتی فون بند کر گئی۔ کچھ سوچتے وہ جلدی سے اٹھ کر حیات کاردار کے آفس میں اجازت لے کر داخل ہوئی۔

"سر! میں گھر جانا چاہ رہی تھی۔"

رشتہ آنے کے بعد سے وہ تھوڑا ہچکچانے لگی تھی ان سے تبھی دھیمے لہجے میں بولی۔

"اوکے بیٹا لیکن پہلے بیٹھ کر میری بات سنو۔"

وہ حیرت سے ان کی سنجیدگی دیکھتے بیٹھ گئی۔

وہ کوئی ضروری کال سننے لگے تو عنوہ نے ان کو بغور دیکھا بے ساختہ اسے زویا کی باتیں یاد آئیں۔ میکائیل بالکل اپنے ڈیڈ جیسا تھا، اب عمر کے اس حصے میں ان کے بھورے بالوں میں کہیں کہیں سفید رنگ چھلکنے لگا تھا مگر ان کی پرسنلٹی دبنگ تھی وہ خود کو فٹ رکھتے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہو گیا بیٹا تو بات شروع کریں_____؟"

ان کے مسکراتے لہجے میں کھنکارنے پر وہ حال کی طرف لوٹی تو خفت سے سرخ پڑتی چہرہ جھکا گئی۔

"اٹس اوکے بیٹا! ریلیکس ہو جائیں آپ۔"

وہ پھر سے سنجیدہ ہوئے تو عنوہ بھی سیدھی ہو بیٹھی۔

"بیٹا! میں جانتا ہوں آپ میرے اور میکائیل کے درمیان سرد مہری محسوس کرتی ہیں تبھی اس رشتے کو لے کر تذبذب کا شکار ہیں مگر میں آپ کو یہ بات واضح کرنا چاہتا تھا وہ وجہ سنگین نوعیت کی نہیں ہے آپ کو شادی کے بعد پتا چل جائے گی۔میں اصول پسند انسان ہوں اگر میرے بیٹے میں کوئی برائی ہوتی تو میں کبھی بھی آپ کے لیے رشتہ نہ لاتا،میں مانتا ہوں وہ تلخ ہے اور اس کے پیچھے کہیں نہ کہیں میں بھی قصوروار ہوں تو آپ بے فکر ہو جائیں آپ کے بیٹے کی کبھی بھی حق تلفی نہیں ہو گی۔"

ان کے اطمینان دلانے پر عنوہ ساکت رہ گئی۔

"اور ہاں میں چاہتا ہوں آپ شادی تک آفس نہ آئیں اس کے بعد اگر آپ کی خواہش ہوئی تو میں نہیں روکوں گا یہاں کام کرنے سے۔"

وہ مزید بولے تو عنوہ گم سم سی سر ہلاتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"شادی" طے بھی ہوگئی اور اسے پتا بھی نہیں۔

وہ غائب دماغی سے گھر پہنچی تھی جہاں سب کے خوشی سے تمتماتے چہرے اسے مزید کھٹکے تھے۔

"ابو یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ آپ نے مجھ سے پوچھے بغیر 'ہاں' کردی۔"

اس کی لرزتی ہوئی آواز پر وہ نگاہیں چراتے اس کے پاس آئے۔

انھوں نے اسے چپکے سے سینے سے لگالیا تو وہ گھٹ گھٹ کر رونے لگی۔

"میرا بچہ! جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تم نہیں دیکھ پارہی۔ جب اولاد صحیح فیصلہ نہ کرپارہی ہو تو والدین کو آگے بڑھ کر ان کی رہنمائی کرنی چاہیے۔ میں اتنا چھالڑکا نہیں گنوا سکتا اور اب تو وہ جے کا دوست بھی نکل آیا ہے اور اس کی موجودگی میں ہم نے جے کے چہرے پر سچی خوشی کے رنگ دیکھے ہیں۔ مجھ پر بھروسہ رکھو بیٹے۔"

وہ اس کا سر تھپکتے ہوئے بولے۔

وہ خاموشی سے سنتی سسکتی رہی تبھی جے اندر سے بھاگا آیا اس کے پیچھے ہی عنایہ تھی۔

"مومی______چم نے میلا گھر دیک لیا اے وہ آئے تے یاں اور دیکیں کیشے میلے بال کات دیے۔ دیکیں اب میں پیالا لدلا اوں آپ تو؟"

جے نے ماڈل کی طرح ایکشن مار کر دکھائے تو سب کے مسکرانے پر وہ بھی آنسو صاف کرتی مڑی۔

"بہت پیارے لگ رہے ہو۔"

عنوہ نے زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"سچی مچی____بابا جیسا_____؟"

اس نے یقین دہانی کروانا چاہی۔

"ہمم____بالکل بابا جیسے۔"

وہ آنسو ضبط کرتی اندر بھاگی تو پیچھے سب آنسو صاف کرتے سرد آہ بھر گئے۔

"موی"_____

جے بھی اس کے پیچھے ہی بھاگا۔

وہ حارث کی یونیفارم اور ٹوپی نکالے کھڑی اس پر ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"اوووو موی! میں آپ کو اتنا پیالا لگ لہا اوں کہ آپ مدے یہ کیپ دیں دی لیتن یہ میں بدے او ترای لے ستوں دا ابی مدے پوری نئیں آئے دی۔"

جے پر جوش انداز میں بولا۔

اسے لگ رہا تھا وہ اپنی ماں کو کافی متاثر کر چکا ہے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مجھے معاف کر دیجیے گا حارث، میں سب کا مقابلہ نہیں کر پا رہی وہ میرا بھلا ہی چاہتے ہیں مگر میں کیسے کر پاؤں گی نئی شروعات؟ "

وہ 'حارث زید' کے نام پر ہاتھ پھیرتی دھیمے لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔

جے اپنی ہی مستیوں میں گم تھا وہ ابھی تک عنوہ کا جائزہ نہیں لے پایا تھا ورنہ اس سے سب چھپانا مشکل ہو جاتا۔

ADEENA KHAN

"یارررر! تھوڑا سا تو پڑھ لیا کر سیریس ہو جا ذرا سا ورنہ ہماری یونیورسٹی میں پہلا سٹوڈنٹ ہو گا تو جو لاسٹ سیمسٹر میں ڈراپ آؤٹ ہو گا۔"

NEW ERA MAGAZINE

حسن کی بات پر اس نے لیٹے لیٹے ہی اس کو کشن دے مارا تھا۔

"تیرے منہ میں خاک، مچھر، کیڑے مکوڑے، چھپکلیاں سب کچھ ____ بندے کی شکل بھی اچھی نہیں ہے اور بات بھی سڑی ہوئی ہی کرتا ہے۔"

اس نے ولید کو اشارہ کیا۔

"پھر بھی بتانا کب آئے گا یونیورسٹی سٹڈی کرنے؟"

ولید نے ہنستے ہوئے 'سٹڈی' پر زور دیا۔

"ابھی تو تم لوگ ڈھول اور شہنائیاں بجانے کی تیاری کرو اپنے بھائی کی شادی کے لیے۔"

اس نے کالر اکڑا کر کہا جیسے کوئی معرکہ سر انجام دیا ہو۔

"یارررر! آر یو سیریس؟؟؟؟"

وہ دونوں بھونچکارہ گئے۔

"یس آئی ایم" _____

اس کے تفاخر سے کہنے پر دونوں اس سے لپٹ گئے۔

"یعنی اب ایسا ہو گا کہ میکائیل کاردار صاحب اپنے پوتے پوتیوں کے ساتھ ڈگری لینے یونیورسٹی جائیں گے۔"

حسن کی زبان پر دوبارہ سے کھجلی ہوئی تھی اور پھر اسے مکے پڑا تھا۔

"میں نے تو سوچا تھا ہم لوگوں میں سب سے آخر میں تمہاری شادی ہو گی مگر یہاں تو حالات ہی سمجھ سے باہر ہیں۔"

حسن نے سرد آہ بھری۔

"تجھے لڑکی دے گا کون؟ ہونہہ۔"

میکائیل نے سر جھٹکا۔

"جب تجھ جیسے اڑیل گھوڑے کو لوگ اپنی باوقار سی بیٹی دے رہے ہیں تو میں تو پھر بھی ایک شریف بچہ ہوں۔"

حسن نے حساب برابر کیا جس پر وہ لاپرواہی سے اسے چڑاتا رہا۔

"آج اتنا چہک رہا ہے ملاقات ہوئی ہے کیا؟"

ولید نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"ہممم_____سب سیٹ کرنے گیا تھا۔"

وہ مسکراہٹ دبا کر بولا۔

"کس سے بچے سے یا بچے کی ماں سے ؟"

حسن نے پوچھا۔

"میری کہانی الگ ہے، یہاں میرا محبوب ایک بچہ ہے اور میں اس کے دیدار کے لیے گھنٹوں انتظار کرتا ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی تینوں کا زبردست قہقہہ گونجا تھا۔

"تو ہے ہی الٹی کھوپڑی کا الگ پیس۔"

ولید نے تاسف سے نفی میں سر ہلایا۔

"ہم تو اپنی ہونے والی بھابھی کے لیے بس دعا ہی کر سکتے ہیں۔"

حسن نے بھی اس کی گھوریوں کو نظرانداز کرتے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شادی کی تیاریوں کے لیے 'کاردار ولا' میں رونق لگی تھی تبھی نرمین بھی سنبل کے ساتھ آ گئیں تھیں۔ جب سے وہ آئیں تھیں تب سے وہ شرمین کو پکڑے بیٹھیں تھیں آخر کیسے وہ بیوہ اور ایک بیٹے کی ماں کے ساتھ اپنے اکلوتے بیٹے کی شادی کروا سکتی تھیں؟

"تمھیں پتا بھی ہے جب یہ مہمان تمہاری بہو کی گود میں ایک عدد بچہ دیکھیں گے تو کیا ردعمل ہو گا؟"

انھوں نے شرمین کو ڈرانا چاہا یہ جملہ اندر داخل ہوتے میکائیل کے کانوں سے محفوظ نہیں رہ پایا تھا۔

"کیوں خالہ! لوگوں نے پالنا ہے کیا اسے یا وہ ہمارے گھر میں راشن بھجواتے ہیں؟"

اس کی آواز سنتے ہی نرمین سیدھی ہوئیں۔

ان کا یہ بھانجا انتہا کا خود پسند تھا تبھی وہ اس سے بہت محتاط ہو کر بات چیت کرتی تھیں۔

سنبل بھی اسے دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آخر ایسی کیا چیز ہے وہ لڑکی جسے ایک بچے کی ماں ہوتے ہوئے بھی شرم نہ آئی جو ایک امیر کبیر لڑکے کو پھانس لیا؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سنبل کی کڑوی کسیلی بات پر جہاں شرمین لرزیں تھیں وہیں میکائیل مٹھیاں بھینچے اس کی طرف پلٹا تھا۔

"خوش نصیب ہو تم جو مہمان موجود ہیں یہاں ورنہ ابھی دھکے دے کر نکال دیتا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا جس پر نزمین بوکھلاتے ہوئے آگے بڑھیں۔

"بیٹا_____اس کا مطلب تھا کہ آخر تمہیں کیا پڑی تھی ایسے شادی کرنے کی تم پیسوں سے بھی مدد کر سکتے تھے ان کی؟"

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے بولیں۔

"مما اگر ساری کارروائیاں مکمل ہو گئیں ہوں تو آکر میرے کپڑے نکال دیں۔"

وہ ان کو اگنور کرتا بیچارگی سے خود کو تکتی ماں سے مخاطب ہوا۔

چلتے چلتے وہ رکا اور پھر پلٹا:

"مجھ سے نہ ہو سکے گی زمانے کی بندگی

مکار بھی نہیں ہوں، اداکار بھی نہیں ہوں"

ان پر طنز کرتا ہوا وہ سیٹی بجاتا وہاں سے نکل گیا۔

نزمین اور سنبل اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں جبکہ شرمین ان پر افسوس ہی کر سکتیں تھیں۔

ADEENA KHAN

جے کو جب سے پتا چلا تھا کہ وہ چم کے گھر چلے جائیں گے اور ان کے پاس ہی رہیں گے تب سے چہکتا پھر رہا تھا۔

زویا، ماما اور عنایہ نے اس کی خوب برین واشنگ کی تھی تبھی وہ جلدی سے تیار ہوتا اپنی مومی کے پاس آیا تھا جہاں مہمان بھرے ہوئے تھے۔

وہ سب کو نظر انداز کرتا کافی تگ ودو کے بعد صوفے پر بیٹھی عنوہ کی گود میں چڑھ گیا۔

عنوہ نے شرط رکھی تھی کہ نکاح سادگی سے ہو تبھی اسے سفید فراک پہنایا گیا تھا اور ہلکا سا سرخ دوپٹا اور گولڈ کی ہی تھوڑی سی جیولری پہنی ہوئی تھی۔ وہ اس سادگی میں بھی قیامت ڈھا رہی تھی۔

اس کے گھر والے چاہ کر بھی بالکل خشک ماحول نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ میکائیل کا ردار اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا تھا اور انھیں سب کچھ بتا بھی لگ سکتا تھا۔

"مومی! کتنی پالی لگ لئی ایں بالکل ڈول جیشی۔"

جے دلہن بنی ہوئی عنوہ کی گود میں بیٹھا اس کی بندیا ٹھیک کرتا ہوا بولا۔

وہ اس وقت سفید شلوار قمیض میں ملبوس اپنی ماں کو محبت بھری نگاہوں سے دیکھتا سب کی آنکھوں میں نمی لے آیا۔

"یہ جے کی مومی ایں یہ جو کیوٹ دلہن ایں، جی آں یہ میلی ایں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ایک بچے کو اشتیاق سے عنوہ کی طرف دیکھتا پا کر کہا اور ساتھ ہی مزید پھیل کر لیٹ گیا تاکہ اس بچے کو یقین دلا سکے۔

عنوہ جو اتنی دیر سے خود پر قابو پائے بیٹھی تھی۔اس کی بات پر زور زور سے سسکیاں لینے لگی۔

اسے اپنی پہلی شادی کا دن یاد آیا جب وہ جھینپی جھینپی سی دل لگا کر تیار ہوئی تھی۔

اس نے سرخ لہنگا پہنا تھا اور ہاتھوں پر بھر بھر کر مہندی لگوائی تھی مگر اب اس کے دل میں خوشی کی ہلکی سی بھی رمق نہیں تھی۔

"مومی_____شولی لوئیں مت____"

وہ ایک دم سہم کر اٹھ گیا باقی سب بھی بوکھلا گئے۔

"اپیا پلیز_____میکائیل بھائی کے گھر والے آ گئے ہیں آپ خود پر قابو رکھیں۔"

زویا نے التجا کی۔

"جے آپ میرے ساتھ چلو۔"

زویا نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھانا چاہا۔

"نو نو نو جے مومی کے شات ای لہے دا۔"

وہ عنوہ کے ساتھ لپٹ گیا۔

"جے آپ" _____

زویا کی بات عنوہ نے کاٹی۔

"یہ میرے پاس ہی رہے گا زویا۔۔۔"

اس نے جے کے گرد حصار باندھا۔

"اپیا آپ کے سسرال" _____

اس نے سمجھانا چاہا۔

"سوواااٹ زویا؟؟؟

تم لوگوں کو یا انھیں لگتا ہے کہ میں سب کی باتوں پر یقین کر کے اپنے بیٹے کی زمہ داریاں دوسروں کو دے دوں گی تو یہ تم سب کی بہت بڑی بھول ہے، میں نے بھی بہت سے قصے سنے ہیں جہاں پہلے وعدہ کیا جاتا ہے ایک عورت کے بچے کو رکھنے کا پھر اسی عورت کو کمزور سمجھ کر اس کے بچے کو کہیں گھر کے کسی کونے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ میں ان کمزور عورتوں میں سے نہیں ہوں زویا جو دو چار آنسو بہا کر اپنی زندگی گزار دیتی ہیں میرے لیے ہمیشہ میری پہلی ترجیح میرا جے رہے گا، گوٹ اٹ۔"

وہ مضبوط لہجے میں کہتی سب کی بولتی بند کروا گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے درپردہ اپنے ماں کو بھی واضح کیا تھا جو چاہتیں تھیں کہ شادی کے کچھ دن وہ جے کو ان کے پاس ہی چھوڑ جائے۔

دروازے میں کھڑی شرمین کو نرمین نے ٹھوکا دیا تھا لیکن وہ تو ایک مضبوط ماں کو دیکھ رہیں تھیں۔

"کاش! میں نے بھی اپنے بیٹے کے لیے فیصلہ لیا ہوتا تو شاید آج اس کی شخصیت میں خلا نہ ہوتا۔"

انھوں نے افسردگی سے سوچا۔

"اففففف مومی ______ آپ نے پھر شے یہ کھلاب (خراب) تل دی ابی تو میں نے تیک کی تی۔اب اش کو ایشے ای لہنے دیجیے گا۔"

اس نے سر پر ہاتھ مارتے دوبارہ سے عنوہ کی بندیا سیٹ کی۔

شرمین آگے آکر عنوہ کا سر چوم گئیں جس پر وہ چونکی۔انھوں نے محبت سے جے کو گود میں لے لیا۔

"اوہ مومی ______ یہ تو چم تی مماایں۔

اسام لیکم (السلام علیکم)! آپ تے شات نئیں آئے آپ تے بے بی، تاں اے وہ؟"

وہ خوشی سے چہکتا ہوا بولا۔

اس کے میکائیل کا ردار کو بے بی کہنے پر سب ہنس دیے۔

"بالکل میرے بے بی بھی آئے ہیں وہ باہر آپ کا ویٹ کر رہے ہیں۔"

شرمین اس کے بال ٹھیک کرتی ہوئیں بولیں جبکہ سنبل اور نرمین نے نخوت سے ان کے یہ لاڈ دیکھے۔

"اووووواؤمیں ان شے مل تر آتااوں، آپ یاں مومی تے پاش بیٹھیں۔دیکتی لہیں یہ لوئیں تومدے بلالینااے۔"

وہ ان کی گود سے اتر کر نصیحتیں کرتا باہر بھاگا۔

سب اس کی فکر پر نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

"ماشاءاللہ بیٹا! بہت پیاری لگ رہی ہو آپ،ان سے ملو یہ میکائیل کی خالہ ہیں نرمین اور یہ ان کی بیٹی ہیں سنبل۔"

ان کے ملوانے پر وہ نرم مسکراہٹ سے دونوں کو سلام کر گئی جس پر انھوں نے محض سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

ADEENA KHAN

میکائیل اپنی گاڑی میں اپنے دوستوں اور یونیورسٹی فیلوز کے ساتھ تھا جبکہ حیات کا ردار فیملی کے ساتھ پچھلی گاڑی میں تھے۔

آج تو حیات کاردار بھی خود کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہے تھے۔میکائیل نے نوٹ کیا تھا جب سے اس نے شادی کی بات کی تھی تب سے وہ اس کی کم ہی کھنچائی کرتے تھے۔
عنوہ کے گھر کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا وہ چاہتی تھی اسکی رخصتی حارث کے گھر سے ہی ہو۔

ان کا والہانہ استقبال کیا تھا محلے والوں نے،جو بات میکائیل کو کھٹکی تھی وہ فوجی وردی میں ملبوس نوجوان تھے جو وہاں کام کرتے پھر رہے تھے۔

"انکل! یہ کون لوگ ہیں آپ کے رشتہ دار ہیں کوئی؟"

اس نے ایک بزرگ سے دریافت کیا۔

"بیٹا یہ حارث کے دوست ہیں یہیں قریب ہی کسی کام سے آئے تھے پھر جے سے ملنے چلے آئے انھیں یہاں آکر شادی کا پتا چلا تو کام میں ہاتھ بٹانے لگے۔"

انھوں نے خوشگوار لہجے میں بتایا۔

"حارث ککککون______؟"

اس نے اچھنبے سے پوچھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ارے بیٹا! کیپٹن حارث زید عنوہ بیٹی کا شوہر تھا ناوہ سوات آپریشن میں شہید ہو گیا تھا۔۔۔بہت ہی کوئی نیک بچہ تھا ہمارے علاقے کا نام روشن کر گیا۔ایک دلیر اور بہادر سپاہی" ______

وہ جانے کیا کچھ بتاتے رہے مگر اس کے ذہن میں تو ایک ہی بات اٹک گئی تھی 'کیپٹن اور شہید'۔

اس نے کبھی غور ہی نہیں کیا تھا اس بات پر کہ کیوں جے بہادری کے قصے سناتا تھا اپنے بابا کے؟ کیوں وہ ان جیسا بننا چاہتا تھا؟ وہ ہر وقت آرمی میں جانے کی باتیں کیوں کرتا تھا؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا،اس کا سکتہ جے کی آواز سے ٹوٹا تھا۔

"اووووواؤ! آپ آدئے،دیکیں میلا گھر کتنا پالالد لہااے فلاور زبی ایں اور کولڈ ڈر نکس بی ایں حلوہ بی بایااے اور بوت پچھ اے۔"

وہ بھاگ کر میکائیل کی گود میں چڑھ گیا۔

"یہ ہے تمہارا دوست؟

ماشاءاللہ بہت کیوٹ بچہ ہے۔"

ولید نے اس کا گال کھینچا تو وہ منہ بنا گیا۔

"یہ تون(کون)ایں؟"

اس نے میکائیل سے پوچھا۔

"ہم دوست ہیں میکائیل کاردار کے بچپن سے ہی۔"

حسن نے کالر اکڑا کر کہتے اسے چڑایا۔

"نونونو کیل کار کا دوشت صرف میں اوں وہ بی جب شے یہ بے بی تھے تب شے۔۔۔"

اس نے غصے سے دانت پیسے۔

"ہائیں یہ کونسی کار کی کیل کی بات کر رہا ہے بھئی؟ یہ ہے تیری انگلی جتنا اور تو جب سے بے بی تھا تب سے یہ تیرا دوست ہے، واہ واہ۔"

حسن نے اسے آنکھ ماری جس پر وہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔

"ہو نہہ اتاریں مدے ابی، مدے اور مومی کو آپ کے شات نئیں دانا۔"

وہ منہ بسور کر ہاتھ پاؤں مارتا میکائیل کو بوکھلا گیا۔

"ارے یہ مذاق کر رہے ہیں میں صرف اور صرف آپ کا چم ہوں یہ دونوں تو ہمارے ڈرائیور ہیں۔ آپ بے شک جاتے ہوئے دیکھ لینا جب یہ گاڑی چلائیں گے۔"

اس نے ان دونوں کو گھورتے ہوئے جے کو پچکارا جس پر وہ اسے دل ہی دل میں گالیوں سے نوازنے لگے۔

میکائیل کو تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے اس کے دوستوں کے کمینے پن کی وجہ سے وہ آج کنوارا رہ جاتا۔

حسن اور ولید اس کی حالت سے حظ اٹھا رہے تھے کیونکہ پہلی بار تو وہ ہاتھ آیا تھا۔

"تیک اے لیتن بش ام دونوں ای دوشت ایں پکے والے دیکیں ام نے ایک جیشے شوٹ پہنے ایں۔"

وہ بلآخر موڈ ٹھیک کر گیا تھا۔

"ارے ہاں! ہم دونوں نے ہی سفید رنگ کے شلوار قمیض پہنے ہوئے ہیں اور سب سے اچھے بھی ہم ہی لگ رہے ہیں۔"

اس نے بے کا گال چومتے ہوئے حسن اور ولید کی طرف آنکھ دبائی وہ بیچارے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے کیونکہ ان دونوں نے بھی سفید رنگ کی ہی شلوار قمیض پہن رکھی تھیں۔

سب لوگ محبت بھری نگاہوں سے میکائیل کا ردار کو دیکھ رہے تھے جس نے ایک یتیم بچے کو اتنی محبت سے اٹھایا ہوا تھا اور اب اس کا باپ بننے جا رہا تھا۔ بریگیڈیر ذیشان بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے تھے جب جہانگیر کی ان پر نظر پڑی۔

"اووووواؤ! شان انتل بی آئیں ایں۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جے نے زور سے پکارا تو وہ اسی طرف آ گئے۔

"اور بھئی ہیرو کیسے ہو؟"

بریگیڈیئر ذیشان اس کی پیشانی چومتے ہوئے بولے۔

"میں تیک اوں، آپ ایشے بالکل آلمی تیف لگ لے او۔"

اس کی عجب انداز میں تعریف کرنے پر وہ زور سے قہقہہ لگا گئے۔

"دھیرے بولو ہیرو، دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔"

ان کے رازداری سے کہنے پر جے ان کی طرف جھکا۔

"آپ یاں تب (کب) آئے؟ کیا آپ بی ہمارے شات چم تے پاش لہیں دے؟"

جواباً وہ بھی رازداری سے پوچھنے لگا۔

"ہممم ویری شارپ مائنڈڈ کڈو۔"

وہ توصیفی انداز میں بولے۔

میکائیل کافی دیر سے ان کے درمیان خاموش تماشائی بنا ہوا تھا۔

"ادھر آؤ ہیرو اور جا کر بچوں کے ساتھ کھیلو تب تک میں آپ کے چم سے کچھ باتیں کر لوں۔"

وہ اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے نیچے اتار گئے تو وہ اندر بھاگ گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ دیر بات کر سکتا ہوں؟"

ان کے سوالیہ انداز پر حسن اور ولید وہاں سے کھسک گئے۔وہ میکائیل کو لیے ایک خالی ٹیبل پر آبیٹھے۔

"میں حارث زید کا دوست ہوں، تم سوچ رہے ہو گے میرے باپ کی عمر کا آدمی حارث کا دوست کیسے ہو سکتا ہے؟

تھا تو اس سے سینئر مگر اس کے اچھے اخلاق اور ملنسار طبیعت نے سب کو اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔وہ انتہائی نڈر اور بہادر تھا تبھی پورے رجمنٹ میں اس کے چرچے ہونے لگے۔ دوستی تو اس کی کافی لوگوں سے تھی مگر مجھ سے اس کا یارانہ تھا ہر بات بتاتا تھا وہ مجھے اور میں اسے۔ان دنوں ہمارے پوسٹنگ پنجاب میں تھی وہ مجھ سے ملنے آیا تھا وہیں اپنے والد کے دوست کے گھر رکا تو اس نے ایک جھلک دیکھی ان کی بیٹی کی جو اسے ایک بار ہی دکھی تھی وہ شاید کم گو اور کام سے کام رکھنے والی لڑکی تھی تبھی حارث زید جیسے سنجیدہ مزاج بندے کے بھی دل کے تار ہلا گئی۔وہ گھر لوٹتے ہی انکل کے سر ہو گیا اور شادی کروا کر ہی سانس لیا۔وہ بہت خوش تھا اپنی زندگی سے ہر وقت مسکراہٹ اس کے چہرے سے چپکی رہتی تھی اللہ تعالیٰ اسے اولاد سے بھی نوازنے والا تھا لیکن اس کا بلاوہ آگیا ملک کی طرف سے، میں نے اسے کہا کہ وہ چھٹی لے کر گھر چلا جائے مگر وہ نہ

ماناہم نے بہت سے جوان کھوئے تھے اس جنگ میں اپنی قوم کی حفاظت کے لیے اور ان میں وہ بھی شامل تھا۔وہ شاید واحد نوجوان تھا جس کی شہادت پر میری آنکھ سے آنسو گرا تھا مجھے بھی بازو میں گولی لگی تھی۔میں نے اسے ٹیم کے ساتھ ہی رہنے کا کہا تھا مگر وہ اتنا جوشیلا تھا کہ اندھا دھند آگے بڑھتا گیا اس نے بہت سے دہشت گرد جہنم واصل کیے تھے ساتھ اپنی جان کی بھی بازی لگا دی۔

اسے اپنی بیوی سے جتنی بھی محبت سہی مگر مٹی کا قرض سب سے پہلے تھا" ______

وہ کچھ دیر کے لیے رکے تھے جبکہ وہ دم سادھے انھیں دیکھ رہا تھا۔

"میں جانتا تھا وہ اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے میں اکثر چکر لگایا کرتا تھا۔اللہ تعالیٰ نے اسے بیٹے سے نوازا تھا میں تب بھی دیکھنے آیا تھا پھر سال بعد اس کے والد بھی وفات پا گئے۔ میں چاہ کر بھی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی بیوی بہت خوددار تھی وہ سارے گھر کو اکیلی سنبھال رہی تھی۔اب انابی کی وفات کا تو مجھے نہایت رنج پہنچا تھا مگر ضروری آپریشن کی وجہ سے میں آنے سے قاصر رہا۔اب بھی میں کسی کام سے آیا تھا تو یہاں آ کر خوشخبری ملی۔میں اس نیک انسان سے ملنا چاہتا تھا جو ایک بیوہ کو اس کے بچے سمیت اپنا رہا ہے جو خود پہلے سے کنوارا ہے۔ہمارے معاشرے میں ایسی انہونیاں نہیں ہوتیں حالانکہ یہ سب ہمارا مذہب سکھاتا ہے۔"

وہ پھر رکے تھے جبکہ میکائیل اپنے لیے "نیک "سن کر زلزلوں کی زد میں تھا وہ تو ایک بے ضرر لڑکی کو اپنی خود غرضی کی بھینٹ چڑھانے کا سوچ رہا تھا جو ہمیشہ سے سب تنہا برداشت کرتی آرہی تھی اور اپنے بیٹے کی اتنی اچھی پرورش کر رہی تھی۔اس نے خود پر لعنت بھیجی۔

"میں امید کرتا ہوں تم ان دونوں کو خود سے بڑھ کر عزیز رکھو گے اور اپنی آخری سانس تک یہ زمہ داری نبھاؤ گے۔میں عجلت میں آیا تھا ورنہ اپنی بیوی اور بیٹی کو بھی لے کر آتا۔"

وہ اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے خوشگوار لہجے میں بولے۔

"بچے آجاؤ آپ دونوں نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔"

حاجی ثناءاللہ کی آواز پر بریگیڈئیر ذیشان اٹھ کھڑے ہوئے۔

"سنیں جب اگلی بار آنا ہو تو اپنی بیوی اور بیٹی کے ساتھ آیئے گا اور ہمارے ساتھ ڈنر کیجیے گا۔"

میکائیل کاردار کے نرم لہجے پر وہ حیرت سے پلٹے تھے پھر دونوں گلے لگ گئے۔

نکاح کے بعد کھانا کھایا گیا تھا پھر رخصتی کا شور اٹھا۔عنوہ کی سسکاریاں سب کی آنکھیں نم کر گئیں تھیں اس کی حالت کا سب کو اندازہ تھا۔

ADEENA KHAN

"اووووواؤ! یہ آپ تاہوم شویٹ ہوم اے؟"

وہ فرنٹ سیٹ پر میکائیل کی گود میں چڑھ کر بیٹھا تھا سارے راستے باتیں کرتا آیا تھا جس پر ڈرائیونگ کرتے ولید اور میکائیل محظوظ ہوتے رہے اب ان کی گاڑی 'کاردار ولا' میں داخل ہوئی تھی تبھی وہ ارد گرد دیکھتا حیرت کا اظہار کر گیا۔

"""جی ہاں اب یہ ہمارا ہوم سویٹ ہوم ہے اور ہم مل کر اس میں رہیں گے۔"

میکائیل نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"مومی_____ سنا آپ نے ام اب یاں لہیں دے، کل ام ابو، امی اور کھالہ (خالہ) تو بی لے آئیں دے۔"

وہ پیچھے کی طرف جھکتے عنوہ سے بولا جس کے آنسو ابھی بھی جاری تھے۔

"دارالامان ہی سمجھ لیا ہے ان لوگوں نے تو پہلے ماں بیٹا خود آئے ہیں پھر سارے خاندان کو لے آنا۔"

نرمین جو عنوہ کی دوسری طرف بیٹھیں تھیں اپنی زبان کے نشتر چلانے سے باز نہیں آئیں تھیں۔

ان کا یہ جملہ صرف عنوہ کی سماعتوں تک پہنچا تھا باقی سب توجے کے باتوں میں الجھے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ نے بمشکل مٹھیاں بھینچ کر اپنا اشتعال دبایا تھا ورنہ اس کا جی چاہا تھا اپنا ایک دن کی دلہن ہونے کا لحاظ کیے بغیر یہیں کھری کھری سنا دے۔

وہ مجبور و لاچار لڑکی ہر گز نہیں تھی جو کسی کی بھی سن لیتی اس نے یہ شادی بھی اپنے شوق سے نہیں کی تھی۔اپنی پہلے شادی کے وقت اس کی ماں نے جو نصیحتیں کیں تھیں وہ اس نے چپ چاپ مانیں تھیں لیکن ان سب کی ضرورت ہی نہیں پڑی تھی حارث زید کے والدین بہت اچھے ساس سسر ثابت ہوئے تھے۔

سب گاڑی سے اتر گئے تھے،شرمین بھی اسے تھامے اندر لے آئیں تھیں۔اس پر پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں گئیں تھیں پھر اسے خشک میوہ جات والا دودھ پلایا گیا تھا تا کہ سردی کا احساس کم ہو جائے۔شرمین اس کی تھکن کا احساس کرتے ایک شاندار سے کمرے میں چھوڑ گئیں تھیں۔ان کے جانے کے بعد اس نے کمرے کا جائزہ لیا جہاں میکائیل کاردار کی چھوٹی بڑی بہت سی تصاویر لگیں تھیں۔

وہ بہت تھک گئی تھی تبھی اپنے کپڑوں والے بیگ سے ایک سوٹ نکال کر فریش ہونے چلی گئی۔اپنے گھر سے وہ ایک یہ بیگ ہی لائی تھی کیونکہ حیات کاردار نے جہیز لینے سے سختی سے انکار کر دیا تھا تبھی وہ چند جوڑے ہی لا سکی اور ابو نے کافی رقم اس کے بینک اکاؤنٹ میں ڈلوادی تھی۔

وہ باہر نکل کر اپنے بال سلجھانے لگی،اب اسے جے کی یاد ستا رہی تھی جانے کہاں تھا وہ اور کیا کر رہا تھا؟ وہ اسی فکر میں بیڈ کی ایک طرف لیٹ گئی سوچتے سوچتے اس کی آنکھ لگ گئی۔

جب اس کی آنکھ کھلی تو اس کے پاس ہی جے سویا ہوا تھا۔اس نے خوشی سے اسے اپنا حصار میں لینا چاہا مگر ہاتھ رکھتے ہی اسے دوسری جانب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تبھی اس نے جھٹکے سے ہاتھ واپس کھینچ لیا۔کچھ دیر دھک دھک کرتے دل کو کنٹرول کر کے وہ تھوڑا سا اوپر ہوئی تو نگاہیں دو براؤن آنکھوں سے ٹکرائیں وہ سرعت سے نیچے ہوتی کروٹ بدل گئی۔

دوسری جانب موجود میکائیل کاردار مسکراہٹ دبائے ہوئے آنکھیں موند گیا پھر کچھ یاد آنے پر بولا:

"میں جانتا ہوں یہ سب تمہارے لیے آسان نہیں ہے مگر تم مجھ پر بھروسہ کر سکتی ہو میں کسی بھی معاملے میں زبردستی کا قائل نہیں ہوں۔تم مجھے زندگی کے ہر قدم پر اپنے ساتھ کھڑا پاؤ گی۔

یہ بات یاد رکھنا میکائیل کاردار اپنی زبان سے نکلی بات پوری کرنے کے لیے جان کی بازی بھی لگا سکتا ہے۔"

اس کی باتیں سنتی عنوہ حیرت سے گنگ ہو گئی تھی اسے اس حد تک نرمی کی امید نہیں تھی میکائیل کا ردار سے جبکہ حیران تو وہ خود بھی تھا جو خود کو پل میں بدل گیا تھا۔

وہ دونوں خاموشی سے ایک دوسرے کے بارے میں سوچتے ہوئے نیند کی وادیوں میں اتر گئے۔

ADEENA KHAN

میکائیل کے دوست کافی دیر تک باتیں کرتے رہے اس کی گود میں موجود جے اپنی ماں کی تلاش میں نگاہیں دوڑاتا آخر اونگھنے لگا تھا تبھی سب کو اس پر ترس آیا اور وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

میکائیل جے کو لیے اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب شرمین نے روکا ان کے ساتھ نرمین بھی تھیں۔ میکائیل نے مشکوک نگاہوں سے اپنی خالہ کو دیکھا یقیناً اب نئی پٹیاں پڑھائی ہوں گیں اس کی ماں کو۔

"جے بیٹا! آجاؤ آپ میرے ساتھ سویا کرو۔"

انھوں نے جے کی نیند سے بھری آنکھوں کو دیکھ کر کہا۔

"لیتن دے موی تے شات ای شوتا اے اس تو اچا نئیں لگتا اے ان تے بنا۔"

جے نے منہ بسورے رونے کی تیاری پکڑی۔

ماں کے بنا اسے لگا وہ اکیلا رہ گیا ہے تبھی اجنبی نگاہوں سے میکائیل کو دیکھنے لگا اور یہیں میکائیل کی بس ہوئی تھی۔

"پلیززز فار گاڈ سیک مما کیوں آپ چھوٹے سے بچے سے سیاست کرنے کھڑی ہو گئیں ہیں؟ میں نے آپ کو ہزار بار سمجھایا ہے دوسروں کے اشاروں پر مت چلا کریں جن کی خود کی کشتی ڈوب رہی ہو وہ لوگوں کے پاس فلسفی بن کر چلے آتے ہیں۔"

اس کے طنز پر جہاں شرمین شرمندہ ہوئیں تھیں وہیں نرمین بلبلا کر رہ گئیں، وہ اچھی طرح جانتی تھیں اس کا اشارہ ان کی بگڑی ہوئی اولاد کی طرف تھا۔

"میری بات تو"

شرمین کی بات ادھوری رہ گئی تھی۔

"گڈ نائٹ مما، میں بہت تھک گیا ہوں۔"

وہ شرمین کی پیشانی چومتا کمرے میں داخل ہوتے دروازہ بند کر گیا تھا۔

"اوووووواؤ! مومی یاں سوری ایں۔"

اپنی ماں کو دیکھتے ہی بے جی کی چہکار واپس لوٹ آئی تھی۔اس کی بات پر مسکراتے میکائیل کی توجہ بھی بیڈ کی طرف گئی تھی جہاں عنوہ بے خبر سو رہی تھی اس کی سیاہ لمبی زلفیں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اطراف میں بکھریں تھیں۔میکائیل نے پہلی بار اس کے بال دیکھے تھے ورنہ وہ ہر وقت دوپٹہ لپیٹے رکھتی تھی تبھی وہ مبہوت رہ گیا تھا۔جے کی آواز پر اس کا سکتہ ٹوٹا۔

"شششش مومی کو شونے دیں ام یاں ان کے پاش شودائیں گے۔"

وہ رازداری سے اس کے کان میں بولا۔

"ہاں ______ ٹھیک ہے چلو یہاں لیٹو۔"

وہ سر کھجاتا ہوا اس کی طرف متوجہ ہوا،بیڈ کی دوسری طرف آ کر اس نے جے کو اتارا جو عنوہ کے بال دھیرے دھیرے سے سمیٹتا اسے مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

"بوت اچا لدرا اے نا؟"

اس کے لیٹتے ہی جے کی خوشی سے بھرپور آواز گونجی۔

"ہمم بہت انفیکٹ مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا۔۔۔۔"

اس کی بات جے کے سر کے اوپر سے گزر گئی تھی تبھی وہ اسے دیکھنے لگا۔

"سو جاؤ کیوٹو" ______

اس نے کہتے ہی جے کو تھپتھپانا شروع کر دیا۔

جے کے سوتے ہی اس نے بھی آنکھیں بند کر لیں مگر تبھی اسے اپنے ہاتھ پر نرم سا لمس محسوس ہوا۔اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور تبھی چپکے سے اپنی طرف دیکھتی

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ سے اس کی نگاہیں ٹکرائیں۔وہ ہڑ بڑا کر نیچے ہوتی اس کے چہرے پر مسکان لے آئی
تھی۔

ADEENA KHAN

عنوہ اس وقت ٹی پنک لہنگے میں ملبوس سٹیج پر بیٹھی تھی۔اس کے گھر والے آئے ہوئے
تھے سب اس کو مطمئن دیکھتے خود بھی پر سکون ہو گئے تھے۔

سب مہمانوں کی نگاہیں ایک جیسے نیوی بلیو ٹو پیس میں ملبوس میکائیل کاردار اور جہانگیر
زید پر ٹکی تھیں۔

وہ دونوں ہی خوب چہک رہے تھے تبھی شرمین نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری
تھی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فوٹو گرافر نے کپل فوٹو کا کہا تو وہ جے کو بھی ساتھ اٹھالایا۔

اس کی یہ حرکت سب کو ورطہ حیرت میں ڈال گئی تھی جبکہ عنوہ نے اسے بے یقینی سے
دیکھا تھا۔کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟وہ یہ سب سمجھنے سے قاصر تھی۔

میکائیل نے ایک طرف گود میں جے کو لے لیا اور دوسرا بازو عنوہ کے گرد پھیلا لیا۔

عنوہ تو یک دم اس کی بے تکلفی پر سٹپٹا گئی۔

اسے جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے۔

"میم تھوڑی سمائل دیں پلیز زز۔"

فوٹو گرافر کی درخواست پر اس نے بمشکل چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"پرفیکٹ"______

فوٹو گرافر کافی تصویریں لے کر مطمئن ہوتا وہاں سے چلا گیا تو میکائیل نے بھی اپنا بازو ہٹا لیا۔

"اووووواؤ! جم دیکھیں مومی آج بوت پیالی لدری ایں۔"

جے نے میکائیل کی توجہ اپنی ماں کی طرف دلائی تو وہ بھی مڑ کر دیکھنے لگا۔

اس کی گہری نگاہیں خود پر محسوس کرتی عنوہ اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی، سب ان کی طرف ہی متوجہ تھے۔

"ہمم اتنا میک اپ کر کے تو پہچانی ہی نہیں جا رہیں، یہ سیلون والے بھی نا انسان کو کیا سے کیا بنا دیتے ہیں۔"

اس کی جلی کٹی بات سن کر عنوہ دانت پیستی ہوئی دوبارہ صوفے پر جا بیٹھی۔

میکائیل کا ردار کی مسکراتی ہوئی آنکھیں اسی پر ٹکیں تھیں تبھی جے کی زوردار پکار پر وہ چونکا۔

"ڈرائیور، ڈرائیور"______

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Poetry|Interviews

حسن اور ولید جو دبے پاؤں جے سے چھپتے چھپاتے آگے بڑھ رہے تھے یک دم خجالت سے رکے۔

یہ بچہ واقعی میں کافی شاطر ثابت ہوا تھا تبھی تو میکائیل کار دار جیسے کھڑ دماغ کو بھا گیا تھا۔ نکاح والے دن بھی اس نے دونوں کو ڈرائیور کہہ کر مخاطب کیا تھا اور اب بھی سب کے سامنے مشکوک کر دیا تھا۔

"ہائے ایوری ون! بچہ ہے نامذاق کر رہا ہے۔"

حسن نے زرد چہرہ لیے سر کھجایا کیونکہ عنوہ سے ملتی جلتی شکل کی ایک لڑکی اسے دیکھ کر زور سے قہقہہ لگا گئی تھی۔ وہ سمجھ گیا تھا یہ ان کی بھابھی کی بہن ہو گی۔

عنوہ کے والدین کے لیے ولیمے کی مکس گیدرنگ ناگواری کا باعث تھی تبھی انھوں نے اپنی بیٹیوں کو ایک ہی ٹیبل پر جما دیا تھا۔ اس کی تینوں بہنیں اپنے بھتیجے کے کارنامے پر اب ہنس رہیں تھیں کیونکہ وہ ڈرائیور بالکل صاف بول گیا تھا تبھی تو سب کو اس کی بات سمجھ آئی تھی۔

"میری جان! ایسے نہیں بولتے بڑے ہیں وہ آپ سے۔"

عنوہ نے فوراً سے اس کی سرزنش کی۔

"مومی ______ چم نے تہا (کہا) تھا یہ ڈرائیور ایں۔"

جے نے فوراً سے میکائیل کے گلے میں بانہیں ڈالیں۔

"بری بات ہے بیٹے، آپ کے لیے بہتر ہو گا کہ اس کو اچھی اچھی باتیں سکھایا کریں اپنے جیساب____بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

وہ جے کو کہتی اس کی طرف مڑی، اسے بد تمیز کہتے کہتے وہ بمشکل رک گئی ورنہ اس کو سخت تپ چڑھی تھی۔

"وہ گاڑی چلا رہے تھے محترمہ تو گاڑی چلانے والے کو ڈرائیور ہی کہتے ہیں، موچی تو کہنے سے رہے اور سب سے اہم بات ڈرائیور بھی انسان ہوتا ہے وہ کوئی حقیر مخلوق نہیں ہے۔"

وہ بھی فوراً سے پیشتر حساب برابر کر گیا۔

"میں نے کب کہا ڈرائیور حقیر ہوتا ہے؟ وہ اپنی محنت سے کماتا ہے لیکن میں صرف یہ کہہ رہی ہوں جس شخص کا جو مقام ہے اسے وہی کہا جائے۔"

وہ میکائیل پر طنز کرتی سامنے دیکھتے ہوئے بولی۔

"آہ____اچھا بھئی سیز فائر کرتے ہیں اور جے مائی سن اب سے آپ ان دونوں کو 'چاچو' کہو گے۔"

اس نے ہار مانتے ہوئے جے کو کہا۔

"تاتو" ____

جے نے فوراً سے پکارا۔

"چاچو کس خوشی میں؟

اس کے کہاں سے چاچو لگتے ہیں وہ دونوں؟"

عنوہ بدکی۔

"مجھ سے شادی کی خوشی میں، تمہاری مجھ سے شادی ہوئی تو جے میرا بیٹا بنا پھر میرے دوست میرے بیٹے کے چاچو بن گئے۔"

وہ شاہانہ انداز میں گردن اکڑا کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"آپ تابے بی بن دیااوں میں، یاہووووو۔"

جے چہکا۔

"ہمم میرے بے بی بن گئے ہو اب" _____

اس نے جے کا گال چومتے ہوئے عنوہ کی طرف دیکھا جو پھٹی آنکھوں سے انھیں دیکھ رہی تھی۔

"جے یار تمہاری مومی ہمیں 'شوق' سے دیکھ رہیں ہیں یا 'shock' سے۔"

اس نے جے کو ٹیڑھی نظروں سے دیکھا۔

"ہائیں! چھوق سے چھوق سے، یہ تیا بات اوئی؟"

جے نے ناسمجھی سے ناک چڑھائی۔

سب لوگوں کی نگاہیں ان تینوں پر ہی ٹکیں تھیں جو آپس میں ہی مصروف تھے اور پرفیکٹ فیملی لگ رہے تھے۔ ابھی وہ مزید باتیں کرتے تبھی شرمین اور حیات کا ردار کو فوٹو گرافر لے آیا تھا تاکہ فیملی فوٹو لے سکے۔

ADEENA KHAN

ولیمے کے بعد وہ امی ابو کے ساتھ ہی آگئی تھی، کل صبح وہ لوگ واپس جا رہے تھے تبھی اس نے آج ان کے ساتھ رکنا تھا۔

"ایسا____مجھے تو یقین ہی نہیں ہو رہا کہ میکائیل بھائی اتنے اچھے ہوں گے۔"

عنایہ چہکی تھی۔

"بالکل ایسا! کاش_____ہمارے معاشرے میں سارے مرد ایسے ہو جائیں تو کوئی بیوہ یا طلاق یافتہ عورتیں اور ان کے بچے زندہ در گور نہ ہوں۔"

مایا نے حسرت سے کہا۔

"یہاں کریڈٹ حیات انکل اور ان کی وائف کو بھی دینا چاہیے، آج کل کے امیر لوگ کہاں سوچتے ہیں ایسا"_____

زویا نے بھی ان کی تائید کی۔

اس کی بہنیں زور و شور سے بحث کر رہیں تھیں جبکہ وہ سوچوں میں گم تھی۔اسے ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کے تمام خدشات پہلے دو دن میں ہی رد ہو جائیں گے، سب اس حد تک پیار و محبت جتائیں گے۔

"عنوہ بیٹی_____مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی۔دیکھو میری بچی! مجھے میکائیل بیٹے کی خالہ اور اس کی بیٹی ذرا تیز مزاج کی لگی ہیں تم ان کی باتیں در گزر کر دینا ویسے بھی وہ مہمان ہیں تو کچھ دن تک لاہور واپس چلی جائیں گیں۔"

اس کی ماں کی نصیحتیں شروع ہو گئیں تھیں جس پر وہ محض سر ہلا سکی۔

"امی! ابو کہاں ہیں؟"

عنوہ نے ماں سے پوچھا۔

"وہ باہر جے کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔"

انھوں نے صحن کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے میں آتی ہوں۔"

وہ جلدی سے اٹھی۔

"ابو"_____

اس نے انھیں پکارا جو جے کو جہاز چلانا سکھا رہے تھے۔

"آؤ بیٹے"_____

وہ اسے دیکھتے مسکرائے۔

ان کے دل کا بوجھ اتر گیا تھا اپنی بیٹی کو اتنے اچھے خاندان میں بیاہ کر۔

"ابو_____پلیزززز گھر جاتے ہی بھائی کو واپس بلا لیجیے گا میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے وہ یوں امی سے دور رہیں۔"

اس نے ان کا ہاتھ تھاما۔

"وہ ناہنجار اتنا ہی ماں کا لاڈلا ہوتا تو ایسی حرکتیں کرتا ہی کیوں؟"

انھوں نے غصے سے کہا۔

"ابو پلیززز! میں نے دیکھا ہے اس دن سے امی چھپ چھپ کر روتی ہیں۔ وہ ان کا پہلا اور اکلوتا بیٹا ہے وہ جو مرضی کرتا ہو مگر آپ خود اس بات کے گواہ ہیں وہ امی سے ہمیشہ محبت جتاتا ہے۔ ابو ایک ماں کو اس کے بیٹے سے دور نہ کریں۔"

اس کی التجا پر وہ ہار مان گئے۔

"ٹھیک ہے بلا لوں گا، تم فکر نہ کرو۔"

انھوں نے چہرے پر نرم مسکراہٹ سجائی۔

"بس ابو آپ رشتوں میں توازن رکھیے گا کسی دوسرے کو اپنی بیٹیوں پر حاکم نہیں بننے دیجیے گا لیکن اگر وہ محافظ بننا چاہے تو منع مت کیجیے گا۔"

اس نے نم آنکھوں سے کہا جس پر وہ اسے سینے سے لگا گئے۔

"ہمیشہ خوش رہو میری جان۔۔۔"

وہ نم لہجے میں بولے۔

ان کی بیٹی واقعی بے مثال تھی۔

اگلے دن صبح ہی صبح میکائیل بھی آگیا تھا، وہ سب جاتے جاتے انھیں اپنے پاس آنے کی دعوت دے گئے تھے۔

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

میکائیل انھیں گھر لایا تو حیات کاردار اور شرمین ناشتہ کر رہے تھے۔ وہ انھیں بھی اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دے گئے۔

خالہ اور ان کی بیٹی شاید واپس چلی گئیں تھیں۔

جے میکائیل کی گود سے اتر کر بے زاری سے کرسی پر بیٹھا ان گنت لوازمات دیکھنے لگا مگر ان میں اسے اپنے پسند کی چیز نظر نہ آئی تبھی اس نے عنوہ کے کان میں کھسر پھسر کی جس پر وہ زرد پڑ گئی۔

میکائیل کاردار تو انھیں اندر چھوڑتا ہی باہر سیر سپاٹے پر نکل گیا تھا۔

"بیٹے! کیا ہوا آپ لوگ ناشتہ کیوں نہیں کر رہے ہے؟"

حیات کاردار نے دونوں کو دیکھا۔

"کچھ نہیں انکل وہ" _____

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔

"انتل میں نے چوری تھانی اے، مدے صبح وہی اچی لگتی اے یہ شب ام نئیں تھا سکتے ایں۔ مومی کو بی صبح ایگ اور گھی والی روٹی تھانی اوتی اے۔"

اس نے ساری صورتحال ان کے گوش گزار کر دی، عنوہ نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی۔اس کا بیٹا جب تک اپنی بات مکمل نہ کرلے چین سے نہیں بیٹھتا تھا۔ اب وہ شرمندگی سے دیکھ رہی تھی۔

"اوہ بیٹا یہ بات تھی تو بتانا تھا نا، عنوہ بیٹے یہ اب آپ کا اور جے کا بھی گھر ہے آپ جو چاہے کہہ سکتی ہو۔"

شرمین کے کہنے پر حیات کاردار نے بھی اسے سمجھایا تھا۔

"آنٹی میں تو کچھ بھی لے لیتی ہوں ناشتے میں مگر یہ تھوڑا موڈی ہے۔"

اس نے خفت سے سرخ پڑتے ہوئے کہا۔

"نصیر جاں______چھوٹے شہزادے کے لیے دیسی گھی میں چوری بنا کر لاؤ مزیدار سی۔"

انھوں نے باورچی کو پکارتے ہوئے حکم دیا۔

"جی صاااب جی____ابھی لایا۔"

وہ مسکراتا ہوا پلٹ گیا۔

"اور بیٹا آپ بھی ہم دونوں کو میکائیل کی طرح مما اور ڈیڈ کہا کرو، ہمیں اچھا لگے گا۔"

حیات کاردار نے عنوہ کو مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوووووواؤ! میں بی مما اور دید بولوں دا۔"

جے کی چہکتی ہوئی آواز پر وہ اس کی طرف مڑے۔

"بالکل جناب______آپ جو چاہیں بولیں آپ کو بھلا کون روک سکتا ہے؟"

حیات کاردار نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تیک اے میں دیک کر آتا اوں وہ تیک بنا لے ایں یا نئیں۔"

وہ جلدی سے اتر کر کچن میں بھاگا۔

عنوہ خوامخواہ شرمندہ ہو رہی تھی۔

"عنوہ بیٹے! یہ جے کا اپنا گھر ہے وہ جیسے چاہے رہے آپ اس کو نہیں ٹوکیں گیں۔"

انھوں نے عنوہ کو واضح کیا۔

"جی سر______ڈیڈ۔"

وہ ان کے دوٹوک لہجے پر بوکھلا گئی، وہ شاید جان گئے تھے کہ بعد میں وہ اس کی کھنچائی کرنے والی تھی۔

حیات کاردار آفس چلے گئے تھے اور عنوہ شرمین کے ساتھ باتوں میں لگی رہی۔ جے لان کا جائزہ لے رہا تھا۔

شرمین اسے آرام کرنے کا کہہ کر اندر گئیں تو وہ بھی جے کو اٹھا کر کمرے میں داخل ہوئی۔

وہ وارڈرعب سیٹ کرتی رہی تبھی زویا کی کال آگئی۔

جے کافی دیر سے بور ہو رہا تھا، عنوہ فون پر لگی ہوئی تھی اور اس کا کھلونوں سے کھیلنے کا موڈ نہیں تھا تبھی وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

اس نے ادھر اُدھر جھانکا اتنے بڑے گھر میں سمجھ نہ آئی کہاں جائے تبھی اسے حیات کاردار کمرے سے نکلتے نظر آئے وہ شاید گھر واپس آ گئے تھے تجسس میں وہ بھی ان کے پیچھے پیچھے ہی چلنے لگا۔

وہ ایک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو جے بھی ان کے پیچھے ہی داخل ہو گیا۔

"اووووواؤ! اتنی شاری بکش (بکس)"______

اس نے گھوم کر چاروں اطراف میں دیکھا۔

جہانگیر بیٹے! آجاؤ۔"

حیات کاردار اس کی حیران کن آواز پر مڑتے ہوئے مسکرا دیے۔

"یہ شاری بکش آپ تی ایں؟"

اس نے آنکھیں پھاڑے دیکھا۔

"جی ہاں______یہ ساری میری ہی ہیں۔"

انھوں نے محبت سے اسے اٹھا کر صوفے پر بٹھا دیا۔

"میرے پاش بی بہت شاری تھری بکش ایں۔"

اس نے پاؤں ہلاتے ہوئے انھیں متاثر کرنا چاہا۔

"اوہ اچھا، پھر آپ تو دل لگا کر پڑھتے ہوگے۔آپ کی مومی نے بتایا تھا آپ بہت شارپ مائنڈڈ ہو۔"

انھوں نے اپنی مسکراہٹ ضبط کرتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"ہمم وہ تو میں اوں لیتن مدے بکش پڑھنا اچانئیں لگتا، میں بور او دا تا اوں۔کیا یہ شاری بکش جو کیل کار ایں وہ جو آپ تے بے بی ایں انھوں نے بی پڑھیں ایں؟"

اس نے منہ بنایا جس پر حیات کاردار نے مسکراہٹ دبائے اس کی بے فکری ملاحظہ کی مطلب یہ ان کے بیٹے سے بھی اوپر کی چیز تھا۔

"نہیں بھئی! وہ نکھٹو کہاں پڑھتا ہے کتابیں؟"

ان کی بات جے کو پوری تو نہیں سمجھ آئی تھی مگر اپنی مطلب کی بات 'نہیں' ضرور سمجھ آگئی تھی تبھی وہ آرام سے ٹیک لگا گیا۔جب چم نہیں پڑھتا تھا تو اسے کیا ضرورت تھی دماغ کھپانے کی۔

"میں نے تو سنا ہے آپ آرمی چیف بننا چاہتے ہو لیکن ایسے کیسے بنو گے بنا پڑھے؟"

انھوں نے اس کی طرف سوالیہ بھنویں اچکائیں۔

"اش کے لیے بوت پڑھنا پڑتا ہے؟ بابا نے بی بکش پڑھیں تھیں؟"

اس نے الٹا ان سے سوال داغا۔

"بالکل جو بھی بڑا آدمی بننا چاہتا ہے اسے بہت سارا پڑھنا ہوتا ہے۔"

انھوں نے اپنی بات زور دیا۔

"ہمم تیک اے پڑھ لیا تروں دا۔"

وہ بے زاری سے نیچے اترا اور باہر چل پڑا۔

اسے لگا تھا اب بوریت محسوس نہیں ہو گی مگر یہاں تو ساری بے معنی باتیں ہونے لگیں تھیں۔اس لیے اس کا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر تھا۔

اس کے نکلتے ہی حیات کا ردار کا زبردست قہقہہ گونجا تھا۔

ADEENA KHAN

میکائیل شام کو گھر آیا تھا پھر وہ سب لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ کرتے رہے اور ڈنر کے بعد سونے کے لیے لیٹ گئے۔

میکائیل اور جے بیڈ پر لیٹے باتیں کر رہے تھے جبکہ عنوہ کمرے کی حالت درست کرنے میں لگی تھی۔میکائیل اس پر بھی نظر ڈال رہا تھا جو اس کے پھیلائے گئے کپڑے ترتیب سے رکھ رہی تھی۔اسے عجیب سا خوشگوار احساس ہو رہا تھا جسے وہ کوئی نام نہ دے پایا۔

"مومی_____آپ بی آدائیں۔"

جے نے یک دم اسے پکارا تھا جس پر وہ ناچار اس کی دوسری طرف آلیٹی۔

میکائیل کا ہاتھ جے کے اوپر رکھا تھا جے نے عنوہ کا بھی ایک ہاتھ پکڑ کر میکائیل کے ہاتھ پر رکھ دیا پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو ان پر رکھ کر کھلکھلایا۔

وہ دونوں اس کے عمل پر ساکت رہ گئے۔

"اووووواؤ! شب کتنا اچالدر ااے۔

چم تا ہاتھ تو بڑا اے میری مومی کا تو شوٹا اے۔مومی تو ہیں بی اتنی کیوٹ شی،ہے نا چم؟"

وہ خوشی سے جھوم اٹھا۔

"اب دیکھ کر بتاتا ہوں پہلے تو تمہاری مومی نے میک اپ کر رکھا تھا۔"

وہ لب دبائے مسکراہٹ روک کر کہنی کے بل اونچا ہوتے عنوہ کو دیکھنے لگا جو تپی ہوئی اسے ہی گھور رہی تھی۔

"اوہ لگتا ہے فائر بر گیڈ کو بلوانا پڑے گا، مجھے حالات ساز گار نہیں لگ رہے خطرہ ہی خطرہ ہے۔"

وہ اب بھی اسے چڑانے سے باز نہ آیا۔

"سب سے بڑا خطرہ تو آپ ہیں، اپنے لیے بلانا ہے کیا انھیں؟"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی تو میکائیل کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

وہ جب سے آیا تھا تب سے گونگی بنی ہوئی تھی، اب وہ غرائی تو میکائیل سکون سے لیٹ گیا۔

"مومی از شوفنی۔۔۔"

اس کے ہنسنے پر جے کو لگا اس کی ماں نے کوئی مزاحیہ بات کی ہے تبھی وہ بھی ہنس دیا۔

"یس بیٹے یور مومی از ویری فنی"_____

وہ عنوہ کے غصے سے لال چہرے کو دلچسپی سے دیکھتے ہوئے بولا۔

"جے سو جاؤ آپ، کل سکول بھی جانا ہے۔"

عنوہ نے جے کو سیدھا کیا۔

"اوہ نو مومی! پھر سے بورنگ لائف تکول تکول تکول۔"

وہ بے زاری سے بولا۔

"واہ میرے شیر ! اپنے خیالات تو بہت ملتے ہیں۔"

میکائیل نے جے کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"جی نہیں میرا بیٹا آپ جیسا نہیں ہے۔"

عنوہ جے کے بالوں کو ٹھیک کرنے لگی۔

"نو مومی ام دونوں سیم ایں، دید نے بتایا یہ بی بکش نئیں پڑھتے اور مدے بی اچی نئیں لگتی۔"

جے نے فوراً اس کی تردید کی۔

یہ سن کر میکائیل کا منہ کھل گیا یعنی اس کا باپ اب اس کے بیٹے کے سامنے بھی اسے زیرو بنا کر چھوڑے گا۔

عنوہ اس کے تاثرات دیکھتی ہنس دی، میکائیل ہنسی کی جھنکار پر چونکا۔ وہ ہنستی ہوئی بہت خوبصورت لگ رہی تھی اسے لگا ایسا دلکش منظر اس نے پہلی بار دیکھا ہے تبھی وہ مبہوت رہ گیا۔

عنوہ اس کی نگاہیں محسوس کرتی گڑبڑا کر کروٹ بدل گئی۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

صبح اس کی آنکھ کھلی تو دیکھا میکائیل جلدی جلدی بالوں میں برش کر رہا تھا۔وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھنے لگی۔اس کو امید نہیں تھی کہ وہ اتنی صبح جاگ سکتا ہے۔

"بس بس بس_____اب کیا مجھے نظر لگاؤ گی تم؟"

آئینے میں اس کا عکس دیکھتا میکائیل اسے کڑے تیوروں سے گھورنے لگا۔

"میں وہ"_____

وہ یک دم سٹپٹا گئی۔

"میں بھی چلوں آپ کے ساتھ؟"

وہ جلدی سے بیڈ سے اتری،اسے لگا شاید وہ آفس جا رہا ہے۔

"جی جی_____چلو یونیورسٹی میں بھی ایک ریسیپشن رکھ لیتے ہیں اور میرے امتحانات منسوخ کروادیں گے۔مزا آئے گا،ہے نا؟"

وہ استہزائیہ ہنسا۔

"جی____مجھے لگا آپ آفس جا رہے ہیں۔"

وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ اپنے زرخیز دماغ کے گھوڑے نہ ہی دوڑائیں تو اچھا ہے۔میں آفس نہیں یونیورسٹی جارہاہوں میرے فائنلز کی ڈیٹ شیٹ آگئی ہے اور سب سے اہم بات اب تم آفس نہیں جاؤ گی۔"

وہ ہیئر برش رکھتے اس کی پلٹا۔

"لیکن کیوں؟؟؟"

ڈیڈ نے کہا کہ میری مرضی ہے میں جاناچاہوں تو جاسکتی ہوں۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولی۔

"اس لیے کہ اب تمہارے ڈیڈ کی نہیں بلکہ سرتاج کی مرضی چلے گی۔"

وہ سینے پر ہاتھ لپیٹتے ہوئے بولا۔

کہاں تو اسے جانے جلدی تھی اور اب وہ فرصت سے اسے تک رہا تھا۔

"مگر میں گھر میں کیا کروں گی؟ جے بھی سکول چلا جائے گا۔"

وہ بے زاری سے اسے دیکھنے لگی۔

"جو مما کرتی ہیں وہی کرنا،میرے اور جے کے سارے کام کرنا اور پھر________ ہم دونوں کا انتظار کرنا۔"

وہ اس کا شیڈول طے کرتے ہوئے بولا۔

"جے کو اسکول سے جلدی لے آتی ہوں میں قریباً بارہ بجے تک۔۔۔۔۔"

اس کے بتانے پر میکائیل ہنسنے لگا۔

"میں سب پہلے سے جانتا ہوں اور بارہ بجے اسے گھر چھوڑ جاؤں گا۔"

اس نے پھر سے اس کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

ابھی وہ مزید بحث کرتے تبھی جے کی آواز گونجی۔وہ کافی دیر سے آنکھیں میچے ہوئے ان کی بحث سن رہا تھا۔

"مومی_____ہو سکتا اے آج شنڈے او۔"

اس کی بات دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ اپنی چھب دکھلا کر غائب ہو گئی۔

"نو میری جان_____آج منڈے ہے آپ کو پورا ہفتہ سکول جانا ہے۔"

عنوہ اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بال سنوارنے لگی۔

"اف_____اتے دن تک شنڈے کا ویٹ کلنا او گا۔"

وہ منہ بسورتے اٹھ بیٹھا۔

"اللہ اللہ! میں نے سوچا بھی نہیں تھا میرا جے ایسا کام چور ہو گا۔"

عنوہ نے مصنوعی افسردگی سے کہا۔

"اچا شید مت اوں تلاداتا اوں۔"

)اچھا سیڈ مت ہوں چلا جاتا ہوں(

وہ عنوہ کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولا جس پر وہ مسکراتے ہوئے اس کی پیشانی چوم گئی۔

میکائیل کاردار نے بغور اس کے چہرے پر پھیلی ممتا بھری مسکراہٹ دیکھی۔ان کے لاڈ بھرے انداز اس کا دل گدگدا رہے تھے۔اسے ایسی محبتیں محسوس کیے سالوں گزر گئے تھے۔

"آہم آہم______کچھ نظر کرم ادھر بھی کیجیے،ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں۔"

اس کے گلا کھنکارنے پر وہ دونوں چونکے۔

"جم______آپ بی جاگ لیے ایں۔

اوووواؤ! آپ کوئی موی تکول بھیجیں گیں۔"

اس نے میکائیل کی تیاری دیکھ کر کہا۔

"ہاہ______بالکل یار یہ ظلم مجھ پر بھی ہو رہا ہے۔"

اس نے بیچارگی سے شکل بنائی۔

عنوہ اس کی اوور ایکٹنگ پر نگاہیں گھماتی ہوئی اٹھ کر جے کی وارڈروب سے یونیفارم نکالنے لگی۔

"تمھیں کھینچے گا کئی بہانوں سے۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اک جادو جو میری ذات میں ہے۔۔۔"

اس نے شاہ رخ خان کے انداز میں بانہیں پھیلائے شعر پڑھا تو جے زور زور سے ہنسنے لگا۔

"اوووووؤچم______آپ کتنے فنی لدرے او۔"

جے کی بات پر اس کا رنگ اڑ گیا۔

وہ ہیرو بن رہا تھا اور جے نے جوکر بنادیا تھا۔

عنوہ اس کی روہانسی شکل پر بمشکل مسکراہٹ ضبط کرتی جے کو اٹھا کر تیار کرنے لے گئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میکائیل خفت سے سر کھجاتا صوفے پر جا بیٹھا۔

آدھے گھنٹے بعد وہ تیار ہوتے باہر آئے تھے۔

ناشتے کی ٹیبل پر حیات کاردار اور شرمین کے ساتھ سنبل اور نرمین کو دیکھتے عنوہ رکی تھی۔

وہ تو سمجھی تھی دونوں چلی گئیں ہیں۔

"آؤ آؤ ماشاءاللہ بہت پیارے لگ رہے ہو تینوں۔"

شرمین نے دل ہی دل میں ان کی نظر اتاری۔

"ارے واہ! لٹل بوائے آج سکول جارہا ہے۔"

حیات کاردار نے اسے اٹھا کر اپنے ساتھ والی کرسی پر بیٹھا دیا۔

عنوہ اس کا چھوٹا سا سپائیڈر مین والا بیگ کرسی پر لٹکا کر خود بھی ساتھ والی کرسی پر براجمان ہو گئی۔

"ارے مجھے تو لگا تھا آپ دونوں اپنے گھر واپس جا چکی ہیں مگر یہاں تو جانے کے آثار نہیں لگ رہے۔"

میکائیل نصیر جاں سے چیز پر اٹھالیتا اپنی پلیٹ میں رکھ گیا۔

وہ دونوں ماں بیٹی تپ کر اٹھیں۔

"بی ہیویور سیلف میکائیل" ______

حیات کاردار نے اسے گھورا۔

"یہ لوگ کل اپنے کسی جاننے والے کے پاس چلی گئیں تھیں ان سے ملنے پھر جب تم لوگ سونے چلے گئے تھے تب واپس آئیں تھیں۔"

شرمین نے صورتحال بگڑتے دیکھ کر بات سنبھالی اور منت سماجت کرتے دوبارہ بٹھایا۔

"چل کریں ڈیڈ میں صرف پوچھ رہا تھا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے لاپرواہی سے کہتے ہوئے جے اور عنوہ کو دیکھا جو ان سب سے بے خبر ناشتے میں مصروف تھے۔ عنوہ اس کے منہ میں چوری ڈال رہی تھی جو وہ مزے سے کھا رہا تھا۔

"کاش! میں بھی اتنا خوش اور مطمئن ہو جاؤں۔ لگتا ہے ان دونوں کی سنگت میں ایسا ہو ہی جائے گا۔ کچھ کچھ پوزیٹو وائبز تو ابھی سے آنے لگی ہیں مجھے۔"

وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھا۔

نرمین اور سنبل اس کی نگاہیں ان دونوں پر محسوس کر تیں کڑھ کر رہ گئیں۔

"چلو میرے ہیرو! چلتے ہیں اب ہم دونوں۔"

وہ ناشتہ ختم کرتے جے کو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوتے! اللہ حافظ مما، دید اور آپ تو بی۔"

وہ سب کو دیکھ کر بولا جس پر حیات کار دار اور شرمین نے بھی اسے خدا حافظ کہا۔

"میں باہر تک چھوڑ آتی ہوں۔"

وہ جھجکتے ہوئے اٹھی۔

ADEENA KHAN

نرمین اور سنبل مزید اپنی بے عزتی نہیں کروانا چاہتی تھیں تبھی شرمین کے لاکھ روکنے پر بھی نہ رکیں اور گھر واپس چلیں گئیں۔

وہ سب ڈنر کے بعد کافی پیتے گپ شپ بھی کر رہے تھے۔وہاں گفتگو میں زیادہ تر عمل دخل بے کا تھا جو جانے حیات کاردار کے ساتھ کونسے راز و نیاز میں مصروف تھا؟

"عنوہ بیٹے! کل سے کیا آپ آفس چلیں گیں؟"

یک دم یاد آنے پر حیات کاردار عنوہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

"ڈیڈ وہ"______

وہ کچھ ہچکچاتے ہوئے میکائیل کو دیکھنے لگی۔

"میں نے منع کیا ہے جانے سے"______

میکائیل نے براہِ راست ان کو دیکھ کر کہا۔

"کیوں______؟؟؟"

انھوں نے کڑے لہجے میں پوچھا۔

"اس لیے کہ یہ میری بیوی ہے تو جو میں کہوں گا وہ ماننا اس کا فرض ہے۔"

اس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا فرض ہے؟

اپنے فرائض پر دھیان دیا کبھی تم نے؟"

حیات کاردار غرائے۔

جے نے ان کے ہاتھ پر اپنا ننھا منا سا ہاتھ رکھا تو وہ کچھ ڈھیلے پڑے۔

"اوہ آپ فرائض کی بات نہ ہی کریں تو بہتر ہو گا، ہو نہہ "

وہ سر جھٹکتا اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہیں کوئی انویٹیشن کارڈ بھیجنا پڑے گا اٹھنے کے لیے۔"

میکائیل اپنے پیچھے عنوہ کی غیر موجودگی محسوس کرتے پلٹا تھا مگر وہ تو آرام سے صوفے پر براجمان تھی۔اس کی طنزیہ آواز پر جلدی سے اٹھی۔

"جی______میں بس آ ہی رہی تھی۔"

وہ شرمندگی سے بولی۔

حیات کاردار اس کی بد تمیزی پر محض اسے گھور کر رہ گئے۔

"جناب آپ بھی تشریف لے آئیں۔"

اب وہ سنجیدگی سے جے کی طرف مڑا تھا جو آرام سے پاؤں ہلاتا شرمین اور حیات کاردار کے درمیان صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا۔

"میں ابی نئیں آؤں دا، مدے دید (ڈیڈ) سے شتوری (سٹوری) سننی اے۔"

وہ لاپرواہی سے بولتا میکائیل کے چھکے چھڑا گیا، شرمین نے سختی سے بے ساختہ امڈنے والی مسکراہٹ کا گلا گھونٹا۔

عنوہ مسکراہٹ دبائے کمرے میں چلی گئی، میکائیل بھی مٹھیاں بھینچے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

ان کے جانے کے بعد جے کی حیات کاردار پر نظر پڑی جو منہ کھولے حیرت سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔وہ ان کے دیکھنے پر دائیں آنکھ دبا گیا، حیات کاردار گڑبڑا کر رہ گئے۔

وہ بچہ واقعی میں توپ چیز تھا، انھوں نے زیر لب استغفار پڑھی۔

میکائیل کمرے میں آکر ادھر اُدھر ٹہلنے لگا۔اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اس کا جے ایسے اسے رد کرے گا۔

وہ جلتے کڑھتے سونے کے لیے لیٹ گیا۔عنوہ کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہی تھی اب بغور اس کی پشت دیکھنے لگی۔

"کیا سچ میں وہ اس کے بیٹے سے لازوال محبت کرتا ہے؟"

وہ پر سوچ انداز میں اسے دیکھ رہی تھی جب وہ یک دم پلٹا۔

"جی مادام! آپ کو بھی کچھ کہنا ہے؟ کوئی طنز کوئی طعنہ_____؟"

اس کے شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھنے پر عنوہ بھو نچکا رہ گئی۔

وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

یہ اس کے لیے شاک سے کم نہیں تھا، دوسروں کو زچ کرنے والا خود کمزور پڑ رہا تھا صرف اس کے بیٹے کے لیے۔

میکائیل اسے ساکت دیکھتا دوبارہ کروٹ بدل گیا۔

وہ کمزور نہیں پڑھنا چاہتا تھا۔

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ تبھی جے اندر داخل ہوا۔

"مومی_____چم______میں آ دیا۔"

وہ چہکتا ہوا بیڈ پر چڑھا۔

عنوہ نے اس کو جلدی سے نائٹ سوٹ پہنایا مگر میکائیل ہنوز ویسے ہی لیٹا تھا۔

جے بیڈ پر لیٹ کر میکائیل کی پشت دیکھنے لگا وہ سمجھ گیا تھا شاید اس کا چم ناراض ہو گیا ہے۔

عنوہ نے اس کو اشارہ کیا جس کو سمجھتے ہی وہ میکائیل کے اوپر چڑھ گیا۔

"شولی چم______آپ ناراض او دے ایں لیتن دیدا چی شتوری سناتے ایں بالکل انا کی طرح وہ مدے یاد آتی ایں۔ دیدنے بی ویسے ایک سنائی اے بوت مزا آیا۔ اگر آپ تو اچا نئیں لدا تو میں آئندہ نئیں سنوں دا، پلیج______مان دائیں نا۔"

اس کے لمبی چوڑی تمہید باندھنے پر میکائیل سیدھا ہوا وہ نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"میں ناراض نہیں ہوں آپ سن سکتے ہو جتنی دل کرے اتنی سٹوریز۔"

اس نے جے کو خود میں بھینچ لیا۔

عنوہ مسکراتے ہوئے آنکھیں موند گئی۔

ADEENA KHAN

اگلے دن صبح جب سب چلے گئے تو وہ شرمین کے پاس آ بیٹھی۔

"بیٹا! آپ کچھ پوچھنا چاہتی ہو تو بے دھڑک پوچھو۔"

شرمین نے اسے الجھے دیکھ کر کہا۔

"میں بس ڈیڈ اور میکائیل کے درمیان خلفشار کی وجہ جاننا چاہتی تھی۔ آفس میں بھی سب ان میں سرد جنگ محسوس کرتے تھے۔ اب میں اور زیادہ الجھ گئی ہوں۔ اگر آپ بتانا چاہیں تو۔۔۔۔"

اس نے اپنا مسئلہ بیان کیا اور انھیں دیکھنے لگی۔

"آہ_____ ارے بیٹا تمھیں پورا حق ہے سب جاننے کا آخر بہو ہو تم اس گھر کی۔"

انھوں نے سرد آہ بھرتے اس کا ہاتھ تھاما۔

"میکائیل ہماری شادی کے چار سال بعد پیدا ہوا تھا۔

وہ اپنے ڈیڈ کی جان تھا۔اس کے ڈیڈ اس کے لیے ڈھیروں کھلونے لاتے تھے مگر اسے ہمیشہ جہاز ہی پسند آتا تھا۔اس کی پسند کو دیکھتے ہوئے انھوں نے زیادہ تر جہاز ہی لانا شروع کر دیے۔وہ محض کھلونا سمجھ کر لا دیتے تھے مگر وہ نہیں جانتے تھے اس کے اندر کونسا جنون پنپ رہا تھا۔

وہ ٹی وی پر پاک فضائیہ کے ائیر شوز دیکھا کرتا تھا۔اس نے اپنے کمرے میں جیٹ طیاروں کے پوسٹر ز آویزاں کرنے شروع کر دیے۔ایم ایم عالم اس کے لیے سپر ہیرو بن گئے۔جب بھی وہ فائٹر پائلٹ بننے کی باتیں کرتا تو اس کے ڈیڈ ہنس کر ٹال جاتے۔ اصل طوفان تو تب آیا جب اس نے انٹر کے امتحانات میں ٹاپ کیا،گھر میں شاندار سی دعوت رکھی تھی اس کے ڈیڈ نے اور وہیں ان کے دوستوں کے پوچھنے پر اس نے مستقبل کا لائحہ عمل بتا دیا۔

وہ پی اے ایف اکیڈمی رسالپور میں 4 سالہ تربیت اور ایئر یونیورسٹی اسلام آباد سے ایوی ایشن سائنس اینڈ مینجمنٹ میں بی ایس کرنا چاہتا تھا۔

اس کے ڈیڈ تو بھونچکا رہ گئے۔انھوں نے اپنے باپ دادا کے بزنس کو دن دگنی رات چوگنی ترقی دی تھی آگے ان کے اکلوتے بیٹے کو ہی سب سنبھالنا تھا۔اگر وہ آرمی میں چلا جاتا تو سب کس طرح چلتا تبھی سے انھوں نے اس پر پابندیاں عائد کر دیں۔وہ اس کو

آسٹریلیا میں بزنس مینجمنٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لیے بھیجنا چاہتے تھے لیکن وہ نہ مانا۔ دونوں باپ بیٹے میں دن رات ٹھنی رہتی۔

ان کے چکر میں مجھے ہائپر ٹینشن ہونے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ دونوں خود پر کچھ حد تک قابو پا گئے۔ میکائیل نے ان کی تو نہ مانی البتہ ولید اور حسن کے ساتھ ان کی یونیورسٹی میں داخلہ لے لیا۔"

وہ بولتے بولتے زور زور سے رونے لگیں تھیں۔

"مما! پلیزززز سنبھالیں خود کو۔"

وہ انھیں گلے سے لگا کر دلاسا دینے لگی۔

اسے تو خود صدمہ لگا تھا کہ اتنے اچھے نظر آنے والے اس کے باس اس حد تک خود غرض ہو سکتے ہیں کہ اپنے بیٹے کی خواہش اور جنون ہی روند ڈالا۔ وہ تو میکائیل کو ہی قصوروار ٹھہراتی تھی جس کو اپنے باپ سے بولنے کی تمیز نہیں تھی۔

"اس دن کے بعد میں نے اپنا ہنستا کھیلتا بچہ کھو دیا عنوہ! وہ ویسا نہیں رہا۔ میرا دھیمے مزاج کا بچہ چڑچڑا ہوتا چلا گیا وہ کسی سے بھی سیدھے منہ بات کرنا پسند نہیں کرتا تھا مگر ایک دن سالوں بعد میں نے اسے خوش دیکھا تھا میں حیران تھی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ جب

اس نے شادی کے لیے تمہارا نام لیا تو میں کبھی نہ مانتی میں بھی اس دنیا کی طرح ہی خود غرض نکلی عنوہ۔"

انھوں نے دونوں ہاتھوں سے عنوہ کا چہرہ تھاما۔

"مجھے لگا شاید وہ تم سے محبت کرتا ہے اس کے بدلنے کی وجہ تم ہو۔اس لیے میں نے شادی کی حامی بھری مگر تمہاری شادی کے بعد یہ بات مجھے پتا چلی کہ وہ جے کا دوست تھا۔اس کی زندگی میں پھر سے رنگ بھرنے والا وہ ننھا منا سا بچہ ہے جو ایک شہید کا بیٹا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کا جنون اس طرح سے پورا کیا کہ ایک فرشتہ صفت انسان کے بچے کی محبت اس کے دل میں ڈال دی جو آرمی چیف بننا چاہتا ہے۔"

وہ نم آنکھوں سے کہتیں آخر میں مسکرا دیں۔

"عنوہ مجھے غلط مت سمجھنا بیٹے مگر ______ تم پلیز اس کی کسی بات کا برا نہ ماننا کرو میں جانتی ہوں وہ طنز کر جاتا ہے تم پر اور اکھڑ مزاج بھی ہے پر دل کا برا نہیں ہے۔"

انھوں نے اس کا ہاتھ دبایا۔

"آپ بے فکر رہیں مما! میں ان کی کسی بات کا برا نہیں مناتی۔پہلے تو میں جانتی نہیں تھی ان کے رویے کی وجہ مگر اب اچھی طرح سے جان گئی ہوں۔آپ مجھے ہمیشہ ایسے ہی پائیں گیں۔"

مضبوط لہجے میں بولتی وہ انھیں مطمئن کر گئی تھی۔

"بہت شکریہ میرے بچے۔"

انھوں نے اس کی پیشانی چوم لی۔

وہ لینڈلائن کی آواز سنتے ہی اس کی طرف بڑھ گئیں۔

'ایک یہی بات مجھے ان سے بدگمان نہیں ہونے دیتی مما کہ وہ 'دل کے برے نہیں ہیں'۔ میں ایک بیوہ اور ایک بچے کی ماں جس کے لیے لوگ بلکہ اس کے اپنے ہی کیسے کیسے رشتے لاتے تھے۔ جس کے دل میں ڈر بیٹھ گیا تھا اپنے بیٹے کو لے کر اسے اپنا لیا بلکہ اس کے بیٹے کو ہر چیز سے بڑھ کر چاہا۔ میں کیسے ان کی بات کا برا منا سکتی ہوں جسے انھوں نے در در کی ٹھوکریں کھانے سے بچا لیا۔'

وہ سرد آہ بھرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

ADEENA KHAN

"اور بھئی ہیرو ______ کیسا گزرا دن؟"

میکائیل نے گاڑی کا موڑ کاٹتے ہوئے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے جے سے پوچھا جو اشتیاق سے باہر دیکھ رہا تھا۔

"بوت اچا گزرا، دے کو مدا آیا۔"

اس کے چہکنے پر میکائیل نے حیرت سے دیکھا۔

"مجھے تو لگا آپ بور ہوتے ہوگے سکول میں کیونکہ بقول آپ کے آپ کو پڑھنا اچھا نہیں لگتا۔"

وہ اس کی باتیں دہرانے لگا۔

"یہ تو اے لیتن دے کی مومی تاہتی ایں دے پڑھے تو وہ اش لیے بوت پڑھے دا۔ دے نئیں تاہتا اش تی مومی لوئیں۔ وہ آلمی تیف بن دائے دا۔"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولتے سیدھا ہو بیٹھا۔

میکائیل کو اچانک وہ اس کی عمر سے بڑا دکھائی دینے لگا تھا۔

"کیا آپ کی مومی روتی بھی ہیں؟"

میکائیل نے حیران نگاہوں سے اسے دیکھا۔

"ہمم مومی بوت لوتی لہتی ایں سب لوگ کچھ کچھ بولتے ایں تو____ ایک بیدا انتل بی ایں جو مومی تے شات فائٹ تلتے ایں پھر ابو نے ان تو بوت دانتا۔"

وہ اسے گنی چنی باتیں بتا رہا تھا۔

اسے پتا نہیں تھا کہ عباد اس کا ماموں ہے کیونکہ کبھی بھی اس نے پیار نہیں جتایا تھا۔

"اوہ چھوڑو آپ یہ سب، ابھی میں آپ کو آئسکریم دلواتا ہوں۔ کونسی فیورٹ ہے آپ کی؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interview

میکائیل نے اسے جذباتی ہوتے دیکھ کر بات بدلی۔

اس کی توقع کے عین مطابق وہ یک دم فریش نظر آنے لگا تھا۔

"میں اور مومی میگنم تھاتے ایں، وہ اماری فیورت اے۔"

اس نے اپنے ساتھ ساتھ مومی کا بھی بتایا تاکہ میکائیل پر واضح ہو جائے اس نے دو لینی ہیں۔

میکائیل ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلاتا ڈرائیونگ کرنے لگا۔

وہ سنجیدگی سے جے کی پہلے کی گئی باتوں پر غور کر رہا تھا۔

وہ دونوں آئسکریم لیتے گھر آ گئے۔

میکائیل ہاتھ میں شاپر اور جے کا بیگ لیے آگے آگے تھا جبکہ جے آئسکریم کھاتے ہوئے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ شرمین بھی شاید گھر نہیں تھیں ورنہ اسے لاؤنج میں مل جاتیں تھیں۔ وہ سیدھا کمرے میں ہی چلا آیا۔ عنوہ بیڈ پر بیٹھی میکائیل کے بارے میں ہی سوچ رہی تھی جب کھٹکے کی آواز پر سر اٹھایا تو جے پر نظر پڑی جس نے دونوں ہاتھوں میں پکڑی آئسکریم سے سارا چہرہ خراب کر رکھا تھا۔ وہ یک ٹک اسے ہی دیکھتی رہی۔

"اتنے ندیدے پن سے نہ دیکھو تمہارے لیے بھی لایا ہوں۔"

میکائیل کہتے ہوئے دھپ سے اس کے سامنے ہی بیڈ پر گرا جس سے وہ گڑبڑا کر پیچھے ہٹی۔

"جی نہیں میں تو ایسے ہی دیکھ رہی تھی، مجھے ویسے بھی پسند نہیں ہے۔"

وہ خفت مٹانے کے لیے رخ موڑ گئی۔

"توبہ توبہ! استغفر اللہ۔

تمہیں پتا بھی ہے جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔"

اس نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

"میں ں ں ____ نے کب جھوٹ بولا؟"

وہ ہکلائی۔

"دنیا میں دو طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔

ایک وہ جو آئسکریم پسند کرتے ہیں اور دوسرے جھوٹ بولتے ہیں۔"

اس نے فلسفیانہ انداز اپنایا۔

"کیسا جھوٹ؟؟؟"

عنوہ نے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔

"یہی کے انھیں آئسکریم پسند نہیں ہے۔"

وہ اس کی طرف جھک کر گھمبیر لہجے میں بولا۔

"وہ وہ کبھی کبھار کھا لیتی ہوں بس"______

اس نے بال کان کے پیچھے اڑسے۔

"جے_____ مائی سن یہ بتائیں مومی کو آئسکریم کتنی پسند ہے؟"

میکائیل نے جے کو بیچ میں گھسیٹا۔

"بوت فیورٹ اے، وہ چھوق سے تھاتی ایں۔"

جے کے ہاتھ میں دو میگنم تھیں جو کھانے کے بعد وہ ان کے ریپر کا بھی پوسٹ مارٹم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا تبھی وہ عجلت میں کہتا عنوہ کو پھنسا گیا۔ وہ فلحال اپنی مومی کی مداخلت نہیں چاہتا تھا کیونکہ جیسی اس کی حالت تھی اس وقت انھوں نے اٹھا کر شاور دلوانا تھا۔

"جے"______

عنوہ میکائیل کے سامنے اس بے عزتی پر روہانسی ہو گئی۔ اس کا بیٹا عین وقت پر دغا دے گیا تھا۔

"چلو شاباش____ اب کھالو ورنہ پگھل جائے گی، میرے دل کی طرح۔"

میکائیل نے مسکراہٹ دبائے اگلی بات دل میں کہی تھی۔

عنوہ جھجھکتے ہوئے آئسکریم لے کر کھانے لگی۔

میکائیل مسکراتے ہوئے اٹھ کر آفس کے لیے نکل گیا۔

ADEENA KHAN

شام کو وہ واپس لوٹا تو کچھ یاد آنے پر رکا۔

"سنو یہ تمہارے لیے مما نے دیا تھا شادی والے دن، میں دینا بھول گیا تھا پہن لینا۔"

میکائیل نے ٹاول اٹھاتی عنوہ کو پکارا اور ایک بلیک کلر کا کیس تھما دیا۔

"میں جے کو لے کر جا رہا ہوں دوستوں کے ساتھ، تم پریشان مت ہونا۔"

وہ اس کی سنے بغیر چلا گیا۔

وہ کچھ لمحے ساکت کھڑی وہ باکس دیکھتی رہی، اسے کھولنے پر ایک بہت ہی خوبصورت سا ڈائمنڈ پینڈنٹ نکلا تھا۔ وہ دوبارہ اسے بند کرتی وارڈروب میں رکھ گئی تبھی اس کی نظر حارث کی یونیفارم اور ٹوپی پر پڑی۔

وہ آتے ہوئے یہ چیزیں اور تصویر ساتھ لے آئی تھی تاکہ جے کو اپنے بابا سے انسیت رہے اور فوج میں جانے کا جذبہ بھی زندہ رہے۔ وہ نہیں جانتی تھی میکائیل کو یہ دیکھ کر کیسا لگے گا؟

اس نے سب چیزیں اپنے کپڑوں کی تہہ میں چھپا رکھی تھیں۔

"میں نہیں جانتی تھی آپ کے بغیر کبھی آگے بڑھ پاؤں گی یا آپ کی جگہ کسی کو دوں گی مگر دیکھیں جی رہوں سب کچھ ویسے ہی چل رہا ہے۔سچ کہتے ہیں کسی کے جانے سے زندگی نہیں رکتی ہمیں جینا پڑتا ہے چاہے تو اکیلے رہ لیں یا پھر کسی کا ہاتھ تھام لیں۔ میں وعدہ کرتی ہوں کبھی بھی جے سے بڑھ کر کچھ نہیں ہوگا میری زندگی میں۔آپ چاہتے تھے وہ جانباز سپاہی بنے تو وہ بنے گا،ان شاءاللہ۔"

وہ حارث زید کے نام پر ہاتھ پھیر رہی تھی اور اس کی آنکھیں لگاتار بہہ رہیں تھیں۔

کسی کام سے وہاں آیا میکائیل کاردار لب بھینچے واپس پلٹ گیا تھا۔

ADEENA KHAN

"ارے واہ! شہزادہ بھی آیا ہے آج تو"

حسن اسے دیکھتے ہی پکار اٹھا۔

"السلام علیکم تاتو! تیسے ایں آپ؟"

جے کے تمیزدار لہجے میں پوچھنے پر ان دونوں کی آنکھیں پھٹی رہ گئیں۔

"یار ولید! مجھے چٹکی کاٹ،میں جاگتی آنکھوں سے خواب تو نہیں دیکھ رہا کہیں؟

پوچھو ذرا پوچھو،اسے کیا ہوا ہے؟"

حسن کی اوور ایکٹنگ پر جے کھلکھلایا۔

"مدے مومی نے بولا تا کہ آپ تاتو او،میں آپ تے شات عزت سے بات تروں۔"

اس کے بتانے پر جہاں حسن اور ولید خوش ہوئے تھے وہیں میکائیل چونکا تھا۔

"اوہ شکر ہے ہماری بھابھی کو ہی خیال ہے ہمارا ورنہ تم دونوں باپ بیٹا ایک جیسے ہو۔"

حسن نے شکر کا کلمہ پڑھا۔

"آپ بالکل giraffe (زرافہ) جیسے لگتے او۔"

حسن ابھی پوری طرح خوش بھی نہیں ہو پایا تھا کہ اس کی اگلی بات پر ہونق پن سے دیکھنے لگا جبکہ اس کے اتنے اچھی طرح سے تشبیہ دینے پر میکائیل اور ولید کی ہنسی چھوٹ گئی۔ حسن کا لمبا قد دیکھ کر ہر کسی کو یہی خیال آتا تھا۔

"ابھی تو تمیز و تہذیب کی باتیں ہو رہیں تھیں میں کل آپ کے گھر آ کر بتاؤں گا آپ کی مومی کو۔"

حسن کی دھمکی پر اس کے ہوش اڑ گئے۔

"میں تو مذاق کل لہا تا ام تو دوشت ایں۔"

وہ یک دم گرگٹ کی طرح رنگ بدل گیا جبکہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھتے ان تینوں نے ہی اپنی ہنسی دبائی۔

"ہاں تو پھر میں ہی کیوں؟؟؟؟

ان دونوں کو بھی بولوں نا یہ بھی تو دوست ہیں۔اس کا بتاؤ یہ کیا لگ رہا ہے آپ کو؟"

حسن نے ولید کی طرف اشارہ کرتے اسے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"یہ ڈاکٹر شٹر پنچ کی طرح لگتے ایں۔"

اس کے کہنے پر ولید نے کالر اکڑائے۔

"میں تو ہر کسی کو ہی ذہین لگتا ہوں۔"

ولید نے حسن کو چڑایا۔

"اچھا اور یہ تمہارے کیل کار صاحب کیسے لگتے ہیں؟"

حسن نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"یہ تو ____ یہ تو مدے بابا ای لگتے ایں۔"

اس کے محبت سے پر لہجے میں کہنے پر وہ تینوں ایک دوسرے کو دیکھ کر رہ گئے۔

میکائیل نے اسے اٹھا کر گود میں بٹھالیا۔

"میں بابا ہی ہوں میری جان" ____

اس نے جے کی پیشانی چومی۔

"اوووووواؤ! آپ نے بی مومی تی طرح بولا اے وہ ایشے ای تو تہتی ایں میری

دان" ____

اس کے کھلکھلا کر کہنے پر ولید اور حسن نے میکائیل کو بغور دیکھا جس پر وہ گڑبڑا کر رہ گیا۔

"مجھے آپ بالکل 'Pooh' جیسے لگتے ہو۔"

حسن نے کہہ کر لب دبالیا۔

"بری بات اوتی ایشے شوٹے بچوں کو تنگ کلنا۔"

اس نے روہانسا ہو کر کہا تو ان تینوں نے بمشکل اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

"واہ بھئی! چھوٹے بڑوں کو جو مرضی کہیں لیکن بڑے چھوٹوں کو کچھ نہ کہیں۔یہ کہاں کا انصاف ہوا بھلا؟"

حسن کے پوچھنے پر اس نے آنکھیں گھمائیں۔

"تو جیشے آپ لدرے تھے میں نے ویشے ای بولا اے۔"

اس نے اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"تو میں ہی آپ کو جوکر لگ رہا تھا یہ دونوں کیوں نہیں لگے؟"

حسن نے سوالیہ ابرو اچکائی۔

"اف_____دوشتوں میں کامیڈی کامیڈی بات اوتی اے میں اش لیے بول را تھا۔"

اس کے ناک بھوں چڑھا کر کہنے پر وہ تینوں ہنس دیے۔

"اور ہم دوست کب بنے؟"

حسن نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے دیکھا۔

"ابی بنے ایں جب میں واں سے آیا۔"

اس نے دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ہائیں____یہ کیا بات ہوئی بھلا؟"

حسن نے ماتھے پر بل ڈالے اسے ناسمجھی سے دیکھا۔

"اوووہی ہی ہی____آپ بالکل زوئی کھالہ (خالہ) جیشے لدرے او، وہ بی ایشے ای ترتی ایں۔

یہ تب اوا؟ ایشے تس نے تیا؟"

وہ ہنس کر چہرے پر ویسے ہی تاثرات سجائے ان کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔

اس کی خالہ کے نام پر حسن کے دماغ میں یک دم اس دن والی ہنستی ہوئی لڑکی آسمائی۔

"ام____مجھے لگتا ہے ہمیں کچھ کھالینا چاہیے۔"

کافی دیر سے اس کی باتوں سے لطف اندوز ہوتا میکائیل جھٹ سے سیدھا ہو بیٹھا کیونکہ وہ اب گھر کی طرف جا رہا تھا اور اسے ایسے سب کو پبلک میں ڈسکس کرنا اچھا نہیں لگتا تھا۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ کی صبح فجر کی اذان سے پہلے آنکھ کھل گئی۔اس نے دیکھا تو میکائیل اور جے لپٹ کر سو رہے تھے وہ مسکراتی ہوئی دونوں پر کمفرٹر درست کرتی اٹھ کھڑی ہوئی۔

تہجد ادا کر کے اس نے قرآن مجید کی تلاوت کی پھر کھڑکی کھول کر نیچے لان میں جھانکا۔ اندھیرے میں وہ حیات کاردار کو واک کرتے دیکھ کر چونکی، فجر میں ابھی وقت باقی تھا اسی لیے میکائیل اور جے بھی سو رہے تھے۔

جے نے میکائیل کو اپنے ساتھ نماز کے لیے لے جانا شروع کر دیا تھا ورنہ اسے نہیں معلوم تھا وہ پہلے نماز پڑھتا تھا یا نہیں۔عنوہ کی عادت تھی جے کو اپنے ساتھ نماز پڑھانے کی مگر اب وہ مسجد جانے کا شوقین بن چکا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی باہر نکل آئی، حیات کاردار سوچوں میں گم تھے تبھی وہاں اس کی موجودگی محسوس نہ کر پائے۔

"السلام علیکم ڈیڈ! آپ اتنی صبح صبح یہاں کیوں کھڑے ہیں؟"

اس کی آواز پر وہ چونکے۔

"وعلیکم السلام بیٹا! میں بس ایسے ہی چہل قدمی کرنے آگیا، میرا دل گھبرا رہا تھا۔ خیر_____آپ بتاؤ کیوں جاگ رہی ہو؟"

انھوں نے لمبا سانس لیتے ہوئے اس سے پوچھا۔

"آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے ناڈیڈ؟"

اس کے فکر مند لہجے پر وہ دھیرے سے مسکرائے۔

"بیٹا یہ تو روز کا معمول ہے، طبیعت کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔"

وہ تھکے ہوئے لہجے میں بولے۔

"میں جانتی ہوں آپ کو کیا چیز پریشان رکھتی ہے۔"

اس کی بات پر وہ اچھنبے سے اسے دیکھنے لگے۔

"آپ سارا دن اپنے آپ کو کاموں میں مصروف رکھتے ہیں مگر رات ہوتے ہی آپ کو پچھتاوے گھیر نے لگتے ہیں جب ہر کوئی پر سکون نیند سویا ہوتا ہے تب آپ کا دماغ ہلچل مچا دیتا ہے۔ آپ چاہے اللہ تعالیٰ سے اس کی جتنی مرضی معافی مانگیں مگر یہ بے چینی تب تک ختم نہیں ہوگی جب تک آپ اس کے لیے دل صاف نہیں کریں گے جس کے خواب روندڈالے آپ نے۔"

وہ دھیمی لہجے میں بولتی انھیں شرمندگی کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل رہی تھی، وہ سر جھکا گئے۔

"جانتے ہیں ڈیڈ جب آپ نے مجھے جاب دی میری معمولی سی ڈگری پر تو میرے دل سے بے ساختہ دعائیں نکلیں تھیں آپ کے لیے۔

میں آپ جیسے فرشتہ صفت انسان کی گرویدہ ہو گئی تھی۔آپ نے سب ورکرز کو ہمیشہ اپنا سمجھ کر ان کی مدد کی مگر جب آپ کے بیٹے کے آنے کے بعد سب نے آپ دونوں کے درمیان سرد جنگ محسوس کی تو ہمیں میکائیل پر غصہ آنے لگا۔ہم غیر ہو کر آپ کی عنایتوں کی وجہ سے آپ کے مشکور تھے مگر وہ تو آپ کا بیٹا تھا آپ نے نہ جانے کیا کچھ کیا ہو گا اس کے لیے لیکن وہ اتنا بے مروت تھا۔

آہستہ آہستہ سب کے ساتھ اس کا رویہ ہتک آمیز ہو گیا سب کے دل میں اس کے لیے نفرت پنپنے لگی تھی شاید میں بھی انہی میں شامل ہو جاتی لیکن تبھی مجھے پتا چلا میرے بیٹے کا زندگی میں میرے علاوہ جو دوست بنا تھا جس کے وہ ہر لمحے راگ الاپتا رہتا تھا وہ 'میکائیل کاردار' تھا۔"

حیات کاردار نے جھٹ بے یقینی سے سر اٹھایا یعنی عنوہ سے شادی کی وجہ اس کا بیٹا تھا۔

"میں حیران تھی اتنا کٹھورپن دکھانے والا شخص ایک بچے کے لیے اتنا نرم کیسے ہو سکتا ہے؟

ابھی میں پوری طرح غور و فکر بھی نہیں کر پائی تھی کہ آپ میرے لیے ان کا رشتہ لے آئے۔میں نے جس طرح انھیں پرکھا تھا اس صورت میں کسی رسک کی متحمل نہیں ہو سکتی تھی تبھی منع کرتی رہی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میرے لیے حالات بگڑتے جا رہے تھے میرا ہی بھائی میرا دشمن بن بیٹھا تھا۔میرے لیے آگے کنواں اور پیچھے کھائی تھی مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کیا فیصلہ کروں پھر والدین کے مرجھائے چہرے دیکھتے مجھے یہی فیصلہ بہتر لگا۔

یہاں آ کر میرے سب وسوسے ختم ہونے لگے وہ شخص ویسا نہیں تھا جیسا دکھائی دیتا تھا وہ اپنے آپ سے ہی ناراض تھا اور ایسا کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ ان کا تھا جو میری طرح بہت سے لوگوں کے آئیڈیل تھے۔"

وہ بولتے بولتے رکی تھی جو نم آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈ! والدین کو بچوں کو بھی کھل کر سانس لینے دینا چاہیے ایسے وہ گھٹ گھٹ کر اندر سے مر جاتے ہیں۔کاروبار تو چلتا رہتا جیسے اب چل رہا ہے مگر رشتے کچی ڈور کی مانند ہوتے ہیں ایک بار ٹوٹ جائیں تو واپس نہیں آتے پھر بس خاک رہ جاتی ہے۔آپ نے بیٹا تو کھویا تھا ساتھ میں اپنا چین و سکون بھی کھو دیا۔اس طرح آپ تین لوگوں کی زندگی مٹی ہو گئی جو چھاننے کے بعد سوائے پچھتاوے کے کچھ نہیں بچتا۔"

وہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے انھیں سمجھانے لگی۔

"اب بھی وقت ہے ڈیڈ ____ دیر مت کریں آپ ہاتھ بڑھا کر انھیں سینے سے لگا لیں ایسے ساری کثافتیں دھل جائیں گیں۔ باپ ہیں آپ ان کے وہ آپ کو کبھی نہیں دھتکاریں گے۔"

فجر کی اذان کی آواز پر وہ مسکرا کر اٹھتی اندر چلی گئی تھی اور وہ وہیں نگاہیں جمائے بیٹھے رہ گئے۔

ان کے بیٹے کی قسمت چمک اٹھی تھی کیونکہ ان کی بہو لا جواب تھی۔

ADEENA KHAN

"میکائیل بیٹا! تمہارے فائنلز ہو جائیں پھر کچھ دن کے لیے کہیں گھوم پھر آنا۔"

شرمین کی بات پر عنوہ نے بے ساختہ اس کی طرف دیکھا جو ناشتے میں مصروف تھا۔

"میں تو چلا جاؤں گا مما مگر اپنی بہو سے پوچھیں وہ جائے گی میرے ساتھ۔"

اس کے پر سکون انداز پر عنوہ گڑبڑا گئی کیونکہ اب شرمین کا رخ اسی کی طرف ہو گیا تھا۔

کبھی کبھی اس کی منہ پھٹ طبیعت عنوہ کو سخت زہر لگتی تھی۔

"جی ____ مما جو آپ کو ٹھیک لگے۔"

وہ خفت مٹانے کو سر جھکا گئی۔

حیات کار دار چپ چپ سے تھے۔

میکائیل نے ان کے لاتعلقی کو شدت سے محسوس کیا تھا مگر کچھ بھی پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔

"ضرور جانا چاہیے بیٹا یہی تو دن ہوتے ہیں گھومنے پھرنے کے پھر تو خود ہی کہیں جانے کا دل نہیں کرتا اور نہ ہی فرصت ملتی ہے۔"

ان کے سمجھانے پر وہ سر ہلا گئی۔اب کیا کہتی وہ؟

میکائیل جے کو سکول چھوڑتا یونیورسٹی چلا گیا تھا۔

"جہانگیر زید"_____

مس زہرہ نے اس کا نام پکارا تو وہ بے زاری سے اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ اپنی کلاس میں سب سے چھوٹا تھا۔ہر بچہ چار یا ساڑھے چار سال کا تھا تبھی ٹیچر نے اس کا قد اور عمر دیکھتے ہوئے اس کے علاوہ سب کو مانیٹر بنایا تھا۔ہر ہفتے الگ بچے کی باری آتی تھی لیکن وقت کے ساتھ ساتھ مس زہرہ پر اس کی ذہانت کے راز کھلنے لگے تھے وہ اپنی عمر سے بڑھ کر ہوشیار تھا اس لیے انھوں نے سوچا اس ہفتے اس کی باری ہے۔

"یش مس"____

اس کے ناک بھوں چڑھانے پر انھوں نے مسکراہٹ دبائی۔

"جہانگیر اس بار آپ بنو گے کلاس مانیٹر۔"

وہ بمشکل سنجیدگی اختیار کیے بولیں۔

"لیتن مدے نئیں بننا مس" ____

اس نے جھٹ سے انکار کیا۔

"ارے کیوں بھئی؟"

وہ حیرت سے اس کی شکل دیکھنے لگیں۔

ہر بچہ اُتاوُلا ہوتا تھا بننے کے لیے لیکن اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔

"آپ چھٹی نئیں ترنے دیتی ایں پھر لیتن ایک بتے (بچے) کو ضروری کام بی او سکتا اے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے فٹ سے جواب دیا۔

"مگر بیٹے میں کونسا زیادہ دن کے لیے بنا رہی ہوں؟ آپ ریگولر کلاسز لے رہے ہو بس ایک ہفتے کی ہی چھٹیاں کیں تھیں وہ بھی آپ کی مومی نے درخواست دی تھی۔ان سے میری پرسنلی بات ہوتی رہتی ہے وہ اس حق میں نہیں ہیں کہ آپ چھٹیاں کریں۔"

انھوں نے دلچسپی سے اسے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہمم مومی چھٹی نئیں ترنے دیتی ایں لیتن بتے (بچے) کو فیول (بخار) بی او سکتا اے۔"

اس نے انھیں تمام ممکنہ خطرات سے آگاہ کیا۔

"ہاہ ٹھیک ہے نہ بنیں آپ۔"

آخر وہ ہار مانتے ہوئے بولیں۔

وہ اچھی طرح جانتی تھیں اسے ڈسٹر، بورڈ پوائنٹر اور باقی ساری زمہ داریاں نہیں اٹھانی تھیں تبھی بہانے بنا رہا تھا۔اس کی ماں نے تو کہا تھا وہ دوستی کرنا چاہتا ہے بچوں سے مگر اس نے ابھی تک کوئی دوست نہیں بنایا تھا۔لڑکوں سے پھر بھی تھوڑی سی بات چیت کر لیتا تھا مگر لڑکیوں سے سوفٹ کی دوری پر بیٹھتا تھا۔

سب کو زچ کرنے میں پیش پیش رہتا تھا۔

کون ہوم ورک کرنا بھول گیا؟ کس نے رنگ برنگی جرابیں پہنی ہیں۔کس کے ناخن بڑے ہیں؟

سب کچھ اس کے علم میں رہتا تھا۔

ADEENA KHAN

"السلام علیکم اپیا! کیسی ہیں آپ؟

جب سے پیا کے گھر گئیں ہیں ہمیں تو بالکل ہی بھلا دیا آپ نے۔"

زویا نے شریر لہجے میں کہا۔

"بکواس نہیں کرو، یہ بتاؤ گھر میں سب سیٹ ہے؟"

اس نے خفگی سے کہتے ہوئے پوچھا۔

"جی اپیا سب ٹھیک بلکہ راوی چین ہی چین لکھ رہا ہے۔سچ بتائیں آپ نے ابو کو کیا گھول کے پلایا تھا؟وہ تو ویسے رہے ہی نہیں ہیں اب تو ہمارا بہت خیال رکھتے ہیں اور زیادہ تر گھر میں ہی رہتے ہیں۔"

زویا کی چہکتی ہوئی آواز پر اس نے تشکر بھری سانس لی۔

"بھائی واپس آگئے تھے؟"

اس نے سب سے ضروری سوال پوچھا۔

"اپیا! وہ گئے ہی نہیں تھے۔جب ہم لوگ واپس آئے تو بھائی ابو سے معافی مانگنے لگے۔وہ اپنے کیے پر شرمندہ تھے تو ابو نے معاف کر دیا انھوں نے کہا آپ کے کہنے پر معاف کر رہے ہیں ورنہ وہ تو ان کی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتے۔انھوں نے سخت سرزنش کی مگر بھائی نے منہ سے بھانپ تک نہیں نکالی۔"

زویا نے اسے تفصیل بتائی۔

"اچھا اور بھابھی کا کیا ردعمل تھا؟"

اس کے پوچھنے پر کچھ دیر دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

"بھابھی بھی بالکل چپ چاپ ہیں انھوں نے تو کچن میں ہمارا ہاتھ بھی بٹانا شروع کر دیا ہے۔ہم تو حیران ہیں جبکہ امی بہت خوش ہیں گھر میں پر سکون ماحول دیکھ کر۔"

زویا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ابو نے سب کو میری شادی کا بتایا؟"

اس نے پر تجسس لہجے میں پوچھا۔

"جی بتادیا اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ بھائی نے کہا مجھے بھی بلا لیتے تو ابو کہنے لگے جیسے تمہارے کارنامے تھے تمہیں بلا کر میں نے ہنگامہ کھڑا نہیں کرنا تھا۔"

وہ سنجیدگی سے بولی۔

"ہمم اللہ کرے یہ سب خوش آئند ہو۔

اب کوئی ہنگامی کھڑا نہ ہو بس"

اس کے دعا کرنے پر زویا نے آمین کہتے ادھر اُدھر کی باتیں شروع کر دیں۔

میکائیل جے کو گھر ڈراپ کر گیا تھا۔

عنوہ نے جے کو فرنچ فرائز بنادیں تھیں جتنی دیر میں اس نے کھائیں وہ اپنی چادر اٹھا لائی۔

شرمین اور حیات کاردار گھر نہیں تھے اسی بات کا فائدہ اٹھاتے وہ دونوں ماں بیٹا گھر سے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

جے بہت دنوں سے اپنے بابا سے ملنا چاہتا تھا عنوہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کرے مگر آج موقع مل گیا تھا۔

تانگے میں بیٹھے وہ نتائج کی پرواہ کیے بغیر اپنے سفر پر گامزن تھے۔

عنوہ نے حارث زید کی قبر پر فاتحہ خوانی کی اور کچھ دیر وہاں رک کر وہ لوگ واپس آ گئے۔

ابھی کوئی بھی گھر واپس نہیں لوٹا تھا تبھی وہ آرام سے کمرے میں داخل ہوئے۔

"مومی_____مدے بابا تی آلمی مین والی کیپ دیں ابی مدے پہننی اے۔"

جے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھنجھوڑنے لگا جس پر وہ ناچارا اٹھی اور الماری سے حارث زید کی یونیفارم اور ٹوپی نکال لائی۔

"اوووواؤ! میں بالکل آلمی تیف لگ لااوں، ڈشوں ڈشوں ڈشوں مال دوں دا شب تو۔"

جے ٹوپی پہن کر کھلکھلایا اور بیڈ پر اچھل کود کرنے لگا۔

عنوہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کا آدھا چہرہ ٹوپی سے چھپ گیا تھا کہ تبھی دھاڑ سے دروازہ کھلا۔

وہ دونوں دروازے میں کھڑے غصے سے گھورتے میکائیل کا ردار کو دیکھنے لگے۔

جے چھک کر بیڈ سے اترا جبکہ عنوہ بوکھلا گئی تھی اس نے ایک نظر یونیفارم پر ڈالی اور دوسری میکائیل پر۔

ADEENA KHAN

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"مم! ہمیں وہاں سے واپس نہیں آنا چاہیے تھا۔"

سنبل بیڈ پر لیٹی پاؤں ہلاتی ہوئی بولی۔

"ہاں تاکہ وہاں روز ہم اپنی بے عزتی کا ایک سیشن کرواتے میرے اس بے مروت بھانجے کے ہاتھوں۔

نرمین نے نخوت سے کہا۔

"اوہو مم! اس کی تو عادت ہے، بچپن سے ہی اکھڑ مزاج ہے۔ آپ تو جیسے یہ بات جانتی ہی نہیں ہیں۔"

وہ بد لحاظی سے بولی۔

"کس لیے رہتے ہم؟

اس کی شادی ہو چکی ہے اب بیوی اور ایک عدد پلا ہوا بچہ بھی ہے۔"

انھوں نے اسے حقیقت سے روشناس کرایا۔

"آئی نو مم لیکن وہ ایک میچور عورت ہے۔

آپ کو لگتا ہے وہ میکائیل کی بے مروتی برداشت کرے گی؟ وہ ہر بات پہ چلانا شروع کر دیتا ہے کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔

کیا دو لوگوں کو اپنے کمرے میں برداشت کرے گا؟"

وہ ان کی طرف دیکھ کر پوچھنے لگی۔

"تم یہ مت بھولو کہ ان دو لوگوں کو اس نے کسی کی زور زبردستی پر نہیں بلکہ اپنی مرضی سے اپنایا ہے۔"

ان کے کہنے پر وہ لب بھینچ گئی۔

"خیر جو بھی ہے آپ خالہ سے حالات معلوم کرتی رہیے گا جیسے ہی کوئی اونچ نیچ ہو مجھے بتائیے گا۔"

وہ پر سوچ نگاہوں سے باہر دیکھنے لگی۔

نرمین اس کی بات پر چونکیں نا جانے اس کے شیطانی دماغ میں کیا چل رہا تھا؟

ADEENA KHAN

وہ لوگ یونیورسٹی میں موجود تھے۔

ولید بہت دنوں سے حسن کو کھویا ہوا محسوس کر رہا تھا آخر اس سے رہا نہ گیا تو پوچھ بیٹھا۔

"حسن یار! کیا چکر ہے جو تو بیٹھے بیٹھے کھو جاتا ہے اور چلتے چلتے رک جاتا ہے؟ اس کی وجہ وہی بات تو نہیں جو عموماً ہوتی ہے۔"

ولید نے کہتے لب دبا لیے۔

"ن ن نہیں تو کونسا چکر بھئی کوئی چکر نہیں ہے؟ تم تو ایویں بندے کے پیچھے پڑ جاتے ہو۔"

حسن گڑبڑا کر کہتا رخ موڑ گیا۔

"چل بتا دے اب، تیرا یار ہوں میں۔"

ولید گنگنایا تو حسن یک دم کھڑا ہو گیا۔

"بکواس مت کر اور سیدھی طرح چل میکائیل ہمارا ایڈمن آفس میں انتظار کر رہا ہو

گا۔"

وہ اسے گھورتا ہوا چل پڑا۔

"ٹھیک ہے پھر میں میکائیل کو ہی بتادوں گا وہی اگلوائے گا تجھ سے۔"

ولید کی دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی تبھی وہ جھٹ سے پلٹا۔

"یار دیکھ اس کو مت بتانا وہ تو بال کی کھال نکال لے گا، پلیززززز۔"

وہ منت سماجت کرنے لگا۔

"اوہو اب آیا نا اونٹ پہاڑ کے نیچے یعنی واقعی کوئی سین آن ہے برو۔"

ولید نے ابرو اٹھائی۔

"دیکھ میں تجھے گھر جا کر بتادوں گا ابھی کوئی ڈرامہ نہ کریٹ کر" ______

حسن نے اسے گھورا۔

"کیا ہوا بھئی؟

کون ڈرامہ کر رہا ہے؟"

میکائیل کی آواز پر حسن آنکھوں ہی آنکھوں میں ولید کو تنبیہہ کرتا اس کی طرف گھوما

تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کچھ نہیں یار_____ اسے بس ہر وقت پڑھائی کا شوق چڑھا رہتا ہے دو گھڑی بھی سکون نہیں لینے دیتا تبھی میں کہہ رہا تھا اب کوئی ڈرامہ نہ کرے۔"

حسن لب چباتے ہوئے ولید پر طنز کر گیا۔

"ہاہ____ آخر کوٹاپر ہے جناب، پڑھے گا نہیں تو بھینس چرائے گا۔ ویسے اگر تمہیں بھینس چرانے کی نوبت آئے تو میرے پاس دوڑے چلے آنا میں اپنے لعل کو سینے سے لگا لوں گا۔"

اس نے دائیں آنکھ دبا کر کہا اور پھر ولید کے ساتھ چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

"کھی کھی کھی ویری فنی"_______

حسن نے استہزائیہ کہتے سر جھٹکا۔

"چلو اب چلتے ہیں تھک گیا ہوں میں"_____

میکائیل نے کہتے ہوئے گردن مسلی۔

"بھینس تو تم چراتے جیسی تمہاری حالت ہے وہ تو اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت نازل کی جس کی وجہ سے تم ایک کروڑ پتی باپ کے بیٹے ہو۔ دو کام کر کے ہی تم تھک جاتے ہو۔"

حسن نے بھی جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"یار ولی! دھواں بتا رہا ہے آگ زوروں کی لگی ہوئی ہے۔"

میکائیل اور ولید پھر سے ہنس دیے۔

حسن جلتے کڑھتے انھیں زیر لب گالیوں سے نوازتا آگے بڑھ گیا۔

میکائیل ان کے ساتھ یونیورسٹی سے نکل آیا تھا اس نے سوچا ان کو گھر ڈراپ کر کے آفس چلا جائے گا۔ وہ لوگ ابھی راستے میں تھے جب ولید یک دم چلایا۔

"یار______وہ بھابھی ہیں نا اور ساتھ جے بھی ہے۔ یہ لوگ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

اس کی آواز پر میکائیل بھی گھوما تھا۔

عنوہ جے کا ہاتھ پکڑے سڑک کی ایک طرف کھڑی شاید کسی سواری کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ ابھی آگے بڑھنے کا سوچ ہی رہا تھا تبھی وہ تانگے میں سوار ہو گئے۔ جے کافی چہک رہا تھا، میکائیل جانتا تھا اسے تانگے کی سواری بہت پسند تھی۔

اسے دوستوں کے سامنے کافی شرمندگی اٹھانی پڑی تھی وہ سوچ رہے ہوں گے کہ میکائیل کا کردار اپنی زمہ داری بھی سہی طرح نہیں نبھا پایا۔ ہر چیز کو غیر سنجیدہ لینے والا یہاں بھی سنجیدہ نہ ہوا۔

ولید اور حسن اس کے چہرے کے کرخت تاثرات دیکھتے دوسری باتوں میں الجھانے لگے مگر یہ بات بھلانے والی نہیں تھی۔

آفس جانے کی بجائے وہ انھیں گھر ڈراپ کرتا سید ھا تن فن کرتا کمرے میں داخل ہوا تھا۔ عنوہ اڑی رنگت لیے اسے دیکھ رہی تھی جبکہ جے اس کی شرٹ کھینچ کر اپنی طرف متوجہ کرنا چاہ رہا تھا۔ وہ شاید اسے اپنی ٹوپی دکھانا چاہتا تھا مگر وہ اس وقت اسے بھی اگنور کر گیا اور یہیں وہ غلطی کر گیا تھا۔

"کہاں گئیں تھیں تم؟"

وہ براہِ راست عنوہ کی آنکھوں میں دیکھتا پوچھنے لگا۔

"میں وہ_____یہیں تھی میں نے کہاں جانا تھا؟"

عنوہ ہکلائی اس نے پہلی بار میکائیل کو غصے میں دیکھا تھا۔

"جھوٹ مت بولو، میں نے خود تمہیں دیکھا ہے جے کا ہاتھ پکڑے سڑک کے کنارے کھڑیں تھیں پھر تانگے میں سوار ہو گئیں۔ کہہ دو اب بھی جھوٹ بول رہا ہوں میں۔"

وہ دھاڑا تو عنوہ کی ہلکی سی چیخ نکل گئی۔

"میں وہ جے کو اس کے بابا کی قبر پر لے گئی تھی۔"

وہ بمشکل خود کی کپکپاہٹ پر قابو پائے بولی۔

میکائیل کچھ لمحے خاموش رہ گیا۔

"جہاں بھی جانا تھا ڈرائیور کے ساتھ جاتیں اگر وہ نہیں تھا تو مجھے بول دیتیں۔ میں مر تو نہیں گیا تھا۔"

وہ دو قدم آگے بڑھا۔

"مم مجھے لگا آپ برا مان جائیں گے اسی لیے نہیں کہہ پائی۔"

وہ اپنی ہتھیلیاں مسلنے لگی۔

"جے کو میں باہر بھی تو لے جاتا ہوں تم مجھے کہتی تو میں اسے قبرستان بھی لے جاتا مگر تمہیں نہیں جانا چاہیے تھا۔"

وہ دانت پیستے ہوئے بولا۔

عنوہ نے بے یقینی سے دیکھا مطلب وہ اسے نہیں جانے دینا چاہتا قبر پر، کیا وہ حارث زید سے جیلس ہو رہا تھا ایک شہید سے؟

ابھی وہ مزید بولتا جب اسے زور سے کوئی چیز آ کر لگی وہ پلٹا تو جے پر نظر پڑی جو مٹھیاں بھینچے اسے گھور رہا تھا اور یقیناً پیچھے سے اسی نے اپنی ریموٹ کنٹرول گاڑی کے ساتھ حملہ کیا تھا۔

"میری مومی شے دور ہٹیں ورنہ میں اش بنی تے شات آپ تو زور شے مالوں دا۔"

وہ غرایا جس پر میکائیل نے حیرت سے اسے دیکھا اور چونکی تو عنوہ بھی تھی جس کا بیٹا تن کر کھڑا تھا۔

میکائیل نے بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ مارا وہ یہ تو بھول ہی گیا تھا کہ جے بھی یہیں موجود ہے اب اس کو کیسے رام کرے گا؟

"مدے فائٹ ترنی بی آتی اے ایک کک مالوں دا اور آپ دور اڑتے اوئے جائیں دے، میلی مومی پر شاؤٹ ترتے او ہونہہ۔"

وہ پہلے والے جے سے یکسر مختلف لگ رہا تھا۔

اب وہ صرف ایک بیٹا دکھائی دے رہا تھا۔

"جے مائی سن میں چم ہوں آپ کا، بھول گئے آپ۔"

وہ نرم مسکراہٹ لیے بولا۔

"نئیں او آپ میلے چم آپ بی بیدا انتل جیسے او۔

مدے آپ سے بات نئیں ترنی اے۔"

وہ بولتا ہوا بیڈ پر چڑھ کر عنوہ کی گود میں بیٹھا۔

"مومی! ڈرنا نئیں اے آپ نے جے اب بدا او گیا اے وہ شب تو دیک لے دا۔"

اس نے اپنے ننھے منے ہاتھوں میں عنوہ کا چہرہ تھاما جو نم آنکھوں سے مسکرا رہی تھی۔

جے حیران تھا اس کی مما کو رونا کیوں نہیں آرہا ویسے تو وہ ہر وقت روتی رہتی تھیں۔
اسے معاملہ سمجھ نہیں آیا تھا مگر اس کے لیے جو بات ضروری تھی وہ اپنی ماں پر کیل کار کا غصہ کرنا تھا۔ وہ کون ہوتا ہے اس کی ماں پر چلانے والا؟ وہ اس کے گھر میں رہتے تھے شاید اسی لیے وہ اس کی ماں کو اٹیٹیوڈ دکھا رہا تھا تبھی وہ سوچتا ہوا اٹھا۔
"مومی____اب ام یاں نئیں لہیں دے۔
ام اپنے گھر دائیں دے تلیں اپنی شاری چیزیں تھالیں۔ ام ابو تو بالیں دے ان تے شات کہیں دے۔ باقی شب گندے ایں۔"
اس نے عنوہ پر حکم صادر کیا تو وہ مسکراہٹ دبا تی اثبات میں سر ہلا گئی جبکہ میکائیل کاردار نے ہونق پن سے انھیں دیکھا۔
وہ اپنا بیگ اٹھائے اس میں سارے کھلونے بھرنے لگا پھر کمرے سے باہر نکل گیا۔
میکائیل نے پلٹ کر عنوہ کو دیکھا جو کندھے اچکاتی الماری کھول گئی۔
وہ سر کھجانے لگا یہاں تو لینے کے دینے پڑ گئے تھے۔

ADEENA KHAN

جے نے بڑبڑاتے ہوئے لاؤنج اور باقی پورے گھر سے کھلونے سمیٹے اب صرف حیات کاردار اور شرمین کا بیڈروم بچا تھا اس نے دروازہ ناک کیا اور اجازت ملنے پر اندر داخل ہو گیا۔

اسے پہلے ہر کسی کے کمرے میں بے دھڑک اندر داخل ہونے کی عادت تھی یہیں آکر عنوہ نے اسے دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہونا سکھایا تھا۔

"بے جے بیٹا! خیریت تو ہے یہ کیا کر رہے ہو آپ؟"

حیات کاردار جو ابھی شاور لے کر نکلے تھے اس کی پھرتیاں دیکھ کر چونکے جو زبردستی بیگ کے اندر کھلونے ٹھونس رہا تھا۔

شرمین بھی کافی رکھتی ہوئیں پلٹیں۔

"دی ہاں! ام لوگ اپنے گھر واپس دارے ایں۔

دے اپنی موی کو لے دائے دا، کیل کاراب دے کے چم نئیں ایں بش" ______

اس نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے وہاں سے سامان اٹھایا اور چلا گیا۔

حیات کاردار اور شرمین ایک دوسرے کو سوالیہ نظروں سے دیکھتے اس کے پیچھے ہی باہر نکل آئے۔

انھوں نے آج پہلی بار اسے غصے میں دیکھا تھا،اس کے پیچھے ضرور کوئی وجہ ہو گی۔

"بے جے بیٹا! ہوا کیا ہے بتائیں تو سہی آپ؟"

حیات کاردار اس کے پیچھے پیچھے تھے۔

"چم بیدا انتل جیشے بن دئے ایں وہ دے کی مومی پر شاؤٹ ترتے ایں۔دے اپنی مومی تو لے تر تلا دائے دا۔"

وہ غصے سے لال پیلا چہرہ لیے انھیں تک رہا تھا۔

اس کی بات پر وہ بے ساختہ چونکے۔

آج پہلی بار وہ ایسا سن رہے تھے ورنہ تو انھوں نے شادی کے بعد ایک الگ ہی میکائیل دیکھا تھا۔

وہ یک دم اس کے کمرے کی طرف بڑھنے لگے جب شرمین نے جلدی سے ان کا بازو پکڑ لیا۔

"پلیز حیات! آپ ایسے مت کریں ان کا آپسی معاملہ ہے خود سلجھا لیں گے۔ جے تو ابھی بچہ ہے جانے کیا بات ہوئی ہے، اسے کونسا سمجھ آئی ہو گی؟ آوازیں کمرے سے باہر سنائی دیں تب ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم مداخلت کریں۔ وہ آپ سے پہلے ہی متنفر ہے مزید معاملات خراب مت کریں۔"

وہ التجائیہ انداز میں بولیں جس پر انھوں نے لب بھینچ لیے۔

شرمین کی بات انھیں درست لگی تھی ابھی تو وہ اس سے بات کرنے کے لیے ہمت مجتمع کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ انھیں صورت حال کو دیکھ کر قدم اٹھانا چاہیے۔

"دے بے بی نئیں اے وہ پورے تین شال اور چھ منتھ تا اے۔"

جے نے فوراً رک کر انھیں ملی جلی اردو اور انگریزی میں باور کرایا اور جھٹ سے کمرے میں گھس گیا۔

پیچھے وہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس دیے۔

ADEENA KHAN

میکائیل نے بالوں میں ہاتھ گھماتے ہوئے ایک نظر عنوہ پر ڈالی جو اس کی موجودگی سے بے نیاز الماری کے پٹ کھولے کھڑی تھی ابھی تک اس نے پیکنگ کے لیے کوئی بھی چیز نہیں نکالی تھی۔وہ نا جانے کیا سوچ رہی تھی؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry

"تم واقعی جا رہی ہو؟"

میکائیل کا رداہر کسی کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا،آج تھوڑا خوفزدہ تھا۔اسے لگ رہا تھا وہ دونوں اسے چھوڑ جائیں گے۔اسے تو کسی کو منانا بھی نہیں آتا تھا نہ کبھی کسی سے معافی مانگی تھی۔

"جی____؟"

عنوہ نا سمجھی سے دیکھتی ہوئی مڑی۔

"میں وہہہ_____وہ میں کہہ رہا تھا تتتم جا رہی ہو کیا؟"

وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اس کی آواز لرزی تھی جو عنوہ بخوبی محسوس کر گئی تھی۔اسے بے ساختہ ترس آیا تھا اس پر۔

ابھی وہ کچھ بولتی تبھی جے اپنا بیگ اٹھائے اندر آیا تھا اور میکائیل کا ردار کو اگنور کیے عنوہ کے پاس چلا گیا جس پر وہ چونکی۔

میکائیل نے اس کے اگنور کرنے پر اضطرابی کیفیت میں بال ٹھیک کیے۔

"مومی_____اب تلیں بی اپنے کپلے (کپڑے) دالیں ام نے دانا اے۔"

اس نے عنوہ کی قمیض کا کونا کھینچتے ہوئے اپنی طرف متوجہ کیا۔

عنوہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگی مطلب وہ سنجیدہ تھا۔

"جے____میری جان ہم کیسے جا سکتے ہیں؟

ابو کو پتا چلا تو وہ بہت ڈانٹیں گے۔"

عنوہ مصنوعی مسکینیت طاری کرتے ہوئے صوفے پر جا بیٹھی۔

"اووو مومی وہ تیوں دانتیں دے؟ وہ تو اتنے اچے ایں شب تے شات اتنا پیال تلتے ایں۔"

جے منہ بسورے اس کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میری جان____ابو بے شک سب سے پیار کرتے ہیں مگر وہ مجھے بول کر گئے تھے کہ ہم دونوں اب یہیں رہیں۔"

عنوہ نے بیچارگی شکل بناتے اسے رام کرنا چاہا۔

"اوہ نو مومی! اب ام تیا تریں؟"

جے نے لہجے میں دنیا جہان کی فکر سموئی۔

"آپ کو اپنے چم پر غصہ ہے تو پھر ناراضگی تو آپ یہاں رہ کر بھی جتا سکتے ہو تبھی زیادہ مزا آئے گا۔اب یہ ہمارا گھر بھی ہے اگر وہ ہم پر غصہ کریں گے تو ہم مما اور ڈیڈ کو بھی بتا سکتے ہیں۔"

عنوہ نے اس کی طرف آنکھیں پٹپٹائیں۔

"اوہ یسسسسس مومی پھر ہی تو مزا آئے دا۔"

جے کھلکھلا اٹھا۔

ان دونوں نے بیڈ پر بیٹھے میکائیل کی طرف دیکھا جو بے چینی سے ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا، وہ ان کی کھسر پھسر سننا چاہتا تھا جو اتنے دیر سے وہ وہ دونوں انتہائی رازداری کے ساتھ کر رہے تھے۔

وہ کوئی ٹین ایج جذباتی لڑکی نہیں تھی،اس نے جوانی میں ہی ایک دنیا دیکھ لی تھی۔وہ ہر شخص کو دیکھ کر ہی اس کی اندرونی کیفیت جان جاتی تھی تبھی اس نے میکائیل کا کردار کی اذیت پر کھ لی تھی۔

اسے شادی سے پہلے والا میکائیل بھی یاد تھا جو آفس میں ہر کسی پر دھاڑتا رہتا تھا مگر شادی کے بعد آج پہلی بار اس نے غصہ دکھایا تھا جو جے کی بدولت اسی کے گلے پڑ گیا تھا۔

عنوہ اپنی غلطی تسلیم کرتی تھی اسے ایسے بنا بتائے اکیلے گھر سے نہیں جانا چاہیے تھا اسی لیے اس کا غصہ بجا تھا۔

اب جو ہونا تھا وہ ہو چکا تھا مگر دیکھنا یہ تھا کہ اس کا جے کیا کرنے والا تھا اپنے واحد دوست کے ساتھ۔

"جے______یہ کیا ہے ؟؟؟

بیگ میں سارے کھلونے تو بھر لیے اور ساری بکس نکال دیں۔زیادہ ضروری کیا ہے آپ کے لیے ؟؟؟

عنوہ نے خفگی سے صوفے پر پڑے کتابوں کی طرف اشارہ کیا جو وہ غصے میں بیگ سے نکال کر صوفے پر ڈال گیا تھا۔

"مومی___ مدے ونیلا کسٹرڈ دیں جوام نے با کرر کھاتا۔"

جے نے واویلا ڈالنا شروع کر دیا تو عنوہ اس کی چالاکی پر کھول کر رہ گئی پھر ناچار اس کا ہاتھ پکڑے کچن میں لے گئی۔

ان کے جانے پر میکائیل نے بے ساختہ تشکر بھری سانس لی۔

ADEENA KHAN

"اب بتا کون ہے وہ؟"

ولید گھر پہنچتے ہی جلدی جلدی لنچ کر کے حسن کے پاس آدھمکا اور آتے ہی اپنے مطلب کا سوال پوچھا تھا۔

"تم ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو کر یہ پوچھنے آئے ہو؟ کل پیپر ہے، تمہارا پڑھائی کا کیڑا فوت ہو گیا کیا؟"

حسن نے تیکھے چتونوں سے اسے گھورا۔

"مجھ سے تو پڑھا نہیں جائے گا جب تک تو اپنے منہ سے نہیں پھوٹے گا لڑکی کا نام؟"

ولید نے اس کی گردن میں بازو ڈالا۔

"توبہ ہے تم تو آکٹوپس کی طرح چپک ہی گئے ہو۔"

اس نے ولید کا بازو جھٹکا۔

ولید کچھ دیر اسے گھورنے کے بعد اپنا فون نکال کر نمبر ڈائل کرنے لگا۔

حسن تو یہ دیکھ کر گڑ بڑا گیا تھا اس نے جلدی سے فون چھینا۔

"اچھا میرے باپ سن لے، وہ______وہ______وہ بھابھی کی بہن ہے جو اس دن ہنسی تھی مجھ پر شاید اس کا نام زویا ہے۔"

اس نے کان سہلاتے ہوئے بتایا تو ولید کی چیخ نکل گئی۔

"اف یہ تو کیا کہہ رہا ہے میکائیل کی تو ابھی خود کی ہی کشتی پار نہیں لگی تجھے اپنی پڑی ہے، تیرا قتل پکا ہے اس کے ہاتھوں۔"

ولید نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

"آہستہ بک لے ابھی میری بینڈ بج جائے گی، تجھے میکائیل کے سامنے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب بھی بات کرنی ہو گی میں خود کر لوں گا۔"

حسن نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"مجھے تو تیری حالت سوچ سوچ کے ہنسی آرہی ہے ویسے ایک بات ہے تو دنیا کا انوکھا پیس ہے جسے وہ لڑکی پسند آئی ہے جو تجھ پر ہنسی تھی۔"

ولید تو کافی لطف اندوز ہو رہا تھا اس کی صورتحال سے تبھی اس کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔

"لوگ تجھے جانے کیوں اتنا شریف سمجھتے ہیں حالانکہ انتہا کا کمینہ ہے تو، سو بے شرم مرے ہونگے تب تم تشریف لائے ہو گے۔ میری معصوم بہن کی زندگی ہی تیرے

ساتھ جڑنی تھی، تجھے کوئی جانے پہچانے تو پتا چلے صرف میکائیل کو کاپی پیسٹ کیا گیا ہے

ہونہہ۔"

حسن نے جلے دل کے پھپھولے پھوڑے۔

"نکال لے بچہ ساری بھڑاس نکال لے کیونکہ میکائیل کا ردار کے سامنے تو بس تم میاؤں میاؤں ہی کر سکتے ہو۔ ابھی سکون کرو پھر مزا آئے گا جب تمہاری گردن اس کے ہاتھ میں ہو گی۔ میں چلا آرام سے پڑھنے، بائے بائے مائی ڈیئر حسن۔"

ولید اس کو چڑاتا ہوا نکل آیا پیچھے اس نے اپنا مستقبل سوچتے ہوئے بے ساختہ جھرجھری لی۔

کمرے سے نکلتے ہی ولید کا ٹکراؤ ایمان سے ہوا جو اسے دیکھتے ہی بھاگنے کے لیے پر تولنے لگی تھی۔

"ایمان اپنے بھائی کو ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پلا دینا، ہو سکے تو سر پر بھی ڈال دینا۔"

ولید نے ہنستے ہوئے پیچھے سے ہانک لگائی جو کچن میں گھس گئی تھی۔

اپنے بھائی کا مذاق اڑانے پر دانت پیسنے لگی، ہمیشہ سے ان کا یہی تو چلتا تھا۔

ADEENA KHAN

"میکائیل_____یار پرسوں پیپر ہے اور تو نے ابھی تک سلیبس بھی نہیں دیکھا بندہ کم از کم آؤٹ لائن ہی دیکھ لیتا ہے۔ یہ تو صرف اور صرف اپنے ساتھ غلط کر رہا ہے اس میں کسی کا کچھ نہیں بگڑنا۔"

ولید نے فون کان سے لگائے تاسف سے کہا۔

"بس کر دے تو یہ روز روز کے بھاشن اب تو آخری سیمسٹر کے بھی فائنلز آ گئے ہیں۔ ابھی کل کا دن باقی ہے تم بھیج دینا سارے نوٹس، ایک نظر دیکھ لوں گا میں نے کونسا ٹاپ کرنا ہے بس پاس ہی تو ہونا ہے۔"

میکائیل نے گویا ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"ہاہ_____ٹھیک ہے مگر کل نہیں میں آج ہی بھیجوں گا اور تجھے اچھے سے تیاری کرنی ہے۔ دو تین گھنٹے لگا کر پوری توجہ سے سارا دہرا انا اگر کچھ نہ ہو پائے تو مجھ سے مدد لے لینا ویسے تجھے مدد کی ضرورت پڑتی تو نہیں ہے اگر دماغ لگا لے کچھ دیر۔"

ولید نے اسے ہمیشہ کی طرح نصیحت کی۔

"تجھے پڑھائی کی پڑی ہے اور یہاں مجھے دینے کے لینے پڑ گئے ہیں۔"

میکائیل نے بیزاری سے بیڈ سے پشت لگائی۔

"کیوں کیا ہوا؟

سب خیریت ہے نا؟"

ولید نے حیرت سے پوچھا۔

"کہاں یار ررر؟

جے ناراض ہے، مجھ سے منہ پھلا رکھا ہے اور سارے گھر میں اپنی ماں کا پلو پکڑے گھوم رہا ہے۔"

میکائیل نے افسردگی سے کہا۔

"ہاہاہا ریئلی_____چلو کوئی تو ہے جو تمہیں ناکوں چنے چبوا سکتا ہے۔

مجھے تو سن کر بہت مزا آیا ہے۔

آج تو میرا پڑھنے کا بھی دل نہیں کر رہا، تم دونوں کی پتلی حالت مجھے سرور بخش رہی ہے۔"

ولید نے زبردست قہقہہ لگایا۔

"کھی کھی کھی ویری فنی، ہونہہ۔

حسن کا کیا سین ہے؟"

میکائیل نے دانت پیستے ہوئے پوچھا۔

"ارے کچھ نہیں بس ایسے ہی____

تو یہ بتا جے کیوں ناراض ہے؟"

ولید نے بر وقت بات بدلی۔

"ہمممم______وہ بس تھوڑا سا اس کی ماں کو کچھ بول دیا تھا۔"

میکائیل نے سر کھجایا۔

"ہاہاہاہا______مطلب بھائی کی تھوڑی سی بات پر اتنا غصہ دکھایا گیا ہے تو سوچو جیسے ہمارے ساتھ کرتے ہو ویسا غلطی سے بھی کر دیا تو سمجھو آوٹ۔"

ولید نے اسے تنبیہہ کی۔

"اچھا زیادہ چخ چخ مت کر اور آرام سے پیپر کی تیاری کر۔"

میکائیل نے اسے لتاڑا۔

"میں کل پڑھوں گا ابھی تو سوؤں گا، ایسا سکون ملا ہے آج نیند بھی شاندار آئے گی تو اپنے سسر نما بیٹے کو منانے کی تیاری پکڑ شاباش، گڈ نائٹ سویٹ ڈریمز زززز۔"

ولید اسے زچ کرتا فون بند کر گیا تھا۔

میکائیل نے اسے زیر لب گالیوں سے نوازتے فون سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہی تھا کہ تبھی وہ دونوں ماں بیٹے چہکتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

میکائیل نے کن انکھیوں سے انھیں دیکھا، عنوہ نے جے کو نائٹ سوٹ پہنایا اور صوفے پر بٹھا دیا۔

جب تک وہ کپڑے چینج کر کے آئی تب تک جے بی کے ساتھ مصروف رہا۔

میکائیل بے چینی سے انھیں ہی دیکھتا رہا۔

وہ دونوں جان گئے تھے کہ میکائیل کا ردار ایک جذباتی انسان ہے تبھی وہ اسے جذبوں کی مار مار رہے تھے۔

"مومی___آپ تے بال میں باؤں دا۔"

جے نے ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے بیٹھی عنوہ سے ہیئر برش لیا اور اس کے سلجھے ہوئے بال مزید الجھانے لگا۔ عنوہ کو ناچار خود پر قابو رکھنا پڑا تا کہ اس کا بیٹا اپنی ایکٹنگ جاری رکھ سکے۔

میکائیل نے کافی بار انھیں مخاطب کرنا چاہا مگر انا آڑے آتی رہی۔

"مومی آج تکول میں"_______

عنوہ جے سے برش لے کر جلدی جلدی بال سلجھاتی بیڈ کی طرف آئی کیونکہ وہ میکائیل کی گہری نگاہیں خود پر محسوس کر گئی تھی۔

اس کے لیٹتے ہی جے آکر اس سے لپٹ گیا اور پھر اس کی نان اسٹاپ باتیں شروع ہو گئیں۔

میکائیل کا منہ کھلا رہ گیا مطلب ناراضی شدید تھی تبھی تو جے اس کی طرف آنے کی بجائے ماں کے پاس چلا گیا تھا۔

وہ کچھ دیر دوسری طرف رخ موڑے لیٹا رہا مگر ان کی کھسر پھسر پر صبر نہ ہوا تو کروٹ بدل لی۔اب وہ دونوں اس کے سامنے تھے،وہ چہرے پر مسکینی طاری کیے انھیں دیکھتا رہا کہ شاید وہ اس پر ترس کھا کر خود ہی بول لیں مگر ایسا نہ ہوا۔

وہ بھی ڈھیٹ ثابت ہوئے،یونہی لیٹے لیٹے سو گئے تھے۔

"بے مروت لوگ۔"

وہ انھیں نئے القاب سے نوازتے مسکراتا ہوا آنکھیں موند گیا تھا جو خود بے مروتی کا ریکارڈ ہولڈر تھا۔

ADEENA KHAN

نرمین نے باتوں ہی باتوں میں کچھ صورتحال جان لی تھی شرمین بھی بہن ہونے کے ناطے دوپہر میں ہوئی چپقلش کے بارے میں بتا گئیں جس پر ان کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔

انھوں نے سب سنبل کو بتایا تو اس نے فٹافٹ سکر دو جانے کی تیاری پکڑ لی اور نتیجتاً وہ صبح ہی صبح یہاں موجود تھیں۔

عنوہ ناشتہ بنانے کے لیے کچن میں موجود تھی جب اسے بہت سی آوازیں آئیں وہ عجلت میں باہر آئی تو سامنے ہی شرمین کے ساتھ موجود ان کی بہن اور بھانجی کو دیکھ کر سارا موڈ غارت ہو گیا وہ ان کے ارادے اچھے سے سمجھتی تھی تبھی بھاری قدموں کے ساتھ ان سے آکر ملی۔

انھوں نے بھی کوئی جوش دکھائے بغیر ہلکی سی سلام دعا کی تھی۔

اتوار ہونے کی وجہ سے جے بھی گھر پر ہی تھا وہ عنوہ کے ساتھ ہی جاگا تھا اور اب لان میں مالی کے ساتھ پودوں کو پانی دے رہا تھا۔

میکائیل آنکھیں مسلتا ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس باہر آیا تھا اور جیسے ہی اس کی نظر سنبل پر پڑی اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔

"صبح ہی صبح بلا نازل ہو گئی، توبہ توبہ توبہ اللہ بچائے اس کے شر سے مجھ معصوم کو۔"

وہ بڑبڑاتا ہوا صوفے پر جا بیٹھا۔

"محترمہ_____یہ راز و نیاز بعد میں کر لیجیے گا پہلے جلدی سے میرے لیے ناشتہ لے آئیں۔"

اس نے وہیں بیٹھے ہوئے ہانک لگائی، عنوہ گڑبڑا کر کچن میں جا گھسی۔

سنبل نے بے یقینی سے ماں کو دیکھا یہاں تو سب ٹھیک لگ رہا تھا جس پر وہ محض کندھے اچکا کر رہ گئیں۔ان کا بھانجا کبھی بھی ان کی سمجھ میں نہیں آیا تھا۔

حیات کاردار اخبار اٹھائے ناشتے کی میز پر آئے،میکائیل نے سب کو واضح کر دیا تھا اس کا کل پیپر ہے تو کوئی بھی اسے ڈسٹرب نہ کرے ورنہ اس کی خیر نہیں تبھی اس کی نظر جے پر پڑی تو اس نے بمشکل قہقہ دبایا۔

جے دبے پاؤں اندر کی طرف بڑھ رہا تھا کہ کہیں کسی کی نظر نہ پڑ جائے ورنہ مومی کے ہاتھوں اس کی دھلائی پکی تھی۔وہ پوری طرح مٹی سے اٹا ہوا تھا اچانک حیات کاردار نے اسے پکارا جس پر اس نے خطرے کو دیکھتے کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیں۔

"جے_____یہ سب کیا ہے؟؟؟؟"

عنوہ یک دم پلٹتے ہی خفگی سے بولی۔

"کوئی بات نہیں بچہ ہے کھیل کھیل میں تو ہو ہی جاتا ہے۔"

میکائیل نے موقع کا فائدہ اٹھا کر جے کا دل اپنے لیے صاف کرنا چاہا۔

"نو نو نو دے کھیل نئیں لہاتا وہ کام تل لہاتا۔"

اس نے فوراً میکائیل کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔

"ہمم اچھی بات ہے کام کر رہا تھا بھئی جے دی گریٹ"____

میکائیل نے اپنی بات کی نفی پر چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی۔

ٹیبل پر موجود سب لوگ اچھنبے سے دیکھ رہے تھے جو بہت پر سکون انداز میں اسے ڈیل کر رہا تھا۔

"اوکے آؤ چینج کروادوں پھر ناشتہ کرنا ہے آپ نے۔"

عنوہ دانت پیستے ہوئے اسے اٹھا کر لے گئی، جاتے جاتے اپنی ماں کے کندھے کے اوپر سے اپنی طرف تکتے حیات کاردار کی طرف اس نے دائیں آنکھ دبائی تھی جس پر وہ گڑبڑا کر سر جھکا گئے۔

"استغفراللہ"____

ان کے زیر لب کہنے پر شرمین مسکرادیں وہ جے کی حرکت اچھی طرح ملاحظہ کر چکیں تھیں۔

میکائیل ناشتے کے بعد سٹڈی روم میں چلا گیا تھا پڑھنے کی کوشش میں وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد کچھ کھانے پینے کو منگواتا رہا، عنوہ صبح سے گھن چکر بنی ہوئی تھی کبھی کچن تو کبھی سٹڈی میں جاتی اب اس کی ہمت جواب دے رہی تھی۔ نواب صاحب اسے کبھی صوفے اور کبھی میٹ پر لیٹے ہوئے نظر آئے تھے جانے کونسی پڑھائی ہو رہی تھی؟

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

میکائیل نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی ہوئی تھی کیونکہ وہ وقفے وقفے سے جے کا جھانکنا محسوس کر رہا تھا۔

سنبل نے بہت سوچ بچار کے بعد عنوہ کو کچن میں نہ پاکر جلدی جلدی کافی بنائی اور سٹڈی روم میں داخل ہوئی جہاں میکائیل صوفے پر لیٹا نوٹس دیکھ رہا تھا۔

سنبل کو دیکھتے ہی پہلے تو وہ چونکا پھر یکلخت اس کے چہرے پر کرخت تاثرات چھا گئے۔

"کیوں آئی ہو یہاں؟"

وہ کڑے لہجے میں پوچھنے لگا۔

"میں کافی لائی تھی تمہارے لیے۔"

سنبل نے چہرے پر زبردستی مسکراہٹ سجائی ورنہ بے عزتی کے ڈر سے اس کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔

"میں نے کہا تھا کیا تمہیں لانے کے لیے؟"

اس نے طنزیہ ابرو اٹھائی۔

"کہا تو نہیں تھا لیکن میں نے سوچا تمہیں ضرورت ہو گی آخر کو سٹڈی کر رہے ہو۔"

وہ منمنائی۔

جے نے دروازے سے اندر جھانکا اسے پتا تھا آج چم گھر میں ہی ہے تبھی اسے بے چینی ہو رہی تھی اور بار بار چکر لگا رہا تھا۔اب سنبل کو وہاں کھڑے دیکھ کر اسے جیلسی ہوئی تھی تبھی وہ وہیں ٹک گیا اور ایک آنکھ سے اندر دیکھتا رہا۔اسے وہ آنٹی بالکل پسند نہیں آئیں تھیں جو اس سے سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتیں تھیں اور اس کے چم کے پاس کھڑی مسکرا رہیں تھیں۔

"تم اپنے زرخیز دماغ کو زحمت نہ ہی دیا کرو تو اچھا ہے،ہر وقت شیطانی اعمال کے علاوہ کوئی نیک کام بھی کر لیا کرو۔"

میکائیل نے کاری وار کیا تھا جس پر وہ تلملا گئی۔

"تم حد سے بڑھ رہے ہو اب،خود تو جیسے بہت نیک ہو نہ تم۔اپنے باپ تک سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے تمہیں۔"

وہ تقریباً غرائی تھی۔

"اور دیکھو مجھے بھاشن کون دے رہا ہے جس کے خود کے منہ کے اندر خنجر فٹ ہے۔"

میکائیل ہنس دیا تھا آخر بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی تھی۔

"تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہارا کوئی احساس کرے۔"

سنبل نے پاؤں پٹخے۔

"تو تمہیں کس نے کہا تھا حاتم طائی بننے کا؟ میرا احساس اور خیال رکھنے کے لیے بیوی موجود ہے میری۔ مجھے اچھی طرح پتا ہے تم لوگوں کے یہاں آنے کا مقصد، ساری کوششیں بیکار ہیں ڈیئر کزن۔ اگر یہ وقت کسی اچھی جگہ انویسٹ کرو تو فائدہ بھی ہو۔"

وہ سکون سے بولتا اسے آگ لگا گیا۔

"جے_____اپنی مومی کی جان اندر آجائیں۔"

میکائیل کی آواز پر جے کا رنگ اڑ گیا یعنی وہ پھنس چکا تھا۔ وہ چوروں کی طرح سہما ہوا سا اندر آیا۔

"مائی سن____اپنی مومی کو بولیں ہمارے لیے چیز سینڈ وچز اور ساتھ میں پیچ کا ٹھنڈا ٹھار جوس بنائیں پھر ہم دونوں مل کر پارٹی کریں گے۔"

اس نے جے کی پھیکی رنگت دیکھتے بمشکل مسکراہٹ ضبط کی اور نیا شوشہ چھوڑا۔

جے سر ہلاتا وہاں سے کھسکنے کی کوششوں میں تھا جب میکائیل نے اسے جلدی سے اٹھا کر گود میں بٹھا لیا۔

سنبل ان کو دیکھتی ہوئی دانت پیستے وہاں سے چلی گئی۔

"سوری کیوٹو_____مجھے بس غصہ تھا آپ دونوں کو میرے ساتھ جانا چاہیے تھا۔ پکا پرومس اب ایسا نہیں ہوگا۔"

میکائیل کے کہنے پر وہ چہرہ اس کی طرف کر گیا۔

"اب آپ مومی تے اوپل شاؤت نئیں تریں دیں اور"_____

جے نے فوراً سے لب دبائے۔

"اور سٹ سٹینڈ تریں دے مومی تے شامنے۔"

جے نے کھلکھلا کر کہا تو میکائیل کے ہوش اڑ گئے۔

"نہ کر اتنا ظلم مجھ پر یارررر"

میکائیل نے رونی صورت بنائی۔

"اووو ولوئیں نئیں، تیک اے نہ تریں لیتن ہمیں آئس کلیم تھلائیں وہی والی 'میدنم۔"

جے نے اس کا گال تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

"ضرور ضرور_____تھینک سوچ مائی سن۔"

وہ چٹاچٹ اس کے گال چوم گیا۔

"آہم آہم_____لنچ ریڈی کروا رہی ہوں میں آپ دونوں کی کوئی فرمائش ہے تو پلیز مجھے آگاہ کر دیجیے۔"

عنوہ نے طنزیہ انداز میں کہتے دونوں کو گھورا جس پر وہ سٹپٹا گئے۔

"میں اول چم ام دونوں چیز سینڈوچ اور آڑو تا جوش پیئں دے۔"

جے نے مسکراتے ہوئے اسے بتایا۔

"ہمممم ٹھیک ہے۔"

وہ وہیں سے پلٹ گئی تو میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"میں نے پیچی کا جوس کہا تھا۔"

اس کے کہنے پر جے ہنسنے لگا۔

"لیتن مدے پیچی تا جوش فیورت نئیں لگتا اے اش لیے میں نے وہ بول دیا جو مدے اچا لگتا اے۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کندھے اچکاتے ہوئے منہ میں پانی بھر لایا۔

"آپ کے لیے کچھ بھی مائی سن"_____

اس نے جے کو خود میں بھینچ لیا، یہ کرنا اسے ہمیشہ سکون دیتا تھا۔

ADEENA KHAN

پیپر کے دوران سب لکھنے میں مصروف تھے مگر اس کا ہاتھ چلانے کا موڈ نہیں تھا تبھی وہ انگڑائیاں لیتے ہوئے ادھر اُدھر دیکھنے لگا جب اس کی ولید پر نظر پڑی جو کڑے تیوروں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔ میکائیل اس کی طرف دیکھتے ہلکا سا پاؤٹ بنا گیا جس پر ولید سٹپٹا کر اسے 'کمینہ' کہتے پیپر پر جھک گیا۔ اسے ویسے بھی کبھی کبھی وہ بندہ خلائی

مخلوق لگتا تھا۔ آخر کار بہت سوچ بچار کے بعد میکائیل نے پاس ہونے جتنا پرچہ حل کر ہی دیا۔

وہ جیسے ہی باہر آیا ولید نے زوردار مکا اس کے پیٹ میں رسید کیا۔

"باز نہیں آیا تو واہیات آدمی، دکھادی نا اپنی وہی اوقات جو ہر سیمسٹر میں کرتا آیا ہے۔

میری اتنی نصیحتوں کا کوئی اثر نہ ہوا تجھ پر۔"

ولید کے پے درپے مکوں پر میکائیل کے قہقہے گونج رہے تھے جبکہ حسن کیمرہ مین بنا سارا واقعہ فلما رہا تھا۔

سب ان کی طرف ہی متوجہ تھے، ساری یونیورسٹی ان کے ڈراموں سے مانوس تھی۔

"تو کیا کر رہا ہے بے غیرت انسان؟؟؟"

میکائیل حسن کو دیکھتے ہی دھاڑا۔

"وہی جو ایسے نادر موقعوں پر کیا جاتا ہے، میکائیل کا ردار کو پٹتے دیکھنا میری دیرینہ خواہش تھی جو آج پوری ہو رہی ہے۔

ٹھنڈ پے گئی، آئے ہائے۔"

حسن دل پر ہاتھ رکھتے وہاں سے بھاگا۔

میکائیل اس کے پیچھے پیچھے تھا اور ساری یونیورسٹی میں ہاڑاہوڑی مچی تھی۔ سب ان کی اس نوک جھونک سے ہمیشہ لطف اندوز ہوتے تھے۔

"تجھے لگتا ہے میں نہیں جانتا تیرے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے میرے ولیمے کے بعد سے، میکائیل کا رداراڑتی چڑیا کے پر گن لیتا ہے بیٹے تو تم کیا شے ہو؟"

میکائیل کی پکار پر وہ یک دم رکا تھا۔

"ت ت تجھے پتا ہے؟"

حسن کے ہکلانے پر وہ کندھے اچکاتے اسے ڈرا گیا۔

"میں وہ وہ میں"

حسن منمنایا۔

"کیا ہوا زبان کو زنگ لگ گیا کیا؟"

میکائیل نے اسے کڑے تیوروں سے گھورا۔

"اوہ شکر ہے، میں تو بھاگ بھاگ کر تھک گیا تھا برو۔"

ولید جھک کر لمبے لمبے سانس لینے لگا مگر ماحول میں تناؤ محسوس کرتے یک دم سیدھا ہوا۔

"ازایوری تھنگ آل رائٹ؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے دونوں کے چہرے دیکھے۔

"تجھے پتا تھانا اس کے دماغ میں کیا کھچڑی پک رہی ہے؟"

میکائیل نے رخ اس کی طرف موڑا۔

"اوہ یار مجھے کھچڑی نہیں افغانی پلاؤ کھانی ہے شدید بھوک لگ رہی ہے صبح ناشتہ بھی نہیں کیا گیا پریشانی میں چلو چلتے ہیں۔"

ولید کی بے تکی بات پر میکائیل چلایا تھا۔

"بک مت اور جو پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دے۔"

ولید چونکا اسے اب بات سمجھ آئی تھی۔

"ہاں یارررر______وہ مجھے کل ہی پتا چلا، دیکھ نا حسن ایک اچھا لڑکا ہے اور تیرے بچپن کا دوست بھی ہے تو اس کے بارے میں اچھا برا سب جانتا ہے۔ بھابھی کو تو قائل کر سکتا ہے اس رشتے کے لیے، ان کی بہن کو ایسا احمق_____میرا مطلب تھا سید ھا شوہر کہاں ملے گا برو۔"

ولید نے بتیسی دکھاتے اسے سمجھانا چاہا جس کے تاثرات غضب ناک لگ رہے تھے۔

"اوہ تو یہ بات ہے یعنی میرا گھر بسا نہیں اور منگتے پہلے ہی آ گئے۔"

میکائیل بڑبڑایا۔

"تو بات بنا رہا ہے یا بگاڑ رہا ہے ذلیل انسان۔"

حسن نے ولید کو جھڑکا۔

"تجھے لگتا ہے میں خوشی خوشی اپنی سالی کی شادی تجھ سے کروادوں گا؟"

میکائیل نے استہزائیہ لہجے میں پوچھا۔

"پلیز یار اپنے دوست کی مدد نہیں کرے گا کیا؟

میں اور میری آنے والی تمام نسلیں تیری معترف رہیں گیں۔ میں اپنی محبت کا جو تاج محل بناؤں گا اس کے آگے ہی تیرا پتلا لگاؤں گا۔ میں سب کو یہ بتاؤں گا کہ یہ عظیم شخص دو محبت کرنے والوں کو ملانے میں اپنا کلیدی کردار ادا کر گیا ہے۔ میں"______

حسن نے روہانسی شکل بناتے میکائیل کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"چل دفع ہو، کیوں چپک رہا ہے؟

پہلے ہی آدھی عقل تھی اب یہ عشق و شق کے چکر میں پڑ کر وہ بھی گنوادی۔"

میکائیل نے اسے دھکا دیا۔

"پلیز یار پلیز پلیز پلیز"

حسن کے دہائیاں دینے پر میکائیل کو ہتھیار ڈالنے پڑے۔

"اب زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے، دیکھوں گا عنوہ سے بات کر کے ابھی یہ بھی نہیں پتا اس کا کہیں رشتہ ہوا ہے یا نہیں؟"

اس نے احسان کرنے والے انداز میں کہا جس پر حسن کا رنگ پھیکا پڑ گیا اس نے دل ہی دل میں 'اللہ نہ کرے' کہہ ڈالا۔

"اسے لو وایٹ فرسٹ سائیٹ ہوا ہے یار صرف بات نہیں کرنی قائل بھی کرنا ہے۔"

ولید نے بھی حصہ ڈالا۔

"ہمم دیکھوں گا، ویسے ایک بات بتاؤں؟"

میکائیل نے لب دبائے انھیں دیکھا۔

"ہاں"______

وہ دونوں نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگے۔

"مجھے کچھ بھی پتا نہیں تھا حسن کو کچھ دن سے الجھا الجھا دیکھا تھا بس اسی لیے پوچھا اور ساری بات ایک چٹکی میں اگلوا لی"______

اس نے بات کرتے ہی وہاں سے دوڑ لگائی۔

حسن اور ولید پاگل بننے پر دانت پیستے ہوئے اس کے پیچھے بھاگے۔

ADEENA KHAN

میکائیل کا پیپر ہونے کی وجہ سے حیات کاردار جے کو سکول سے لینے گئے تھے۔

عنوہ پر سکون تھی وہ لوگ اس کے بیٹے کو بالکل اپنے بچے کی طرح ڈیل کرتے تھے

ڈرائیور کے ساتھ آنے جانے کی بجائے خود ہی پک اینڈ ڈراپ دیتے تھے۔

حیات کاردار گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے اور جے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا مسلسل میکائیل اور

عنوہ کی ہی باتیں کر رہا تھا۔

"جے بیٹا_____آپ میکائیل کو بابا کیوں نہیں کہتے ؟اب تو وہ آپ کے فادر بن گئے

ہیں۔"

حیات کاردار نے اسے دیکھتے ہوئے نرمی سے پوچھا۔

"مومی تہتی ایں باباتو میلے وہ ایں جو آلمی مین ایں لیتن چم نے بی نئیں تہاان تو بابا

بولوں۔"

اس نے آنکھیں پھیلائے ہوئے انھیں بتایا۔

وہ کچھ دیر کے لیے چپ رہ گئے۔

"جی وہ تو ہے بابا تو آپ کے وہی رہیں گے مگر میکائیل کو آپ 'پاپا' کہہ سکتے ہو۔"

ان کے کہنے پر وہ کھلکھلایا۔

"دے کے دو دو فادر او دائیں دے پاپا اور بابا۔

دے کے پاش دیدبی ایں اور ابوبی ایں۔"

اس کی خوشی پر وہ بھی مسکرا دیے۔

"ہمم بالکل"____

وہ خوشگوار موڈ کے ساتھ گھر آئے تھے حیات کاردار نے اسے بہت ساری چاکلیٹ لے کر دیں تھیں۔

عنوہ اسے چینج کروا کر سب کے ساتھ لنچ کرنے لے گئی تھی وہ سنبل اور نرمین سے کم ہی سامنا کرنا چاہتی تھی تبھی کمرے سے زیادہ نہیں نکلی تھی۔

"شرمین تمہاری بہو تو بہت ہی مغرور ہے نہ ہم سے بات چیت کرتی ہے نہ ہی شکل دکھاتی ہے۔"

نرمین نے نخوت سے کہتے ہوئے اپنی پلیٹ میں پاستا نکالا۔

"ارے نہیں بھئی ایسا ہرگز نہیں بس عنوہ زیادہ باتونی نہیں ہے اپنے کام سے کام رکھتی ہے یہ جو تم لنچ کر رہی ہو یہ اسی نے بنایا ہے۔"

انھوں نے مسکراتے ہوئے ماحول کی کشیدگی مٹانی چاہی۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید اپنی بھڑاس نکالتیں تبھی جے حیات کاردار کا ہاتھ کھینچتا ہوا وہاں لے آیا تھا۔

"اوکے____ عنوہ بیٹے جلدی کر وجے کو بہت بھوک لگی ہے اور اس کا کہنا ہے اس کی مومی نے زبردست لنچ بنایا ہے۔"

وہ جے کو اپنے ساتھ والی کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولے۔

"اسی لیے عجلت میں آپ کے پاس گیا تھا۔"

وہ مسکراتے ہوئے ان کے لیے پلیٹ میں پاستا اور نگٹس نکالنے لگی۔

جے اور حیات کاردار ایک ساتھ کھانے لگے۔

زمین اور سنبل ان کی محبت دیکھ کر کڑھ رہیں تھیں۔

شام ہوتے ہی میکائیل گھر آگیا۔

وہ دوستوں کے ساتھ لنچ کے بعد پیپر کی تیاری کرنے چلا گیا تھا۔

اس نے دیکھا جے حیات کاردار کے پاس سٹڈی روم میں تھا تو اسے یہی موقع مناسب لگا عنوہ سے زویا کے متعلق بات کرنے کا۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو عنوہ فون پر لگی تھی شاید زویا سے ہی بات کر رہی تھی۔

میکائیل کافی دیر تک ادھر اُدھر ٹہلتا اس کے فارغ ہونے کا انتظار کرتا رہا مگر باتیں ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہیں تھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

جانے ایسی کونسی گفتگو تھی جو اس کے کانوں تک بھی نہیں پہنچ پا رہی تھی آخر وہ تنگ آ کر بیڈ پر بیٹھی عنوہ کے ساتھ جڑ کر بیٹھ گیا۔ عنوہ سٹپٹا کر آگے سرکی تو وہ بھی بے نیازی کا مظاہرہ کرتا آگے سرکا۔ وہ جلدی سے فون بند کرتی اسے کڑے تیوروں سے گھورنے لگی۔

"یہ کیا بدتمیزی تھی؟"

وہ دانت پیستے ہوئے پوچھنے لگی۔

"بدتمیزی کونسی؟ میں تو بس بیڈ پر بیٹھ رہا تھا۔"

میکائیل نے معصومیت سے جواب دیا۔

"یہ اتنا بڑا بیڈ ہے وہاں صوفہ بھی ہے آپ کو بس یہی جگہ نظر آئی تھی۔"

اس کی اوور ایکٹنگ پر وہ کھول کر رہ گئی۔

"اوہ سوری! مجھے نظر نہیں آیا شاید میری قریب کی نظر کمزور ہو گئی ہے اور تم اتنی دیر سے باتیں بھی تو بہت دھیمی آواز میں کر رہی تھی مجھے کیسے پتا چلتا کوئی اور بھی ہے کمرے میں۔"

وہ لاچاری سے کہتا وہیں لیٹ گیا جس پر عنوہ پیچ و تاب کھاتی کمرے سے نکلنے لگی تو وہ پیچھے سے ہانک لگا گیا۔

"آتی ہوئی اپنے پیارے ہاتھوں سے مزیدار سی کافی بنا کر لے آنا۔"

اس کی آواز پر وہ غضب ناک تاثرات لیے مڑی جس پر میکائیل ڈرنے کی ایکٹنگ کرتا واپس لیٹ گیا۔

ADEENA KHAN

اگلے دن سکول سے واپسی پر حیات کار دار کو خلاف توقع بے چپ چپ لگا تھا۔

"دید"____

اس کی رندھی ہوئی آواز پر وہ چونکے۔

"کیا ہوا بیٹا؟"

انھوں نے پریشانی سے پوچھا۔

"دے کو مومی سے ایک بات پتا کلنی اے، نان نے مدے بتائی اے۔"

وہ اپنے ایک کلاس فیلو حنان کا حوالہ دینے لگا۔

"کیا____؟"

وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگے۔

"اس نے بولا اے کیل کار دے کے فادر نئیں ایں وہ مدے اپنے گھر سے نکال دیں گے۔ دے کی مومی کو اپنے پاش رکھ لیں گے۔ دید دے اکیلا کیشے لہے دا اس کو تو مومی

کے بنا کچھ بی اچانئیں لگتا اے۔ دیددے اچا بے بی اے وہ تسی توبی تنگ نئیں ترتا اے وہ آپ تے گھر میں بی چپ ترتے لہے دا۔"

بولتے ہوئے اس کی آنکھیں بہنے لگیں تھیں۔

اس کی بات پر حیات کاردار نے یک دم گاڑی کو بریک لگایا تھا۔

وہ تو اتنے چھوٹے بچے کی منہ سے ایسی تلخ باتیں سن کر ہی دہل گئے تھے۔

"جے بیٹا ____ ادھر دیکھیں میری طرف۔"

انھوں نے تڑپ کر اس کا چہرہ ایک ہاتھ سے تھاما اور دوسرے سے آنسو صاف کرنے لگے۔

"آپ ہمارے بیٹے ہو اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہو گے کسی کی باتوں میں آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ دیکھتے ہو نا ہم سب آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ مومی سے کچھ مت پوچھیے گا وہ ہرٹ ہوں گیں آپ کی بات سے۔ سمجھ آئی میری بات؟"

ان کی بات پر جے بھیگی پلکوں سے سر ہلا گیا۔

"میرے بچے آپ سب کو اگنور کیا کرو، جے تو بہت ہی بہادر بچہ ہے۔"

وہ اس کے بال سہلاتے ہوئے پیشانی چوم گئے۔

جے کو کچھ حد تک مطمئن دیکھتے وہ گاڑی دوبارہ سٹارٹ کرنے لگے۔

انھیں بے حد رنج پہنچا تھا وہ سوچ رہے تھے جانے والدین اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ذہنوں میں ایسی باتیں کیوں ڈال دیتے ہیں؟ ان کی ذرا سی بات کسی کو زندگی سے بیزار بھی کر سکتی ہے۔

ADEENA KHAN

"جے" ______

کچن سے نکل کر عنوہ نے جے کو پکارا جو اداس بیٹھا حنان کی بات کے متعلق ہی سوچ رہا تھا، وہ جھٹ سے بھاگا آیا۔

"روم فریج میں رات کو جو ایپل جوس رکھا تھا میں نے آپ کے لیے، جائیں اور نکال کر لائیں فوراً۔ میں آپ کو سپیگٹی کے ساتھ ڈال کر دے دیتی ہوں۔"

عنوہ اسے کہتے دوبارہ کچن میں چلی گئی۔

وہ پھرتی سے کمرے میں گیا اور فریج سے لیچی کا جوس ہٹا کر اپنی پسند کا جوس نکالتے ہی بھاگا وہ اپنے سامنے سے آتی سنبل کو نہیں دیکھ پایا تھا جو نک سک سی تیار کہیں جا رہی تھی۔

جے کے ساتھ زوردار تصادم سے وہ لڑکھڑائی اور اس کے ایک جوتے کی ہیل ٹوٹ گئی۔

اپنے پسندیدہ جوتے کا یہ حال دیکھتے ہی وہ غضب ناک تاثرات لیے آگے بڑھی تو جے ڈر کر پیچھے دروازے سے جا لگا۔

"شولی شولی! دے شے مسٹیک او گئی اے۔"

وہ دونوں ہاتھ چہرے پر رکھے رونے لگا، وہ جوس کی بوتل اٹھانا بھی بھول چکا تھا۔

"سوری کے بچے تمہیں تو میں ابھی" _____

وہ دانت پیستے ہوئے اس کے چہرے سے ہاتھ ہٹانے لگی جب رعب دار آواز گونجی۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں" _____

حیات کاردار نے اسے گھورا تو وہ یک دم پیچھے ہٹ گئی۔

"دید_____مدے مالیں گی یہ آنتی" _____

وہ بھاگ کر ان کے ساتھ لپٹتے ہوئے رونے لگا۔

انھوں نے اسے گود میں اٹھا لیا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے سنبل؟

اب آپ بچی نہیں رہی ہیں، یہ نہیں پتا آپ کو چھوٹوں سے شفقت سے پیش آیا جاتا ہے۔"

ان کی گرجدار آواز سنتے عنوہ کے ساتھ ساتھ شرمین اور نرمین بھی باہر نکل آئیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"کیا ہوا حیات بھائی؟ سب خیریت ہے نا؟"

زمین نے نا سمجھی سے دیکھا۔

"آپ سنبل کو سمجھائیں بچوں کو کس طرح ڈیل کیا جاتا ہے۔"

انھوں نے جے کے بال ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ایک پرائے بچے کے لیے سنبل کو ڈانٹ رہے ہیں حیات بھائی، مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا؟"

زمین نے نخوت سے بے یقین کھڑی عنوہ کو دیکھا۔

"بس کریں زمین میں صرف مہمان ہونے کی وجہ سے آپ کا لحاظ کر رہا ہوں، یہ بچہ پرایا نہیں ہمارا اپنا ہے شاید آپ کی بہن بتانا بھول گئی ہوں گیں۔"

وہ طنزیہ انداز میں شرمین کو دیکھتے جے کو اٹھائے ہوئے سٹڈی روم میں چلے گئے۔

"شرمین دیکھ رہی ہو تم کیسے بے عزت کر کے گئے ہیں؟ پہلے صرف تمہارا بیٹا ایسا کرتا تھا اب شوہر بھی کرنے لگا ہے۔ میں تو صرف اپنی اکلوتی دو سال بڑی بہن کی محبت میں دوڑی چلی آتی ہوں اب نہیں آؤں گی۔"

وہ آنکھیں صاف کرتی ہوئیں سنبل کو لیے وہاں سے چلیں گئیں جبکہ شرمین کے دیکھنے پر عنوہ خوامخواہ شرمندہ ہو گئی۔انھوں نے آنکھیں جھپک کر اسے دلاسہ دیا اور نرمین کے پاس چلی گئیں۔

ان کے روکنے پر بھی وہ نہ رکیں ویسے بھی انھوں نے زیادہ زور دینا مناسب نہ سمجھا کیونکہ میکائیل کو سارے واقعے کا علم ہوتا تو طوفان بد تمیزی اٹھا دیتا۔

وہ گھر کا ماحول خراب نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

ADEENA KHAN

شرمین نے عنوہ سے وعدہ لیا تھا کہ وہ ساری بات میکائیل کو نہ بتائے۔اس کے پوچھنے پر کہہ دے کہ ان کو کوئی کال آگئی تھی جس کی وجہ سے انھیں عجلت میں جانا پڑا۔وہ بھی بتانے والی نہیں تھی اسے کیا پڑی تھی گھر میں کوئی بکھیڑا کھڑا کرے۔وہ امن پسند طبیعت کی مالک تھی۔

کل کے واقعے سے پہلے ہی عنوہ نے محسوس کیا تھا جے سہا ہوا سا دکھائی دے رہا تھا وہ دو تین دن سے اس کے پیچھے پیچھے پھرنے لگا تھا وہ کچن میں جاتی تو اسے لاؤنج میں بیٹھا دیکھتا رہتا اگر کمرے میں آتی تو صوفے پر بیٹھ جاتا۔وہ اس کی ہر بات ماننے لگا تھا سکول جانے میں جو بیزاری ہمیشہ دکھائی جاتی تھی اب وہ بھی اڑن چھو ہو گئی تھی۔آرام سے ہوم ورک مکمل کرتا اور میکائیل کو پیپر کی تیاری کے بعد جو تھوڑا بہت وقت ملتا اس

میں بھی اس کے پاس نہیں جاتا تھا بس ہر وقت عنوہ پر نگاہیں جمائے رکھتا۔رات کو سوتے وقت بھی اس سے لپٹ کر سوتا تھا اور اس سے نظر بچا کر اس کے دوپٹے کا پلو تھامے رکھتا مگر وہ جان جاتی تھی آخر ماں تھی اپنے بیٹے کے بدلے ہوئے انداز کیونکر نہ جان پاتی۔

سب لاؤنج میں بیٹھے گپ شپ لگا رہے تھے تبھی میکائیل بھی آ گیا۔عنوہ اس کے لیے بھی کافی لے آئی جے نا محسوس انداز میں اس کے پیچھے پیچھے ہی چلا گیا۔میکائیل نے بے چارگی سے اسے دیکھا۔

"نیند آ رہی ہے میری جان کو؟"

جے صوفے پر بیٹھی عنوہ کی گود میں لیٹا تو وہ اس کا گال چوم کر پوچھنے لگی جس پر وہ اثبات میں سر ہلاتا آنکھیں موند گیا۔

شرمین اور میکائیل کوئی بات کر رہے تھے جبکہ حیات کاردار کی نگاہیں عنوہ پر جمی ہوئی تھیں جو نم آنکھوں سے جے کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

"عنوہ بیٹے! از ایوری تھنگ آل رائٹ؟"

ان کی آواز پر میکائیل نے چونک کر عنوہ کو دیکھا۔

"جی_____ڈیڈ کچھ نہیں بس ایسے ہی۔"

وہ خود پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

"عنوہ بیٹے آپ ڈیڈ بھی کہتی ہو اور پریشانی بھی شیئر نہیں کرتیں۔ مجھے آپ کچھ اضطراب میں مبتلا لگ رہی ہیں، بیٹیاں اپنے والد سے سب کہہ دیتی ہیں۔"

ان کے ڈھارس بندھانے پر وہ ہمت مجتمع کرنے لگی۔

"میں ____ کافی دن سے نوٹ کر رہی ہوں جے سہا ہوا دکھائی دیتا ہے کبھی کبھی تو وہ مجھے ہی اجنبی نگاہوں سے دیکھنے لگتا ہے یہ سب مجھے بہت تکلیف دے رہا ہے، جانے کیا وجہ ہے اس کے پیچھے؟ جے مجھ سے ہر بات شیئر کرتا ہے لیکن ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بتاتے ہوئے اس کی آنکھیں بہنے لگیں تھیں جس پر میکائیل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

وہ تو سمجھا تھا شاید جے اس کی مصروفیات کی وجہ سے اس سے دور رہتا ہے مگر یہاں بات کچھ اور تھی۔

"بچے روئیں مت آپ" ____

شرمین اس کے پاس بیٹھتے ہوئے ساتھ لگا گئیں۔

"میری ہی غلطی ہے مجھے اسے آپ کو بتانے سے منع نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

حیات کاردار کی بات پر وہ بھونچکارہ گئی ایسی کیا بات ہو سکتی تھی۔

"سکول میں کسی بچے نے اسے ڈرادیا ہے اس نے کہا کہ سٹیپ فادر دوسرے بچوں کو نہیں رکھتے اپنے پاس اور میکائیل بھی اسے نکال دے گا۔"

بہت مشکل سے وہ اپنی بات مکمل کر پائے تھے۔

"کون تھا وہ؟؟؟؟

چھوڑوں گا نہیں میں اسے۔۔۔"

میکائیل نے مٹھیاں بھینچے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"اسی لیے میں بتانا نہیں چاہتا تھا جذباتیت کی بجائے معاملہ فہمی سے کام لو۔ کس کس کا منہ پکڑو گے آج ایک نے کہا ہے کل چار کہیں گے۔یہی دنیا ہے کوئی خوش ہے تو کیوں خوش ہے اس کا بھی حساب چاہیے ہوتا ہے سب کو۔"

انھوں نے کڑے تیوروں سے میکائیل کو گھورا۔

"تو کیا کروں پھر ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہوں اور لوگوں کو اس کے ذہن سے کھیلنے دوں؟"

وہ دھیمے لہجے میں غرایا۔

"ہر گز نہیں مگر اسے اعتماد دینے کی ضرورت ہے اور یہ تم دونوں مل کر ہی کر سکتے ہو۔ یہاں سوتیلے باپ کو ایک مونسٹر کی طرح پیش کیا جاتا ہے اور بہت سے ایسے ہوتے بھی ہیں لیکن تمہیں یہ دکھانا ہے اسے کہ وہ تمہیں کتنا عزیز ہے وہ تمہارا دوست نہیں بلکہ بیٹا ہے وہ خود تمہیں 'پاپا' پکارے۔ میں نے اسے کہا تھا مگر وہ تمہیں محض دوست سمجھتا ہے۔"

ان کی بات وہ بہت غور سے سن رہا تھا اور یہ شاید پہلی بار تھا۔

انھیں دیکھ کر شرمین نم آنکھوں سے مسکرا دیں اور جھک کر جے کی پیشانی چوم لی۔

عنوہ کو بہت زور سے رونا آرہا تھا مگر سب کے سامنے اس نے قابو پائے رکھا جب ضبط جواب دینے لگا تو وہ جلدی سے جے کو گود میں اٹھائے کمرے میں چلی گئی۔

اس کے یک دم اٹھ کر جانے پر وہ تینوں خاموش رہ گئے۔

"تم جاؤ اس وقت اسے تمہاری ضرورت ہے۔"

حیات کاردار نے کہا تو شرمین نے بھی ان کی تائید کی۔

وہ اٹھ کر اندر کی طرف بڑھ گیا۔

"میں نہیں چاہتا کہ وہ دوسرا میکائیل بنے۔

ہمارا بیٹا باغی ہوا تھا مگر وہ اپنی ماں کی جدائی سے خوف زدہ ہے۔ایسے اندر ہی اندر گھٹ کر اس کی شخصیت پر برا اثر پڑے گا۔میں چاہتا ہوں ہم سب مل کر اس کے لیے اچھا ماحول بنائیں، تم اپنی بہن کی باتوں سے اسے دور رکھنا۔"

ان کی بات پر شرمین شرمندہ ہو گئیں۔

"جی بالکل آپ بے فکر رہیں۔"

وہ محض یہی کہہ پائیں۔

ADEENA KHAN

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

میکائیل کمرے میں آیا تو اس کے اندازے کے عین مطابق وہ ہاتھوں میں چہرہ چھپائے زور زور سے رو رہی تھی وہ بوکھلا کر اس کے پاس آیا کہیں جے نا اٹھ جائے؟

"ایسے رو رو کر کیوں خود کو ہلکان کر رہی ہو؟ جے اٹھ گیا تو تمہیں ایسے دیکھ کر گھبرا جائے گا۔"

اس نے عنوہ کے دونوں ہاتھ تھامے تو وہ اس کے سینے پر سر رکھ کر رونے لگی۔اسے آنسو بہانے کے لیے مضبوط سہارے کی ضرورت تھی۔

"مجھے خود پر غصہ آرہا ہے میں ایسی لاپرواہ کیسے ہوسکتی ہوں پہلے ہی دن اس کی تبدیلی کیوں نہیں محسوس کر پائی؟ وہ کتنی تکلیف میں ہوگا اس خوف سے کہ میں اسے چھوڑ دوں گی۔میں کیسے چھوڑ سکتی ہوں اسے جس کے لیے میری سانسیں چل رہی ہیں۔اسی لیے وہ ہر وقت میرا پلو تھامے رکھتا تھا کہ کہیں ساتھ نہ چھوٹ جائے۔"

وہ رو رو کر اپنا غبار نکال رہی تھی اور میکائیل اس کا سر تھپک رہا تھا۔

"میں جانتا ہوں تمہیں اس کی تکلیف محسوس ہورہی ہے جسے میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔میں کیسے اسے خود سے الگ کر سکتا ہوں ایسا سوچنے سے پہلے میں مرنا پسند کروں گا۔"

وہ افسردہ لہجے میں بولا تو عنوہ یک دم سر اٹھائے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔

"اس کی حفاظت کے لیے تم مجھے ہمیشہ خود سے ایک قدم آگے کھڑا پاؤ گی، یہ تمہیں آنے والا وقت ثابت کر دے گا۔"

اس کے گھمبیر لہجے پر عنوہ رخ پھیرے آنسو پونچھنے لگی۔

وہ دونوں اپنا ایک ایک ہاتھ جے کے اوپر رکھے سوچوں میں گم سو گئے تھے۔

صبح جے اٹھا تو بیڈ کے دونوں اطراف جگہ خالی تھی۔ وہ جلدی سے منہ بسورے نیچے اترا اور بھاگ کر باہر آیا اسے لگا اس کی ماں چھوڑ کر چلی گئی ہے۔

"جے مائی سن_____گڈ مارننگ!"

اس کے باہر آتے ہی میکائیل نے گود میں اٹھالیا۔

"موی_____موی تاں ایں دے کی؟"

وہ جلدی سے ادھر اُدھر دیکھ کر بولا۔

"یہاں ہیں جے کی مومی اور اپنی جان کے لیے اس کے فیورٹ پین کیکس بنا رہی تھیں۔"

عنوہ کی آواز سنتے ہی وہ گردن موڑے دیکھنے لگا اور چاکلیٹ پین کیکس پر نظر پڑتے ہی چہک اٹھا۔

"اووووواؤ مومی! یہ تو دے بوت بوت مزے شے کائے دا۔"

اس نے منہ میں پانی بھر کر کہا۔

"اور میں کیا کھاؤں گا؟"

میکائیل نے رونی صورت بنائے کہا۔

"آپ اپنی مومی شے بالیں یہ دے کی مومی نے بایااے۔"

اس نے میکائیل کے گال پر ہاتھ رکھتے اسے ہری جھنڈی دکھائی۔

"اوہ یار! جے کی طرح میری مما مجھ سے اتنا پیار نہیں کرتیں۔"

میکائیل نے دہائی دی تو جے کھلکھلا دیا۔

"تو پھر میرے جے کی طرح ہر کسی کے ساتھ تمیز سے پیش آیا کریں آپ کی مما بھی پیار کریں گیں۔"

عنوہ نے استہزائیہ انداز میں کہا۔

"مجھ جیسا باآداب سارے جہان میں چراغ لے کر ڈھونڈو گے تو بھی نہیں ملے گا۔"

اس نے گردن اکڑا کر کہا۔

"ہو گا تو ملے گا نا" _____

عنوہ نے الفاظ چبائے۔

"دیکھ رہے ہو جے کیسے بول رہی ہیں آپ کی مومی؟ مجھ معصوم کے ساتھ ہر کوئی ایسے ہی کرتا ہے کوئی بھی مجھ سے پیار نہیں کرتا۔"

اس نے چہرے پر مصنوعی مسکینیت طاری کرتے ہوئے کہا۔

"دے ترتااے اپنے کیل کارشتے پیال آپ اش تے چم او، وہ آپ تو کیکش بی دے دا۔"

جے نے اس کے گال سے اپنا گال ٹکا لیا اور دلاسے دینے لگا۔

میکائیل عنوہ کی طرف آنکھیں گھمانے لگا جس پر وہ پتنی ہوئی کچن میں چلی گئی۔

ناشتے کی میز پر میکائیل نے اعلان کیا کہ آج لاسٹ پیپر دے کر وہ جے اور عنوہ کو اپنا گلگت بلتستان دکھا کر لائے گا اس کے لیے وہ آج سے ہی جے کی پندرہ دن کی چھٹی لے چکا ہے۔

جے سارے گھر میں پہلے کی طرح چہکتا پھر رہا تھا جو عنوہ کا دل طمانیت سے بھر گیا۔

وہ اس گھر کے لوگوں کی کچھ اور گرویدہ ہو گئی تھی۔

ADEENA KHAN

"یار بات کی تو نے بھابھی سے؟"

پیپر سے پہلے تو وہ جان بوجھ کر ملے بغیر حسن کے پیچھے سے نکل کر کرسی پر جا بیٹھا تھا مگر اب حسن اسے دیکھتے ہی بھاگا آیا تھا اور آتے ہی اپنے مطلب کا سوال داغا۔

ولید بھی اسے شاہانہ انداز میں کرسی پر پھیلے دیکھ کر ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں تو جانے کتنی باتیں کرتا ہوں اس سے اب کیا ساری تجھے بتاؤں؟"

اس کے طنزیہ انداز میں کہنے پر ولید سٹپٹا گیا۔

"نہیں میرا مطلب تھا کہ رشتے کی بات۔"

اس نے تصحیح کی۔

"جی نہیں فضول گوئی کے لیے میرے پاس وقت نہیں ہوتا اب تو ہم ویسے بھی ہنزہ جا رہے ہیں تو پھر وقت کی شدید قلت ہو گی۔

اور ہاں اگر _____ بھولے بھٹکے سے مجھے تو یاد آ گیا تو"...

وہ جاتے جاتے مڑا۔

"تو"

_____

حسن نے عجلت میں پوچھا۔

"تو خود کی یاد پر لعنت بھیجتے مائنڈ ڈائیورٹ کر لوں گا۔"

وہ اسے زچ کرتے ہوئے پلٹ گیا تھا۔

"کمینہ، سائیکو کیس، ایڈیٹ، نمونہ" _____

حسن اسے زیر لب گالیوں سے نوازتا رہا اور ولید کے فلک شگاف قہقہے گونج رہے تھے۔

گھر پہنچتے ہی شرمین سے ملتا وہ کمرے میں داخل ہوا تو عنوہ گرم پانی سے جے کے پاؤں صاف کر رہی تھی۔ میکائیل نے ہمیشہ اسے خود سے بڑھ کر جے کا خیال رکھتے دیکھا تھا بلاشبہ وہ ایک بہترین ماں تھی۔ یہ تو وہ اس سے ملنے سے پہلے ہی جان گیا تھا۔

"مومی! مِش نے ایک پوم (poem) یاد تروائی اے مدرتے لیے دے آپ تو سنائے دا۔

Mommy, Mommy, I love you.

Thanks for all the things you do. And you love me.

That's the way it should be.

Mommy, Mommy, I love you."

وہ ہل ہل کر گاتا ہوا عنوہ کے ساتھ ساتھ میکائیل کو بھی دل کا ٹکڑا لگا تھا۔

حیرانی والی بات یہ ہوتی تھی کہ وہ جب بھی اس کے لیے کچھ بھی یاد کر کے آتا تھا بالکل صاف بولتا تھا۔

"تھینک یو سوچ میری جان۔۔۔۔"

عنوہ نے بے ساختہ اسے خود میں بھینچ لیا۔

"مجھے کب کہو گی؟؟؟؟"

میکائیل کی شوخ آواز پر وہ دونوں پلٹے۔

"اوووووواؤ! چم آپ آ دئے او۔"

جے نے اسے دیکھتے ہی تالیاں بجائیں۔

"بتاؤ نا کب کہو گی؟؟؟؟

جے کے پاس بیٹھتا میکائیل بضد ہوا۔

"کیا؟؟؟؟"

جے کے قدموں سے کھڑی ہوتی وہ پوچھنے لگی۔

"وہی جو جے کو کہتی ہو'میری جان" ______'

اس نے کہہ کر لب دبایا جبکہ عنوہ سرخ پڑ گئی۔

جے بھی دلچسپی سے عنوہ کو دیکھنے لگا۔

"منہ دھو رکھیں اپنا" ____

وہ ناک چڑھاتی ہوئی رخ پھیر گئی۔

"ہمارے تو بنا دھلے ہوئے منہ پر بھی لڑکیاں مرتی ہیں۔"

وہ کالر اکڑا کر بولا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"انھیں دکھائی کم دیتا ہو گا۔"

وہ تیکھے لہجے میں کہتی ہوئی باہر چلی گئی۔

"او تیری خیر____جے ایک اچھے خاصے ہینڈسم بندے کی پرسنلٹی کی آپ کی مومی نے ایسی کی تیسی پھیر دی۔"

وہ دل پر ہاتھ رکھتا پیچھے کی طرف بیڈ پر ڈھے گیا جس پر جے تسلی آمیز انداز میں اسے تھپکنے لگا۔

ADEENA KHAN

"چل یار جے اب ہم آئسکریم کھانے چلتے ہیں آپ کی وجہ سے میگنم مجھے بھی اچھی لگنے لگی ہے اور سردی میں کھانا کا تو مزا ہی آجاتا ہے۔"

میکائیل نے شام کے وقت جے کو اٹھایا۔

آئسکریم کا سنتے ہی جے چہک اٹھا۔

انھیں اگلے دن شام کو ہنزہ کے لیے نکلنا تھا۔

"ابھی دیکھنا آپ کی مومی آئیں گیں اور کہیں گیں 'اتنی سردی میں کون آئسکریم کھاتا ہے؟ فلو ہو جائے گا جے کو، پہلے بھی آپ بنا بتائے اسے آئسکریم کھلا کر لے آتے ہیں پھر اس کے گلے میں خراش آجاتی ہے اور مجھے پریشان کرتا ہے کہ میری آواز اچھی نہیں لگ رہی۔"

میکائیل نے عنوہ کی ایکٹنگ کی جس پر جے اپنے ننھے دانتوں کی نمائش کرنے لگا۔

وہ ابھی جے کو سرخ اونی ٹوپی پہنا ہی رہا تھا تبھی کمرے میں داخل ہوتی عنوہ ٹھٹھکی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟

اب کہاں جانے کی تیاری ہے؟"

اس نے براہ راست میکائیل کو دیکھا۔

"مومی____میں اور چم ائسکلیم کانے دارے ایں۔"

اس کی صاف گوئی پر میکائیل نے ماتھا پیٹ لیا۔

جے اور اپنی ماں سے کوئی بات چھپا لے ایسا ہونا ناممکن تھا۔

"اتنی سردی میں کون آئسکریم کھاتا ہے؟ فلو ہو جائے گا جے کو، پہلے بھی آپ بنا بتائے اسے آئسکریم کھلا کر لے آتے ہیں پھر اس کے گلے میں خراش آ جاتی ہے اور مجھے پریشان کرتا ہے کہ میری آواز اچھی نہیں لگ رہی"______

عنوہ نے بیڈ پر کھڑے جے کے پائنچے ٹخنوں سے اوپر کرتے ہوئے نان اسٹاپ وہی بولنا شروع کر دیا جو میکائیل بتا چکا تھا کیونکہ اس کے پاس یہی ڈائیلا گز ہوتے تھے۔

جے نے نظر بچا کر میکائیل کو دیکھا جو عنوہ کے پاگل ہونے کی ایکٹنگ کر رہا تھا تو اس نے منہ پر ہاتھ رکھتے ہنسی دبانے کی کوشش کی مگر بے سود۔

اس کی ہنسی کی آواز پر عنوہ کڑے تیوروں سے میکائیل کو گھورنے لگی جس پر وہ گڑ بڑا کر یک دم سیدھا ہو گیا۔

"مومی ____ چم اتنے فنی لد رے تھے۔

چم مومی کو بی ترتے د تھائیں۔"

اس کے ہنس کر کہنے پر میکائیل نے سر کھجایا۔

"میں تو بس ایسے ہی" ____

وہ جلدی سے جے کو اٹھانے لگا تا کہ کھسکے مگر تبھی جے کو چھینکیں آنے لگیں۔

اس اچانک افتاد پر وہ دونوں کھسیا کر عنوہ کو دیکھنے لگے۔

"مومی یہ تو مدے پتائیں تیسے آدئی ____ اچھو" ____

جے نے صفائی پیش کرنا چاہی مگر عین وقت پر پے در پے چھینکوں نے اس کا حشر برا کر دیا۔

اب تو اس کی ناک بھی سرخ پڑ گئی تھی۔

"نو آر گیومنٹس جے، مومی از آلویز رائٹ۔"

وہ اسے اٹھائے وہاں سے چل پڑی۔

"یششششش! مومی از آلویز رائت۔۔۔۔"

اس نے جاتے جاتے میکائیل کو باور کرایا جس پر وہ یک دم اس کے پینترا بدلنے پر
بھونچکا رہ گیا۔

وہ باہر آیا تو عنوہ جے کو لیے صوفے پر بیٹھی ابلا ہوا انڈا اور نیم گرم دودھ پلا رہی تھی۔

"چم شارا پلین چوپت او دیا اے۔

اومومی میں تو تہہ راتا چم نے کتنا برا پلین بایا تا۔"

وہ میکائیل سے افسوس کا اظہار کرتا عنوہ کے گھورنے پر فوراً بات بدل گیا۔

"چم_____یہ بید آنتی نے کھراب تیا او گا جب وہ دے پر شاوت تری تھیں اور ایشے
ایول کوئین کے جیشے ہاو وو ترتے اوئے دے کے پاس آئیں تھیں۔"

انڈا کھاتے ہوئے جیسے ہی اس کی نظر میٹ پر پڑی تو وہ رک رک کر بتانے لگا جس پر
میکائیل چونکا۔

"بری بات جے_____میری جان ایسے نہیں بولتے کسی کو بھی سب اچھے ہوتے
ہیں۔"

عنوہ نے اسے نرمی سے سمجھایا جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

"کس کی بات کر رہا ہے جے؟"

میکائیل نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"کسی کی نہیں ایسے ہی کوئی کارٹون دیکھ لیا ہو گا۔"

عنوہ نے دھیمے لہجے میں کہا کہیں جے نہ سن لے ورنہ یہیں بھانڈا پھوڑ دے گا۔

"میں اسے ایسے شیطانی کارٹونز دیکھنے ہی نہیں دیتا جو یہ ایسی باتیں کرے تو تم سیدھا سیدھا بتاؤ۔"

اس نے عنوہ کا جھوٹ پکڑا۔

"کتنے افسوس کی بات ہے سارا دن اسے سچ بولنے کی تلقین کرتی ہو اور خود جھوٹ بولتی ہو، یاد رکھنا بچے سن کر نہیں بلکہ دیکھ کر سیکھتے ہیں وہی جو ان کے والدین کرتے ہیں۔"

وہ زور دے کر بولا تو عنوہ شرمندہ ہو گئی لیکن وہ نہیں بتا سکتی تھی شرمین نے وعدہ لیا تھا۔

"اوکے فائن_____میں خود مما سے پوچھ لیتا ہوں۔"

وہ جیسے ہی اٹھنے لگا عنوہ نے بے ساختگی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا جس پر وہ وہیں تھم گیا۔

"پلیززززز! مما نے وعدہ لیا تھا آپ کو نہ بتانے کا۔

ڈیڈ پہلے ہی اچھی خاصی سنا چکے ہیں انھیں آپ اب سکون برباد مت کریں گھر کا۔"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ التجائیہ انداز میں بولی تو میکائیل نے اسے توصیفی نگاہوں سے دیکھا مطلب اس کے منہ پر اسی کی بے عزتی کر رہی تھی۔

"تم کہنا چاہتی ہو میں گھر کا سکون برباد کرتا ہوں سیدھا سیدھا کہہ دو فسادی ہوں میں۔"

اس کی بات پر عنوہ بوکھلا گئی۔

"ننن نہیں میرا یہ مطلب نہیں تھا۔"

وہ منمنائی۔

"ایک بات یاد رکھنا میری:

جو دیکھتا ہوں وہی بولنے کا عادی ہوں

میں اپنے شہر کا سب سے بڑا فسادی ہوں"

اس کی آنکھوں میں دیکھ کر باور کرواتا وہ وہاں سے چلا گیا۔

اس نے جھنجھلا کر سر پیٹ لیا۔

"نونونو موی! بری بات اوتی اے ایشے نئیں تلتے ابو دا نتیں دے۔"

جے نے حاجی ثناءاللہ ک حوالہ دیتے اسے ٹوکا تو وہ فوراً سے ہاتھ ہٹا گئی۔

ADEENA KHAN

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ابو دیکھیں یہ ہے لڑکا سونیا کا کزن ہے باہر سے آیا ہے اچھا خاصا کماتا ہے اور کیا چاہیے ہمیں زبردست رشتہ ہے۔"

عباد اپنی بیوی کے اصرار پر آج اپنے ابو کے پاس حاضر ہو گیا تھا۔

"وہ سب تو ٹھیک ہے لیکن عمر زیادہ لگتی ہے مجھے لڑکے کی اور ایسے تھوڑا میں رشتہ کر سکتا ہوں پوچھ گچھ کر کے ہی کروں گا آخر بیٹی کا معاملہ ہے۔"

وہ سب سمجھتے تھے تبھی سادہ سے الفاظ میں کہنے لگے۔

"عمروں کا کیا ہے ابو وہ تو بڑی چھوٹی ہوتی ہی ہیں باقی آپ جو بھی پتا کروانا چاہیں کروا لیجیے گا ویسے تو میں بھی سب دیکھ بھال کر کے ہی آپ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے پہلے بھی مجھے پرایا کر دیا تھا نا جانے کس حال میں ہو گی عنوہ؟"

انھوں نے ابو کو جذباتی کرنا چاہا مگر وہ نہیں جانتے تھے کہ حاجی ثناءاللہ اس دائرے سے بہت آگے نکل آئے ہیں جن پر اولاد کی بلیک میلنگ اثر کرتی ہے۔

"الحمدللہ بہت خوش ہے میری بچی، تم بھی اپنی بہن کے لیے دعا کیا کرو آخر کو اکلوتے بھائی ہو اس کے۔"

ان کے طنزیہ انداز پر وہ خجالت کے مارے محض سر ہلا سکے۔

دروازے سے اندر داخل ہوتی زویا نے سب سنا تھا تبھی وہ چپکی سی وہاں سے پلٹ گئی۔

عنوہ کو اس نے ساری بات بتائی تھی جس پر وہ تسلی دے گئی کہ ابو اس کے ساتھ کوئی نا انصافی نہیں کریں گے۔

زویا نے سب کو عنوہ کے ہنزہ ٹرپ کا بتایا تھا، وہ لوگ خوش تھے کہ بالآخر اس کی زندگی میں بہار لوٹ آئی تھی لیکن خدا کو کیا منظور تھا یہ تو وقت بتانے والا تھا؟

ADEENA KHAN

"دید! یہ جو کیل کار ایں جو آپ تے بے بی ایس ان تو اتنا غصہ تیوں آتا اے؟

وہ بوت زور شے شاؤت ترتے ایں۔"

جے ان دونوں میاں بیوی کے درمیان بیڈ پر لیٹا ٹانگ پر ٹانگ رکھے حیات کار دار سے پوچھنے لگا۔

"ہاہ______یہ ایک دکھ بھری کہانی ہے بیٹے۔

بہت سی غلطیاں ہوئیں اور اس کہانی میں شاید مونسٹر میں ہوں۔"

وہ اداسی سے بولے تو شرمین بھی غمزدہ ہو گئیں۔

"اووو نو دید! دے کو سیڈ شتوری نئیں سننی اس کو ہیپی ہیپی موڈر کھنا اے۔

آپ مونسٹر نئیں سپر ہیر واو، سب شے اچھے والے۔"

وہ کھڑا ہوتے ان کے گال پر لب رکھ گیا جس سے وہ نم آنکھوں سے مسکرا دیے۔

"اب دے اپنے روم میں دارااے، گدنائٹ شویت دریمز۔"

وہ بیڈ سے نیچے اتر کرا نھیں ہات ہلاتا اپنے کمرے میں داخل ہوا جہاں عنوہ بیگ میں کپڑے رکھ رہی تھی اور میکائیل اب تک غائب تھا۔

"مومی! چم کاں ایں۔"

جے کے پوچھنے پر اسے بے ساختہ شام کا منظر یاد آیا جب وہ غصے سے چلا گیا۔ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی آخر سب کو جوتے کی نوک پر رکھنے والا اسے کیوں صفائیاں پیش کرتا ہے؟

وہ ابھی جواب دیتی تبھی وہ اندر داخل ہوا تھا ہمیشہ کی طرح اپنے پسندیدہ رنگوں بلیک جینز اور گرے ٹی شرٹ میں ملبوس تھا۔

عنوہ نے اسے دیکھ کر جھر جھری لی جو شدید سردی میں بھی زیادہ سے زیادہ جیکٹ ہی پہن لیتا تھا ورنہ کبھی کبھار وہ پہننا بھی گوارا نہ کرتا شاید پتھر کا بنا تھا۔

"چم آپ آدئے میں آپ تو مش ترلہاتا۔"

جے اس کی طرف بھاگا تو وہ گود میں اٹھا کر اسے چوم گیا۔

عنوہ کو یہ بات اس کی کافی متاثر کرتی تھی وہ جس بھی پریشانی میں ہوتا جے کو مکمل وقت دیتا تھا۔

وہ سرد کا احساس کرتی نامحسوس طریقے سے ہیٹر چلا گئی تاکہ کچھ گرمائش ہو جائے۔

ADEENA KHAN

"اسام لیکم (السلام علیکم)! دید______

دے آج دید کے شات ناشتہ ترے دا۔"

میکائیل اور عنوہ کے ساتھ نیچے آتا جے چہکا تھا۔

"ضرور______ آؤ آؤ جلدی سے میں نے بھی آج جے کی پسندیدہ چوری کھانی ہے۔"

حیات کاردار نے اخبار رکھتے ہوئے اسے اپنے پاس بلایا۔

"اووووواؤ مومی! دید دے کی چوری کائیں گے۔

دید یہ بوت ٹیسٹی اوتی اے۔

آپ بی ایسے تریں دے چوری کھا کر واؤ دیتس امیز نگ۔"

اس کے آنکھیں بند کر کے مزے سے کہنے پر سب ہنس دیے۔

"اوہ واہ پھر تو بہت ہی مزا آنے والا ہے بھئی۔"

حیات کاردار نے متاثر کن انداز میں کہا۔

"تلیں پھر دے نا____ صراتل تو بول تر آتا اے آج میرے دید بی چوری کائیں گے

بوت اچی بائے۔"

وہ نصیر جاں کا حوالہ دیتے ہوئے کرسی سے اترنے لگا تو حیات کاردار نے اسے اتار دیا

جس پر جلدی سے اس نے تھینک یو بولا۔

"جے بیٹا! آپ نصیر جاں کیوں نہیں کہتے؟"

شرمین نے پوچھا۔

"دان تو مومی ایں دے کی اور اب تواب تو چم پی دے کی دان بن دئے ایں لیتن

مومی کی دان صرف دے اے کیل کار ابی مومی کی دان نئیں بنے ایں۔"

اس کے سمجھداری کا مظاہرہ کرنے پر عنوہ خفت سے سرخ پڑ گئی جبکہ میکائیل نے

مسکراہٹ دبانے کے لیے جوس کا گلاس منہ سے لگا لیا۔

"اور میں ______"

حیات کاردار نے اس کا دھیان بٹانے کے لیے پوچھا وہ عنوہ کو شرمندہ ہوتا دیکھ چکے

تھے۔

"دے تا فیورت پرسن بس ایک ای اے اور وہ آپ او۔"

اس نے آنکھیں جھپک کر انھیں تسلی دی جس پر وہ مسکرا دیے۔

"اب دے دید تے لیے چوری بانے جا را اے۔"

وہ عجلت میں کچن کی طرف دوڑا مبادہ اس سے کوئی اور سوال نہ پوچھ لیا جائے اور مزید وقت ضائع نہ ہو۔

حیات کاردار مسکراتے ہوئے اخبار پڑھنے لگے، ناشتہ کرتے میکائیل کی جب ان پر نظر پڑی تو اس نے ضبط سے لب بھینچ لیے اور کچھ کہے بغیر نہ رہ پایا۔

"یہ یاد رکھیے گا کہ جے میرا بیٹا ہے اس سے کسی بھی قسم کی امیدیں وابستہ نہ کیجیے گا، آپ کو ویسے بھی عادت ہے پہلے بچے کو خود سے مانوس کرتے ہیں پھر اس کی آنکھوں سے خوابوں کو نوچ پھینکتے ہیں۔"

اس کے کڑوے لہجے پر انھوں نے اخبار سے یک دم نگاہیں اٹھائیں، کچھ دیر پہلے چھانے والی مسکراہٹ کی جگہ اب ندامت پھیلی ہوئی تھی۔

وہ لفظوں کے نشتر چلا کر جا چکا تھا جبکہ ان کی ذات ابھی تک زلزلوں کی ضد میں تھی انھیں ماحول حبس زدہ لگنے لگا اور سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تو وہ جھٹکے سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

عنوہ کو بے ساختہ ان پر ترس آیا جن کو زندگی نے ان کی ایک غلطی پر کہاں لا کھڑا کیا تھا۔

شرمین آنسو چھپانے کے لیے چہرہ جھکا گئیں۔

عنوہ کو شدید غصہ آیا تبھی وہ تن فن کرتی اس کے سر پر جا پہنچی جو بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا تو کبھی اپنے بال نوچ رہا تھا۔

"اب کس بات کا پچھتاوا ہے؟

جو زہر اگلنا تھا وہ تو اگل آئے نا آپ۔

یہ سب کر کے آپ نہ صرف انھیں بلکہ خود کو بھی اذیت دیتے ہیں آخر ختم کیوں نہیں کر دیتے یہ سب؟

ابھی بھی سب کچھ آپ کے ہاتھ میں ہے سنبھل جائیں ورنہ گزرا وقت ہاتھ نہیں آتا۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولتی بیڈ پر جا بیٹھی۔

پہلے پہل تو وہ بے یقینی سے اس کا غصہ ملاحظہ کرتا رہا پھر ہمیشہ کی طرح خود ترسی کا شکار ہونے لگا۔

"میں نے زبردستی شادی کر کے تمہاری زندگی بھی اجیرن کر دی ہے، تم سوچتی ہو گی کہاں حارث زید جیسا باکمال انسان تھا اور کہاں یہ جسے اپنے باپ تک سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟ جو میرے بیٹے کو نا جانے کیسے تربیت دے گا میں ______ میں ایسا

جان بوجھ کر نہیں کرتا عنوہ بس ہو جاتا ہے میرے اندر لاوا پکتا رہتا ہے جو کسی بھی لمحے

کسی کو بھی جلا کر خاکستر کر دے۔

کیا کروں؟؟؟"

وہ بولتا ہوا اس کے قدموں میں آبیٹھا تھا اور دھیرے سے اس کے ہاتھ تھام لیے۔

"میں کوئی روک ٹوک نہیں کرنا چاہتا بس میں نے تمہیں قبر پر جانے سے اس لیے منع

کیا تھا کیونکہ ایک مسلمان عورت کا قبرستان جانا ممنوع ہے اور تم ایسے اکیلی چلی گئی۔

اب تم بیوی ہو میری ایسے کوئی بھی تمہیں دیکھے گا تو کیا سوچے گا؟

اور _____ تمہیں لگا میں حارث زید سے جیلس ہو رہا ہوں۔"

وہ زخمی سا ہنسا تو عنوہ بھونچکارہ گئی مطلب وہ اس کے دل کا حال بھی جان جاتا ہے تو کیا

اسے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے دل میں _____

"میں کہاں جیلس ہو سکتا ہوں اس سے؟

کیا میری اوقات ہے اتنی جو اس سے جیلس ہوں گا؟"

اس پر شاید خود اذیتی غالب آرہی تھی تبھی ایسی باتیں کر رہا تھا۔

کچھ دیر خاموش سا وہ اس کی ہتھیلیوں پر نا جانے کیا تلاش کرتا رہا تھا پھر دوبارہ بولنے

لگا۔

"میں جانتا ہوں کبھی بھی میں تمہارے لیے حارث زید کا نعم البدل نہیں ہو سکتا، میں اس کی جگہ لینا بھی نہیں چاہتا کیونکہ میں کبھی بھی اس کے جیسا مقام حاصل نہیں کر سکتا وہ یہاں سے جا کر بھی ہر جگہ موجود ہے مگر کیا تمہارے دل میں میرے لیے خاص جگہ بن سکتی ہے؟ کیا ایسا ہو سکتا ہے کبھی اگر میں نہ رہوں تو تم اور جے ویسے ہی مجھے یاد کرو گے جیسے حارث کو کرتے ہو؟"

وہ اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھا یاسیت بھرے لہجے میں پوچھ رہا تھا۔ اس کی باتوں سے عنوہ کا دل کٹ رہا تھا مگر وہ چاہ کر بھی کچھ بول نہ پائی۔

وہ امید بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا رہا مگر جب وہ یک لفظی جواب بھی نہ دے سکی تو جھٹکے سے وہاں سے اٹھتا باہر نکل گیا۔ اسے اس وقت رونا آرہا تھا لیکن وہ جو کسی کے سامنے نہیں رویا تھا اس وقت بھی اکیلا آنسو بہانا چاہتا تھا۔

عنوہ کو یک دم ہوش آیا تو وہ وسوسوں میں گھری جلدی سے اٹھ کر باہر بھاگی تبھی اسے گیٹ سے جیپ باہر نکلتی دکھائی دی۔

اس کا دل بہت گھبرا رہا تھا، وہ اس کی سلامتی کا ورد کرتی اندر چلی آئی۔

دوسری طرف ڈرائیونگ کرتا میکائیل شدید دکھ میں تھا وہ سوچ رہا تھا آج تک اس نے زندگی میں کیا پایا تھا؟

سب سے اہم رشتہ ہی اس کے ہاتھ سے بھر بھری مٹی کی طرح پھسل گیا تھا تو باقی کیا رہ جاتا ہے؟

عنوہ کے دل میں بھی تو وہ اپنی جگہ نہیں بنا پایا۔۔۔۔۔

اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو پھسل رہے تھے جبکہ وہ ان سے بے نیاز تھا۔

اس نے سپیڈ بڑھادی آنکھوں میں نمی کی وجہ سے وہ سامنے سے آتی گاڑی کو نہ دیکھ پایا تبھی انھیں بچانے کے چکر میں اس نے موڑ کاٹا نتیجتاً گاڑی درخت سے جا ٹکرائی۔

زوردار دھماکے کے بعد وہاں خاموشی چھا گئی۔

شرمین بے چینی سے کمرے میں ٹہل رہی تھیں۔حیات کاردار ذہنی تناؤ کے باوجود آفس چلے گئے تھے، جب انھیں وسوسے گھیر نے لگے تو وہ میکائیل کے کمرے کا دروازہ ناک کر کے اندر داخل ہوئیں جہاں عنوہ بیڈ پر بیٹھی ناجانے کن سوچوں میں گم تھی اور جے منہ ہی منہ میں کھلونوں سے باتیں کرنے میں مصروف تھا۔

"مما دید کدھر ایں وہ مدے لے ترنئیں دے ئے ایں۔"

اس نے اپنی ہی فکریں پالی ہوئیں تھیں۔

"عنوہ بیٹے! میکائیل کدھر ہے؟"

ان کی بات پر وہ گڑ بڑا گئی۔

"وہ ابھی نکلے ہیں مما، بتا کر نہیں گئے شاید کچھ دیر تک آجائیں گے۔"

اس نے ان سے زیادہ خود کو اطمینان دلایا۔

"اچھا ٹھیک ہے پتا نہیں میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے؟"

وہ دھیمے لہجے میں بولتی ہوئیں لاؤنج میں جا بیٹھیں عنوہ بھی ان کے پیچھے ہی چلی آئی۔

ابھی وہ کچھ اور کہتیں تبھی ملازمہ بھاگی آئی۔

"بی بی جی! ابھی ڈرائیور نے بتایا ہے چھوٹے صاااب کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے وہ آپ کو لینے آیا ہے۔"

ملازمہ کی بات پر شرمین کی چیخ نکل گئی وہ جلدی سے اٹھیں۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عنوہ کا دل دھڑ دھڑانے لگا۔

وہ دونوں جے کو لیے جلدی سے ڈرائیور کے ساتھ ہسپتال کے لیے نکل گئیں۔ وہ ڈرائیور حیات کاردار نے ہی بھیجا تھا انھیں پتا تھا گھر کی خواتین کا برا حال ہو جائے گا۔

وہاں پہنچتے ہی ان کا سامنا حسن، ولید اور حیات کاردار سے ہوا تھا۔

وہ پریشانی سے آئی سی یو کے باہر ٹہل رہے تھے۔

شرمین روتی ہوئیں حیات کاردار سے جواب طلب کرنے لگیں جس پر وہ لب بھینچ گئے۔

وہ خود بے بس تھے ان کی ضد نے آج کیا سے کیا کر دیا تھا؟

سب اس کے لیے دعا گو تھے، عنوہ کو رہ رہ کر خود پر غصہ آ رہا تھا جو اسے ایک امید کی ڈور بھی نہ تھما سکی۔ وہ خوفزدہ بھی تھی دوبارہ انہی حالات کا سامنا کرنا اس کے لیے کٹھن تھا۔

"یااللہ رحم کر، میں پہلے ہی بہت مشکل سے کھڑی ہوئی تھی خود کو مضبوط بنایا تھا مگر اب دوبارہ وہ سب نہیں کر پاؤں گی۔ تو سب کی سنتا ہے میرے مالک، میری بھی سن لے۔"

وہ دل ہی دل میں خدا کے حضور سر بسجدہ تھی۔ اس کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے تبھی جے اسے دیکھ کر پریشان ہونے لگا۔ حسن کی ان پر نظر پڑی تو وہ آکر جے کو گود میں اٹھا گیا۔

"تاتو! مومی لولی ایں۔"

اس نے منہ بسورا تو حسن نم آنکھوں سے اسے خود سے لگا گیا۔ وہ خود بہت پریشان تھے کیونکہ ابھی تک وہ میکائیل کو نہیں دیکھ پائے تھے۔ حیات کاردار کے فون کرنے پر جب وہ لوگ بھاگم بھاگ یہاں پہنچے تو اسے آئی سی یو میں لے جایا جا چکا تھا۔

جاوید صاحب پانی لینے گئے تھے جب وہ واپس لوٹے تو عنوہ کو بینچ پر بیٹھے روتا دیکھ کر انھیں حقیقتاً تکلیف پہنچی تھی اسی لیے اس کے سر پر ہاتھ رکھ گئے۔

دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ڈاکٹرز باہر آئے تھے، سب بے ساختہ ان کی طرف بڑھے۔

"دیکھیے مسٹر کاردار ہم اپنی پوری کوشش کر چکے ہیں اب آگے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کام ہیں۔ پریشانی والی بات نہیں ہے آپ دعا کریں ان شاءاللہ جلد ہوش آ جائے گا۔ گاڑی سائیڈ سے درخت میں لگی ہے موڑ کاٹتے ہوئے اس لیے ان کی بچت ہو گئی ہے۔ جسم دائیں طرف سے زیادہ متاثر ہوا ہے ان کا بازو اور ٹانگ پر فریکچر تھا۔"

ڈاکٹروں نے پیشہ ورانہ انداز میں تسلی دی اور چلے گئے۔

عنوہ گھر میں بھی میسج بھیج چکی تھی۔

حیات کاردار نے کسی بھی دوسرے رشتہ دار کو بتانے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ بات کا بتنگڑ نہیں بنانا چاہتے تھے۔ انھیں اچھی طرح سب کی ذہنیت معلوم تھی وہ عنوہ کو ہی منحوس اور نا جانے کیا کیا گردانتے؟

شام ہونے کو آئی تھی اور ابھی تک اس کو ہوش نہیں آیا تھا سب باری باری دیکھ کر جا چکے تھے۔ جے کو ولید پارک لے گیا تھا وہ میکائیل کو دیکھ کر رونے لگا تو عنوہ سے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

اب میکائیل کے پاس عنوہ موجود تھی وہ ہنستا کھیلتا دوسروں کو زچ کرتا ہی اچھا لگتا تھا اب وہ پٹیوں میں جکڑا اسے انتہائی تکلیف دے رہا تھا۔

وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس پر سر ٹکاتی اپنی سسکیوں کو نہ روک پائی۔

میکائیل کو ہوش آیا تو اس نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں، روشنی کی وجہ سے اس نے دوبارہ آنکھیں موندلیں۔

اپنے آس پاس اسے عنوہ کی موجودگی کا احساس ہوا تھا تبھی جھٹ سے آنکھیں کھولیں اور اپنے بائیں ہاتھ کی جانب دیکھا جو وہ تھامے بیٹھی تھی۔

"اب کیوں رو رہی ہو زندہ بچ گیا اس لیے ؟"

اس کی جلی کٹی بات پر وہ جھٹ سے سر اٹھاتی غصے سے گھورنے لگی۔

"زبان بند رکھیں آپ اپنی، میرے سامنے زیادہ اوور ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔"

عنوہ نے دانت پیستے ہوئے اسے لتاڑا۔

"تمیز نہیں ہے تمہیں شوہر سے بات کرنے کی ؟"

وہ خفگی سے بولا۔

"آپ ہیں نا باادب جو خود ہی بد تمیزی کر کے اب یہاں آرام سے لیٹے ہوئے ہیں اور ہماری جان سولی پر لٹکا رکھی ہے۔"

وہ بھی دوبدو جواب دینے لگی۔

میکائیل نے متاثر کن انداز میں اس کی بہادری دیکھی۔

"تمہیں یہ میں آرام سے لیٹا دکھائی دے رہا ہوں۔"

میکائیل نے صدمے سے اپنی پلستر چڑھی ٹانگ اور بازو کی طرف اشارہ کیا۔اس کے سر پر بھی پٹی بندھی تھی۔

"تو یہ سب آپ کے اپنے کارنامے ہیں۔"

اس نے گویا ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"زیادہ پر نہیں نکل آئے تمہارے،ایکسیڈنٹ میرا ہوا ہے اور دماغ پہ اثر تمہارے ہو گیا ہے۔"

میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"جی نہیں آپ کا ہوا ہو گا دماغ خراب۔"

وہ بول کر یک دم ہوش میں آئی اور نظر بچا کر میکائیل کو دیکھا جو ساکت بیٹھا صدمے سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

اس کی اڑی رنگت دیکھتے ہی عنوہ نے زور کا قہقہہ لگایا وہ خود نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کی زندگی کی نوید اس کو سارے ہوش ہی بھلادے گی۔

میکائیل نے پہلی بار اسے کھل کر ہنستے دیکھا تھا تبھی دقت سے اٹھا اور اس کی ٹھوڑی پکڑ کر اپنی طرف کر لی۔اس کی اس حرکت پر عنوہ یک دم خاموش ہو گئی۔

"خیر تو ہے کہیں پیار ویار تو نہیں ہو گیا مجھ سے ؟"

میکائیل نے بول کر لب دبائے اسے دیکھا جو یک دم سرخ پڑ گئی تھی۔

"ای____ی ایسی کوئی بات نہیں ہے بس وہ____وہ آپ کو سہی سلامت دیکھ کر اچھا لگا تبھی۔۔۔۔"

وہ ہکلائی تو میکائیل مسکراہٹ چھپا گیا۔

وہ بری پھنسی تھی پھر یک دم یاد آنے پر وہ سر پر ہاتھ مارتی عجلت میں اٹھی کیونکہ اس کے ہوش میں آنے کی خوشی میں وہ سب کو فراموش کر گئی تھی اچانک میکائیل نے ہاتھ پکڑ لیا۔

"بتا کر تو جاؤ مجھے ایسے کیوں لگ رہا ہے تم کچھ چھپا رہی ہو۔"

وہ اسے چھیڑنے سے باز نہ آیا تو عنوہ نے دھیرے سے مکا رسید کر دیا۔

اس کی کراہنے کی آوازیں کمرے میں گونجنے لگیں تو وہ بوکھلا گئی۔

"سوری _____ میں نے تو بہت آہستہ سے مارا تھا۔"

وہ منمنائی۔

"تو اب زور سے مار لو۔"

وہ دانت پیستے ہوئے کراہا۔

"میں وہ _____ میں" _____

اس سے جب کوئی بات نہ بن پڑی تو انگلیاں چٹخانے لگی۔

"اونہوں" _____

میکائیل نے ناگواری دکھاتے اس کے ہاتھ کھولے۔

"مما اور ڈیڈ تو کب سے بے چین ہیں اور مما نے تو رو رو کر اپنا حال خراب کر لیا ہے۔"

وہ جاتے جاتے پلٹی۔

"پلیززززز بہت ہو چکا ہے اب ڈیڈ سے سارے شکوے دور کر لیں۔"

وہ التجا کرتی سب کو بلانے کے لیے باہر بھاگی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ خوشخبری سنتے سب دوڑے چلے آئے تھے، شرمین روتے ہوئے اس کی پیشانی چوم رہیں تھیں اور وہ انھیں ساتھ لگائے دلاسے دے رہا تھا۔

"اب تو اپنے ڈیڈ کو معاف کر دو بیٹا۔"

شرمین دھیرے سے اسے بولیں جو کسی اور کے کانوں تک نہ پہنچ پایا۔

حیات کاردار خاموش کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے، میکائیل کی جب ان پر نظر پڑی تو کچھ سوچ بچار کے بعد اس نے ان کی طرف بانہیں پھیلا دیں۔

اس کے اس قدم پر سب ساکت رہ گئے۔

"اب تو ہڈیاں بھی ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں پھر بھی گلے نہیں لگائیں گے؟"

اس کی شوخی پر وہ نم آنکھوں سے آگے آئے اور اسے کس کر گلا لگا لیا جس پر اس کی دردناک چیخیں گونجنے لگیں۔ وہ بوکھلا کر یک دم پیچھے ہٹے۔

اس کی ہائے ہائے پر سب تکلیف محسوس کر رہے تھے مگر وہ خود شیخیاں مارتا نہیں تھک رہا تھا۔

وہ بہت خوش تھا آخر کیوں نا ہوتا اک عرصے بعد وہ مکمل ہوا تھا۔

ADEENA KHAN

ولید جے کو ہر ممکن بہلانے کی کوششیں کر رہا تھا مگر وہ کسی طور قابو نہیں آ رہا تھا۔

"چم تو تیا او اے وہ آئیز تیوں نئیں اوپن تل لہے؟ ان تو ایشے ایشے تیوں باندھا اوا

اے؟"

روتے روتے بھی وہ اشارے سے بتاتا سوالات کی بوچھاڑ کر رہا تھا۔

ولید جیسے ذہین شخص کی ذہانت بھی اس کے سامنے فیل تھی۔ آدھے گھنٹے سے وہ اسے

مطمئن نہیں کر پایا تھا تبھی اس کے فون پر حسن کی کال آنے لگی جو خوشخبری اسے سننے

کو ملی وہ جھوم اٹھا تھا۔ وہ جے کو زور سے بھینچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے لگا۔

"آپ کے چم نے آنکھیں کھول لی ہیں، لیٹس گو۔

ویٹ ویٹ میری بات سنیں پہلے" ____

وہ یک دم رکا۔

"دی بولیں تیا بات اے؟

دے تے پاش تائم نئیں اے۔"

خوشی سے چہکتے جے نے گویا اس پر احسان کیا۔

اس کی چالاکی پر ولید ہنس دیا وہ روئی ہوئی آنکھوں سے ہنستا بہت کیوٹ لگ رہا تھا۔ ولید

نے بے ساختہ ماشاءاللہ کہتے جھک کر اس کا گال چوم لیا۔

"تائیں بی اب" ____

اس نے جھنجھلا کر ناک پھلائی۔

"اوکے تو سنیں پھر_____ آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے چم اتنے درد میں بھی خوش ہو جائیں اور جے کو پیار کریں؟"

ولید نے اس سے پوچھا تو وہ جھٹ سے اثبات میں سر ہلا گیا۔

"تو پھر آپ ان کو پاپا بول دینا اب جب ہم ان سے ملنے جائیں گے۔"

ولید کی بات پر اس نے آنکھیں پھیلائیں۔

"وہ دے کے پاپا بولنے شے ہیپی اودائیں دے تیا؟"

جے کے پوچھنے پر ولید نے سر اثبات میں ہلا دیا۔

"پھر تو دے ان تو روز پاپا بول دے دا۔"

اس نے فوراً طے کیا۔

ولید نے سکھ کا سانس لیا وہ بچہ واقعی میکائیل کے لیے کسی نعمت سے کم نہیں تھا، جو ہر بات سمجھ جاتا تھا۔

ہسپتال پہنچتے وہ میکائیل کے کمرے میں داخل ہوئے جہاں سب اس کے گرد جھومے ہوئے تھے۔

"پاپا"_____

میکائیل کو ہنستے دیکھ کر جے نے پکارا تو وہاں ایک پل کے لیے خاموشی چھا گئی۔

"جے_____مائی سن کم ہیئر۔"

میکائیل نے اسے اپنے پاس بلایا۔

"دے گود میں نئیں بیتھے داوہ آپ تے پاش بیتھ دائے داآپ تو بینڈ تیج اوئی اے۔"

وہ سمجھداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔

"فائنلی میرے بیٹے کو ہی میرا خیال آیا ورنہ باقی لوگوں نے تو مکے مار مار کے مجھے اوپر پہنچا دینا تھا۔"

میکائیل نے اس کے دونوں پھولے ہوئے لال گال چومتے کن انکھیوں سے عنوہ کو دیکھا جو سٹپٹا کر بال کان کے پیچھے اڑسنے لگی۔

"اللہ نہ کرے بیٹا، کون ہیں وہ میرے بیٹے کی جان کے دشمن؟"

شرمین نے نامعلوم افراد پر لعنت بھیجی جبکہ عنوہ کی حالت پتلی ہو گئی تھی۔

ولید اور حسن اس کا اشارہ سمجھ چکے تھے تبھی ان کی دبی دبی ہنسی نکلی۔

حیات کاردار آنکھیں چھوٹی کیے ان کو ملاحظہ کر رہے تھے جب جے کو دیکھتے چونکے۔

"جے بیٹے آپ رو رہے ہو؟"

ان کے پوچھنے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دے تولدرا تااس تے باباتے جیشے چم بی دور تلے دائیں دے پھر وہ اور مومی تیسے لہے دے ان تے بنا۔"

وہ روتے ہوئے بولا تو میکائیل نے اسے گود میں اٹھالیا۔

عنوہ بھی زور زور سے رونے لگی، حارث زید کی یاد کا جھونکا پھر آیا تھا۔

میکائیل جے کو ساتھ لگائے رب کا شکر ادا کر رہا تھا،

جے کے ہوتے ہوئے اس نے کیسے سوچ لیا تھا کہ کوئی اسے محبت نہیں کرتا؟

کسی کو اس کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا؟

"میری جان جے ____ آپ کا یہ چم آپ کو چھوڑ کبھی نہیں جائے گا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کی تو دیکھو میں یہاں ہوں۔ ان پٹیوں کو دیکھ کر گھبراؤ نہیں میں کچھ دن میں ہی یہ اتار دوں گا۔ میں جے کی طرح بہادر ہوں۔"

اس نے جے کے آنسو پونچھ کر کہا تو اپنے لیے 'بہادر' سنتا جے مسکرا دیا اور اسی خوشی میں میکائیل کے گال پر لب رکھ گیا۔

سب ان کی محبت پر مسکرا دیے۔

عنوہ کو آنسو پونچھتے دیکھ کر میکائیل نے بے چینی سے پہلو بدلا۔

"میکائیل صاحب شاید آپ نے غور نہیں کیا کہ جے نے آتے ہی آپ کو کیا بولا تھا؟"

ولید کی سنسنی خیز آواز پر سب چونکے۔

"کیا_____؟"

میکائیل نے مشکوک نگاہوں سے جے کو دیکھا تو وہ آنکھیں مٹکانے لگا۔

"اممم_____کیا کہا تھا؟؟؟"

میکائیل سوچنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔

"یس____مجھے یاد آیا جے نے کہا تھا۔

"پاپا"_____

سب یک دم چلائے۔

"پےےےےےے"

جے کھلکھلایا۔

"اوووومائی کیوٹو! یہ لال سیب میرا ہے۔"

جے کے چہرے کو چٹاچٹ خوشی سے چومتا وہ ہنسا۔

حیات کاردار نے نم آنکھوں سے یہ منظر دیکھا تھا۔

ADEENA KHAN

رات کے وقت عباد سمیت عنوہ کا پورا خاندان یہاں موجود تھا۔

سب نے ہسپتال کے کمرے میں رش کر دیا تھا۔

زویا کو وہاں دیکھتا حسن دھیرے سے وہاں سے کھسکنے لگا تھا جب میکائیل نے اس کا ہاتھ دبوچ لیا، وہ بیچارگی سے دیکھنے لگا کیونکہ اب اس کی اس جنگلی انسان کے ہاتھوں خیر نہیں تھی۔

"انکل"_____

میکائیل شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔

حسن نے منت بھرے انداز میں اسے دیکھا مگر وہ ان دیکھا کر گیا۔

"جی بیٹا"_____

حاجی ثناءاللہ جی جان سے اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

"آپ نے زویا کا کہیں رشتہ طے کیا ہوا ہے؟"

اس کی بات پر سب کے تاثرات دیکھنے والے تھے۔

حسن سٹپٹا گیا تھا، زویا خفت سے سرخ پڑ گئی، شرمین اور حیات کاردار نے اس بے وقت نقطے بے چارگی سے ایک دوسرے کو دیکھا کہ ان کا بیٹا نہیں سدھر سکتا، عباد اور اس کی بیوی گھبرا گئے تھے وہ تو پہلے ہی اس کی دولت و امارت سے مرعوب نظر آرہے تھے۔

"آہم_____نہیں بیٹا ابھی ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔"

حاجی ثناءاللہ نے اپنے ہونق تاثرات پر قابو پا کر کہا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

انھیں اپنے داماد سے اتنے برے حال میں بھی ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔

"اوہ یہ تو کمال ہو گیا، چلو پھر میں آج زویا کا رشتہ طے کر دیتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنا بیٹا کہا ہے تو زویا میری چھوٹی بہن ہوئی اگر میں اس کے لیے کوئی فیصلہ کروں تو قبول کریں گے؟"

اس نے نرم لہجے میں پوچھا تو حاجی ثناءاللہ نے بغیر شش و پنج کے اثبات میں سر ہلا دیا۔

سب ان دونوں کے درمیان خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔

"بہت شکریہ ابو" ____

اس نے مزید محبت سے انھیں گھیرا۔

"اب لگے ہو نا میرے بیٹے اب بتائیں کیا بات ہے؟"

انھوں نے آگے بڑھ کر کندھا تھپتھپایا۔

حسن اس سے اپنا بازو چھڑوانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا مگر ناکام رہا، ولید کی تو بتیسی نکل رہی تھی۔

"دیکھیں ابو یہ میرا دوست ہے شکل سے آپ کو بے وقوف لگ رہا ہے مگر ویسا نہیں ہے۔ مجھ سے زیادہ تو نہیں مگر تھوڑا بہت ذہین بھی ہے۔ آپ کو مجھ سے بہترین داماد تو کوئی مل ہی نہیں سکتا مگر یہ بھی کچھ کچھ اچھا ثابت ہو گا اگر نہ ہوا تو میں ہوں نا اچھی

طرح اس کی طبیعت سیٹ کر دوں گا۔اب آپ اس کا جائزہ لے لیں پسند آئے تو ٹھیک ورنہ ریجیکٹ کر دیں۔"

اس نے مسکراتے ہوئے اپنا مدعا بیان کیا۔

حسن نے دانت پیستے ہوئے اسے گھور کر سب کے سامنے بے عزتی کے احساس سے سر کھجایا۔

حیات کاردار نے بے ساختہ مسکراہٹ چھپائی ان کا نالائق بیٹا رشتہ بنا کم اور خراب زیادہ کر رہا تھا۔

"اہاں ____ سوچا جاسکتا ہے،بچہ اتنا برا نہیں ہے اور آپ کے بچپن کا دوست بھی ہے۔"

حاجی ثناءاللہ کی شوخ آواز حسن کے اندر خوشی کی لہر دوڑا گئی اس نے نظر بچا کر زویا کو دیکھا جو عنوہ کے اندر گھسنے کی کوششوں میں تھی۔

عنوہ اور اس کے بھائی بہنیں تو اپنے ابو کے رویے پر حیران تھے جو غصہ کرنے کی بجائے میکائیل کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے۔

"اب آپ کو یہ بھی نہیں کہا تھا میں نے کہ اتنی جلدی مان جائیں۔"

میکائیل نے برا سا منہ بنایا۔

"چلو جیسے آپ بولو گے ویسے ہی ہو گا۔"

انھوں نے بھی شان بے نیازی سے کہا۔

"آپ سب باہر جائیں پلیز ڈاکٹر راشد نے مکمل چیک اپ کرنا ہے پیشنٹ کا۔"

جونیئر ڈاکٹر کے کہنے پر میکائیل نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

"پیشنٹ ہو گا تو اور تیرا پورا خاندان خبر دار جو پیشنٹ کہا تو میں تو بھلا چنگا بیٹھا ہوا ہوں۔

کبھی دیکھا ہے تم نے کسی مریض کو اس حالت میں بھی اتنا چاک و چوبند؟"

اس کے پے در پے حملوں پر ڈاکٹر بوکھلا گیا۔

سب لوگ نفی میں سر ہلاتے باہر چلے گئے تھے۔

جے کو عنایہ ہسپتال کے لان میں لے کر گئی ہوئی تھی۔

سب کے نکلتے ہی حسن نے اس کا گلا دبوچ لیا۔

"واہیات انسان_____تجھے میں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔میرا رشتہ بنا رہا تھا یا الجھا رہا

تھا۔

میں نے جو تیرے ایکسیڈینٹ پر اتنے آنسو بہائے تھے سب رائیگاں گئے۔"

اس کے گلا دبانے پر پہلے وہ ہنستا رہا پھر اچانک اس کی گردن ایک طرف لڑھک گئی۔

حسن اسے دیکھ کر بوکھلا گیا، اسے جھنجھوڑنے پر بھی وہ نہ ہلا تو ولید بھی پریشانی سے آگے آیا۔

"میکائیل_____یار کیا ہو گیا تجھے؟

آنکھیں کھول "_____

وہ دونوں رونے والے ہو گئے۔

"ڈاکٹر_____ہاں ڈاکٹر کو بلاتے ہیں۔"

ولید جلدی سے پلٹا حسن بھی اس کے پیچھے ہی باہر بھاگا۔

ان کے نکلتے ہی میکائیل نے دھیرے سے ایک آنکھ کھول کر دیکھا پھر ہنستے ہوئے دونوں آنکھیں بند کر کے آرام فرمانے لگا۔

ADEENA KHAN

سب نے ہسپتال میں اس کا بہت خیال رکھا تھا اور آج وہ پندرہ دن بعد ڈسچارج ہو کر گھر آیا تھا اس سارے عرصے میں عنوہ کے گھر والے بھی ساتھ تھے۔

رات کے وقت عنوہ کو شرمین نے ہلدی والا دودھ دیا تھا کہ میکائیل کے زخم بھر جائیں۔

وہ گلاس لے کر اپنے کمرے میں آئی جہاں جے میکائیل کا سر دبا رہا تھا۔

"مومی کی جان کیا کر رہا ہے؟"

عنوہ نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھتے ہوئے پوچھا۔

"پاپا تے سر میں درد اور اتا تو دے نے بولا وہ ایشے ایشے تل دے دا جیشے مومی دے تو ترتی ایں۔"

جے نے اسے تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"او ماشاءاللہ میرا بچہ۔"

عنوہ نے اس کا سر چومتے ہوئے کہا۔

وہ میکائیل کا چہرہ دیکھنے لگی جو سرخ پڑا ہوا تھا اور وہ آنکھیں بند کیے لیٹا تھا شاید بہت زیادہ درد ہو رہا تھا۔

"میں پین کلر لے آتی ہوں۔

مجھے لگتا ہے زیادہ درد ہو رہا ہے آپ کے سر میں۔"

وہ پریشانی سے بولی۔

"نہیں رہنے دو تم بس میرا سر دباؤ، میرا بے بی تھک گیا ہے اتنی دیر سے میرا سر دبا رہا ہے۔"

میکائیل نے آنکھیں کھول کر جے کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں تھام کر ان پر لب رکھے۔

"دے سپر ہیر واے وہ تھکتا نئیں اے۔"

وہ کھلکھلا کر اسے باور کروا گیا۔

"اوکے باس"______

میکائیل نے اسے سلیوٹ کیا۔

"دے اب دیدتے پاش دارااے۔

وہ آج نئی شتوری سنائیں دے۔"

وہ جلدی سے بیڈ سے نیچے اترا اور کمرے سے نکل گیا۔

عنوہ بیڈ پر بیٹھتی دھیرے دھیرے اس کا سر دبانے لگی، میکائیل سکون سے آنکھیں موندے لیٹا رہا۔

"خیر تو ہے اتنا منہ کیوں پھلا رکھا ہے۔"

عنوہ نے اسے چھیڑ کر لب دبا لیے۔

"اتنے دن سے سب کے آگے پیچھے گھوم رہی ہو یہ یاد نہیں تمہیں کہ تمہارا معصوم سا شوہر بستر پر زخمی پڑا ہے۔"

وہ جھٹ سے آنکھیں کھولتا ہوا اسے سنانے لگا۔

"آپ کا پورا خیال رکھتی ہوں اور ہر وقت آپ کی ہی فکر رہتی ہے البتہ آپ مجھے کسی گنتی میں نہیں لاتے۔"

وہ ناک بھوں چڑھاتی اسے اپنے دل کے بہت قریب لگی تھی۔

"اچھا_____میں نے ایسا کیا جرم کر دیا؟"

وہ اس کی طرف کروٹ بدلتا دلچسپی سے پوچھنے لگا۔

"آپ ابو سے پہلے ہی زویا کے رشتے کی بات کر چکے تھے اور مجھے بتایا تک نہیں۔ میں بھی اس دن تماشائی کا کردار نبھاتی رہی وہ تو بعد میں ابو نے مجھ سے پوچھا تو میں شرمندہ ہو گئی کہ بیوی ہوتے ہوئے میں آپ کی بات سے ناواقف ہوں۔"

اس نے شکوہ کناں آنکھوں سے دیکھا۔

"تو کیسے بتاتا تم تو جنگلی بلی کی طرح پنجے جھاڑ کر میرے پیچھے پڑی رہتی تھی۔ ہو سکتا تھا میرے بات کرنے پر تم انکار کر دیتی اور کہتی میرے دوست بھی میرے جیسے ہوں گے ایسے میرے دوست کی محبت ادھوری رہ جاتی۔"

اس کی باتیں سن کر عنوہ کا منہ کھل گیا۔

وہ غصے میں ہونے کے باوجود اس کی آخری بات پر تھم گئی۔

"تو بات یہاں تک آ پہنچی ہے۔"

وہ بے یقینی سے بولی۔

"جی ہاں دل کا معاملہ ہے، ہماری شادی میں اس کے دل نے پہلی نظر میں ہی زویا کو اوکے کر دیا تھا بس پھر میرے پیچھے پڑا رہا تو میں نے ابو سے ہی سیدھا بات کر ڈالی۔ وہ بہت ہی اچھا لڑکا ہے میرے بچپن کا دوست ہے اس سے بڑھ کر گارنٹی کیا ہو سکتی ہے یہ سب سنتے ہی ابو نے ہاں کر دی۔"

اس نے مسکرا کر سب بتایا تو وہ خفگی سے اٹھنے لگی۔

میکائیل نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

"مت جاؤنا ______ سکون مل رہا ہے۔"

وہ دوبارہ اس کا ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ گیا۔

عنوہ سپاٹ تاثرات لیے اس کا سر دباتی رہی اور وہ یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھتا رہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے گرد حصار باندھ گیا۔ وہ اسے اپنی ذات کا یقین بخشنا چاہتا تھا۔ میکائیل کو مکمل صحتیاب ہونے میں تین چار ماہ لگے تھے اس کے ٹھیک ہوتے ہی وہ لوگ پورے گلگت بلتستان کی خوبصورتی دیکھنے گئے تھے۔

جے نے سب کچھ بہت انجوائے کیا۔

ADEENA KHAN

(چار سال بعد)

"پاپا یہ پھول وہاں ڈالیں۔"

جے نے فاتحہ خوانی کے بعد میکائیل کو حارث زید کی قبر کے سرہانے پھول ڈالنے کا کہا۔

وہ دونوں ہر جمعرات یہاں فاتحہ خوانی کرنے آتے تھے اور بھی بہت سے لوگوں کا شہید کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لیے تانتا بندھا رہتا تھا۔

جے اب سمجھدار ہو رہا تھا اس کی عمر آٹھ سال ہونے والی تھی وہ صاف بولنے لگا تھا جب بھی دل کرتا وہ میکائیل کو لیے حارث کی قبر پر آجاتا۔

لوگ جو مرضی کہتے اب اسے فرق نہیں پڑتا تھا وہ پاپا اور بابا کو اچھی طرح سمجھنے لگا تھا۔

وہ دونوں فاتحہ پڑھ کر گھر لوٹے تو لاؤنج میں ہی روتی ہوئی علینہ مل گئی جس کو عنوہ چپ کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ارے پاپا کی پری کو کیا ہوا ہے؟"

میکائیل نے دو سالہ علینہ کو گود میں اٹھالیا۔

"سنبھالیں اسے اب میرے تو دماغ میں درد کر دیا ہے رو رو کر بالکل آپ پر گئی ہے کبھی بھی اس کی انرجی کم نہیں ہوتی ہمیشہ فل رہتی ہے رونے کے لیے۔ ابھی تو شادی میں جانے کے لیے ساری تیاریاں بھی کرنی ہیں۔"

عنوہ خفگی سے کہتی ہوئی اٹھی تو میکائیل علینہ کو چومتا ہوا مسکراہٹ دبا گیا۔

"دے"_____

علینہ کا بھونپو پھر بجنے لگا تھا اسے اس وقت بس جے چاہیے تھا۔

"او میری پری کو بھیا کے پاس جانا ہے۔"

میکائیل اسے ہمیشہ بھیا سکھانے کی کوشش کرتا مگر وہ جے ہی کہتی تھی۔ اسی سے اپنے لاڈ اٹھوائی اور ہوم ورک بھی نہیں کرنے دیتی تھی۔

وہ جے کی ساری توجہ اپنی طرف چاہتی تھی۔

میکائیل اسے لیے لان میں آیا جہاں جے مالی کے ساتھ پودوں کی کانٹ چھانٹ کروا رہا تھا۔

"دے"_____

اسے دیکھتے ہی علینہ روتے روتے ہنس دی۔

"علینو وو مائی پرنسز"_____

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

جے نے اپنی بانہوں کو وا کیا تو وہ جھٹ سے اس کی گود میں آتی گردن میں بازوؤں کا ہار بنا گئی۔

وہ دونوں اب کھسر پھسر کرنے لگے تھے، میکائیل ان کی خفیہ گفتگو دیکھتا مسکراتے ہوئے اندر کی طرف بڑھ گیا۔

علینہ کی توتلی زبان میں گٹ پٹ صرف جے ہی سمجھ سکتا تھا۔

مما اور ڈیڈ عمرے کے لیے گئے تھے۔

وہ دونوں زویا کی شادی سے ایک دن پہلے آنے والے تھے۔

وہ کمرے میں آیا تو عنوہ سارے کپڑے پیک کر رہی تھی۔

بارات کے لیے میکائیل نے شاپنگ نہیں کرنے دی تھی اس دن کے لیے چاروں کے کپڑے اس نے خود خریدے تھے اور کھولے بنا گاڑی میں رکھے ہوئے تھے تا کہ شادی والے دن سرپرائز دے سکے۔

"ویسے حسن بھائی کے ساتھ آپ نے اچھا نہیں کیا اتنے سال لگا دیے بیچارے کی شادی میں۔"

وہ تاسف سے بولی۔

"ہاں تو____اپنی بہن سے رشتہ طے کیا تھا سکیورٹی بھی پوری دینی تھی۔"

وہ آرام سے سیل فون سکرول کرتا ہوا بولا۔

عنوہ نے افسوس سے اس کی ہٹ دھرمی ملاحظہ کی۔

وہ بس صرف اس کی ڈھٹائی ہی نہیں بدل سکی تھی۔

ADEENA KHAN

شادی ہال میں روشنیوں کی چکا چوند نے ماحول دلکش بنا رکھا تھا۔ بارات آچکی تھی اور میکائیل حسن کو زچ کرنے میں مصروف تھا۔ حسن نے ابھی چپ سادھ رکھی تھی کیونکہ اس کھڑ دماغ کا کوئی بھروسہ نہیں تھا یہیں سے بارات واپس بھجوا دیتا۔ وہ پہلے ہی شادی کے چکر میں اکیلا کنوارا رہ گیا تھا۔ اس وقت ولید کی گود میں بھی اس کی تین سالہ بیٹی موجود تھی تبھی وہ بھی حسن کی حالت سے حظ اٹھا رہا تھا۔

میکائیل نے عنوہ اور علینہ کے لیے سیاہ کلیوں والے فراک بنوائے تھے جبکہ اپنے اور جے کے لیے سیاہ شلوار قمیض۔ وہ چاروں بہت خوبصورت لگ رہے تھے اسی لیے سب کی نگاہیں ان پر ہی جمی ہوئیں تھیں۔ شرمین تو ان کی نظر اتارتی نہیں تھک رہی تھیں کیونکہ سب سے یہی سننے کو مل رہا تھا 'پرفیکٹ فیملی، پرفیکٹ فیملی'۔

نکاح کے بعد حسن اور زویا کو ساتھ بٹھایا گیا تھا اور مایا حسن کے لیے دودھ لائی تھی۔

حسن کے گلاس اٹھانے سے پہلے ہی میکائیل نے اچک لیا۔

"مایابیٹا! یہ میں پی لیتاہوں آخر کو بڑا داماد ہوں اور دوسرا میں اس عنایت سے بھی محروم رہ گیا تھا۔"

وہ مزے سے دودھ پیتا شرمین کو منہ چھپانے پر مجبور کر گیا جبکہ باقی سب ہونق پن سے اسے دیکھنے لگے۔

"اب پیسے بھی خود دے بیٹا" ____

حسن نے دانت کچکچائے۔

"کیوں شادی تیری ہے میں تو بال بچوں والا ہوں۔"

اس نے کندھے اچکاتے کرسی کی طرف اشارہ کیا جہاں بے علینہ کو گود میں لیے بیٹھا تھا اور عنوہ ان کے چاکلیٹ لگے منہ صاف کر رہی تھی۔

"اوہ ہاں تو ٹھہرا بے روزگار اور میں ہوں اسسٹنٹ کمشنر پیسے دینا تو میرا حق بنتا ہے مجھے خیال کرنا چاہیے، معذرت۔"

وہ استہزائیہ ہنستا جیب سے چیک بک نکالنے لگا۔

آج ہی تو اسے حساب بے باک کرنے کا موقع ملا تھا۔

میکائیل نے اس کی منگنی پر یہ شرط رکھی تھی کہ جب تک وہ کچھ بن نہیں جاتا تب تک زویا کا ہاتھ اسے نہیں تھمایا جائے گا۔ محنت و مشقت کرتے اسے چار سال لگے تھے اور سی ایس ایس کے امتحانات پاس کر کے وہ اس مقام تک پہنچا تھا۔

"یہ لیں بہنا اس چیک میں جتنی رقم چاہیں لکھ لیجیۓ گا۔"

اس نے مایا کو زبردستی چیک تھمایا۔

"اور کوئی حکم میرے لائق؟

بندہ آپ کا غلام ہے جناب۔"

وہ میکائیل کو جلانے کے لیے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر گیا۔

"زیادہ شوخا مت ہوا ابھی بھی یہ ڈور میرے ہاتھ میں ہے۔"

وہ خشمگیں لہجے میں بولا۔

"ہونہہ" ____

حسن نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔

"زویا بیٹا ہم یہیں سے اپنے گھر جائیں گے جبکہ حسن اپنے گھر۔"

اس نے چیلنجنگ انداز میں حسن کو دیکھا۔

"جی بھائی ٹھیک ہے۔"

زویا نے میکائیل کی ہاں میں ہاں ملائی تو حسن کا صدمے سے منہ کھل گیا۔

"بھابھی دیکھ لیں آپ اپنے شوہر نامدار کو، ہاتھ دھو کر بچپن سے میرے پیچھے پڑا ہوا ہے۔"

حسن نے رونی صورت بناتے عنوہ کو بیچ میں گھسیٹا۔

"خبردار جو میرے بھائی کے ساتھ اب ناانصافی کی تو میں کسی کا لحاظ نہیں کروں گی سمجھے آپ اور تم بھی بھائی کی چمچی اب شوہر کا کہنا مانو بیچارے نے اتنا صبر کیا ہے۔"

عنوہ نے بیک وقت دونوں کو لتاڑا جس پر وہ گڑبڑا گئے ایک یہی محترمہ تو تھیں جس سے دونوں کی جان جاتی تھی۔

حسن ان دونوں کے چپ سادھنے پر کالر اکڑا کر بیٹھ گیا باقی سب ان کی حالت سے محظوظ ہو رہے تھے۔

میکائیل ہر کام میں پیش پیش رہا تھا، عباد اس کی لگن دیکھتا شرمسار ہو رہا تھا۔ وہ داماد ہو کر ساری زمہ داریاں نبھا رہا تھا جبکہ اس نے بیٹا ہوتے ہوئے کبھی باپ کا خیال نہیں کیا تھا۔

بھابھی بھی سب کو عنوہ سے ملوا رہیں تھیں۔

وہ ان کے دوغلے پن پر حیران تھی جو لوگ آپ کو ناکارہ سمجھتے ہیں وہ پیسہ آتے ہی کیوں آپ کے سامنے بچھے بچھے جاتے ہیں؟ اس کی بے ساختہ سامنے نظر پڑی جہاں میکائیل جے اور علینہ کو اپنے پاس بٹھانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ دونوں ڈیڈ کے پاس جانا چاہ رہے تھے۔ عنوہ کو ہنسی آگئی وہ ہمیشہ اسے بات پر چڑتا تھا کہ اس کے بچے اس سے زیادہ ڈیڈ کے دیوانے تھے۔

اس کو جے میں حارث زید کی شبیہہ دکھائی دیتی تھی کبھی کبھار دل ہلکا سا ملول ہونے لگتا تو رب کی نعمتیں سامنے آ کھڑی ہوتیں۔ وہ کفرانِ نعمت کیوں کرتی؟ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ جے کو اس رب نے ایک دوست جیسا باپ دیا تھا جو ہر کام میں اس کی مدد کرتا تھا۔ اسے اچھی طرح یاد تھا علینہ کی پیدائش سے پہلے وہ اس کی صحت کا بھی خیال رکھتا تھا اور جے کے بھی سارے کام سرانجام دیتا ناخن تراشنا، ہوم ورک کروانا، پینٹنگ کمپٹیشن میں حصہ دلوانا، اس کے ساتھ کھیلنا، کھلانا پلانا نیز اس کی ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کا دھیان رکھتا تھا۔

میکائیل کی زندگی بس ان دونوں کے گرد ہی گھومتی تھی، وہ اس بندے کی ذات کی گرویدہ تھی جو پرفیکٹ انسان نہ سہی مگر ان کے لیے فرشتہ تھا۔

وہ سوچوں میں گھری میکائیل کی آواز پر پلٹی جو اسے فیملی فوٹو کے لیے بلا رہا تھا۔سارے خاندان کی تصاویر بنوانے کے بعد اس نے جے کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور علینہ کو عنوہ کی گود میں دے کر کچھ تصاویر بنوائیں۔دونوں بچے حیات کاردار کے پاس چلے گئے تو وہ عنوہ کو لیے تصاویر بنوانے لگا۔اس کے مختلف پوز بنانے پر عنوہ شرما رہی تھی۔

"میکائیل سب ہمیں ہی دیکھ رہے ہیں۔"

اس نے احساس دلانا چاہا مگر اثر کسے تھا۔

"تو دیکھنے دو بیوی ہو میری معشوقہ نہیں۔"

وہ ڈھیٹ ابن ڈھیٹ تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|

ADEENA KHAN

(سات سال بعد)

آج جے کے آرمی سکول میں شہدائے پاکستان کے نام سے تقریب تھی جس میں بہت سے شہداء کے خاندانوں کو مدعو کیا گیا تھا۔وہ ایک شہید کا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ ایک ہونہار طالب علم بھی تھا جس کی وجہ سے اس کی خصوصی تقریر رکھی گئی تھی۔ اس نے کہا تھا وہ لکھا ہوا نہیں بلکہ دل سے بولے گا جس پر کافی بحث و مباحثہ کے بعد آخر جیت اسی کی ہوئی تھی۔

میکائیل اور عنوہ سمیت تمام گھر والے موجود تھے تقریب کو ٹیلی ویژن پر بھی نشر کیا جا رہا تھا کیونکہ وفاقی وزیر مہمان خصوصی تھے۔

"جہانگیر زید"

اس کا نام پکارا گیا تو وہ سٹیج پر پہنچا۔اس نے اپنے والدین کی چمکتی آنکھوں کو دیکھا جن کی وجہ سے وہ یہاں تک پہنچا تھا ان کے ساتھ ہی اس کی جان کے ٹوٹے علینہ اور ہادی بھی براجمان تھے جو اشتیاق سے اپنے بھائی کو دیکھتے بلا وجہ تالیاں بجا رہے تھے۔

"اللہ کے نام سے شروع کرتا وہ شہداء کے خاندانوں کو سلام پیش کرتے بہت سے اہم پہلو اجاگر کرنے لگا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

یہ میرے بابا کے لیے:

'شیر کی ایک دن کی زندگی گیدڑ کی سو سالہ زندگی سے بہتر ہے۔

اور ان کے لیے ایک شعر سے خراج تحسین پیش کرنا چاہوں گا:

پیکر تھا وَفا کا محبت کا خُدا تھا

وُہ شَخص زَمانے میں سَب سے جُدا تھا"

اس کے ساتھ ہی سب کی بھرپور تالیاں گونجی۔

آخر میں وہ کچھ لمحے رکا تو سب سانسیں روکے اسے دیکھنے لگے وہ بچہ بول ہی اتنا پیارا رہا تھا کہ سب بہت دھیان سے سن رہے تھے۔

"میری ماں کے علاوہ میں آخر میں اس شخص کے لیے بھی یہ بات کہنا چاہوں گا جس نے مجھے یہاں تک پہنچایا اتنا بااعتماد بنایا۔

میں نے بابا کی شہادت کے قصے صرف اپنی ماں سے سنے تھے اور تصویر دیکھ کر ہی میں ان سے عشق کرنے لگا۔ان کی حب الوطنی کا جذبہ میں اپنے اندر بھی محسوس کرتا ہوں۔میری ماں مجھے اکیلی ایک بہادر اور طاقتور انسان بنانا چاہتی تھی لیکن ہمارا معاشرہ اس بات کی اجازت نہیں دیتا سوانھیں بھی بہت سے مصائب برداشت کرنا پڑے۔"

وہ کچھ لمحے کے لیے رکا تو عنوہ نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی جو سب جانتا تھا تبھی وہ حیات کا کردار سے اتنا ٹیچ تھا وہی اسے بتاتے ہوں گے۔

گھر میں بیٹھا یہ سب ٹی وی پر دیکھتا عباد شرمندگی سے سر جھکا گیا۔

"حالات بدلے میری ماں کو دباؤ میں آکر شادی کرنی پڑی وہ خوف زدہ تھیں سوتیلے باپ کو سوچ کر جس طرح کا نقشہ ان کے ذہن میں پایا جاتا تھا ویسا کچھ نہ ہوا'میکائیل کا کردار'ایک خوبصورت انسان نکلا۔اس کے پاس سوتیلے اور سگے سوچنے کا وقت ہی نہیں تھا وہ صرف بے لوث محبت کرنا جانتا تھا اس شخص نے بے دریغ مجھ پر اپنے

خزانے لٹائے۔اگر کسی نے میرے دماغ میں سگے سوتیلے والا کونسیپٹ ڈالنے کی کوشش بھی کی تو انھوں نے اپنی محبت اور توجہ سے سب ہٹا دیے۔میری ماں کو ایک عزت بھری پر سکون زندگی دی اور اپنے بچوں سے زیادہ مجھ سے محبت کی۔

میں سب کو کہنا چاہوں گا باپ باپ ہوتا ہے سگا سوتیلا کچھ نہیں ہوتا اور بچے بچے ہوتے ہیں اپنے پرائے کچھ نہیں ہوتے۔

دس از فاریو پاپا:______

عزیز تر وہ مجھے رکھتا تھا، رگِ جاں سے

یہ بات سچ ہے، میرا باپ کم نہ تھا میری ماں سے"

سب کھڑے ہو کر تالیاں بجانے لگے جبکہ مہمان خصوصی اسے داد دینے اس کے پاس سٹیج پر چلے آئے۔

میکائیل کی آنکھوں سے لگاتار آنسو بہہ رہے تھے اسے لگا آج محنت کا پھل مل گیا بلکہ ساری جنت ہی مل گئی ہو۔

اسے سٹیج پر بلایا جانے لگا تو عنوہ نے اسے ہوش دلایا۔وہ آنکھیں صاف کرتے ہوئے وہاں پہنچا اور سب کی موجودگی کی پرواہ کیے بغیر گھٹنوں کے بل جے کے پاس بیٹھتے اسے زور سے خود میں بھینچ گیا۔

"آئی لو یوووووو پاپا کی جان" ______

اس نے دھیرے سے کہا۔

"لو یو ٹو پاپا" _____

وہ ان کی پشت تھپتھپا کر محبت سے بولا۔

ان کو دور سے دیکھتی عنوہ دونوں بچوں کو ساتھ لگاتی نم آنکھوں سے اس رب کا شکر بجا لائی جس نے اس شخص کے دم سے ان کی زندگی سہل کر دی تھی۔

****

❤️ ختم شدہ ❤️

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews